Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنویر الایمان

تصنیف:

علامہ ابو الحسان حکیم محمد رمضان علی
قادری قریشی

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ

تنویر الایمان

بوسیلۃ اولیا الرحمٰن

تصنیف:

علامہ ابوالحسان حکیم محمد رمضان علی

قادری قریشی

محمدیہ لائبریری

رقم المسلسل ———

جامعہ اسلامیہ لاہور

پبلشرز

حلقہ چشتیہ صابریہ [illegible]

ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نام کتاب ______ تنویر الایمان

ترتیب و پیشکش ___ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

پبلشرز ______ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

اشاعت	تاریخ ہجری و عیسوی	تعداد
اوّل		۲۰۰۰

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین ۔ الرحمن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید الاوّلین والآخرین وسیلتنا فی الدنیا و فی یوم الدین خاتم النبیّین محمد رسول اللہ وعلیٰ آلہ الطیّبین الطاھرین واصحابہ المکرّمین المعظّمین واولیاء امّتہ واحبّائہ اجمعین ۔ امّا بعد ۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یاایھا الذین آمنوا اتّقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (پ۶ سورۂ مائدہ ع۶)

برادرانِ اسلام : بدقسمتی سے مسلمانوں میں سے ایک فرقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو اُمّت کے بہت سے مسلّمہ عقائد اور اعمال کا نہ صرف منکر ہے بلکہ ان عقائد اور اعمال کو شرک و بدعت قرار دے کر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتا ہے ۔ حالانکہ یہ عقائد و اعمال قرآن مجید اور احادیث شریف سے ثابت ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ، مفسرین ، محدثین اور علمائے دین ان پر عقیدۃً و عملاً متفق ہیں ۔

اس فرقہ کا بانی ابن عبد الوہاب نجدی ہے اور ابتدا ، تیرھویں صدی ہجری سے یہ فتنہ ممالک اور امصار میں پھیل رہا ہے ۔ ابن عبد الوہاب نجدی کے متبعین اپنے عقائد باطلہ کی نشر و اشاعت میں شب و روز منہمک رہتے اور مسلمانوں پر بے بنیاد الزام تراشی کرتے ہوئے انہیں بات بات پر مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں ۔ اس کے علاوہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدّسنا اللہ باسرارھم کی شانِ اقدس و اعلیٰ میں انتہائی بے ادبی اور گستاخی کا مظاہرہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تقریر اور تحریر سے علی الاعلان کرتے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک فتنہ برپا ہے اور اس فرقہ کی مذموم حرکات امت میں انتشار کا موجب بنی ہوئی ہیں۔

متبعین ابن عبدالوہاب نجدی جن عقائد و اعمالِ حقّہ کے منکر ہیں اور جن امور کو یہ بزعم خویش شرک و بدعت قرار دیتے ہیں، ان میں سے ایک مسئلہ توسّل بھی ہے اور اس مسئلہ کو خصوصیت کے ساتھ شرک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ قرآن مجید و حدیث شریف اور سلف و خلف صالحین سے بالوضاحت ثابت ہے اور منکرین کے پاس اس عظیم الشّان مسئلہ کو باطل ٹھہرانے کے لئے ایک بھی قابلِ قبول اور صحیح دلیل نہیں ہے۔

منکرین جب بھی علمائے حق کے مقابل ہوئے باوجود اپنے روایتی ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے کے ہمیشہ غائب و خاسر رہے۔ چنانچہ مؤرخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء کے اجلاسِ عام بمقام سنجھورو میں موجود مسلمان بخوبی دیکھ چکے ہیں کہ غیر معتقد اسماعیل روپڑی نے مسئلہ توسّل کو شرک ثابت کرنے کے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے مگر ناکام رہا۔ اس مباحثہ کی روئداد علیحدہ شائع کی جارہی ہے۔ شائقین اس کا مطالعہ کر کے حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔

کتاب "تنویر الایمان لوسیلۃ اولیاء الرحمان" حصّہ اوّل میں حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعث ایجادِ ہر دو عالم احمدِ مجتبٰے **مُحمّد مُصطفٰے** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ وسلم سے توسّل و تبرک اور استمداد و استعانت نیز نداء و استغاثہ عرض کرنے کی ضرورت و جواز کے ثبوت میں قرآنِ مجید، حدیث شریف اور تصریحات، مفسرین و محدثین و آئمہ دین و اکابر علمائے امت کی روشنی میں مدلّل و مکمل مضمون ہے۔ اور اتمام حجت کے لئے پیشوایان فرقہ نجدیہ کی کتابوں کے حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے اور ضمناً حسب موقعہ فرقہ نجدیہ کے عقائدِ باطلہ و خیالاتِ فاسدہ کی بیخ کنی اور تردید بھی ہو گئی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حصّہ دوم میں مقبولانِ بارگاہِ اولیاءِ کرام سے توسّل و تبرک و استمداد و استعانت کی ضرورت و جواز میں حصّہ اوّل کی ترتیب کے لحاظ سے مدلّل و مکمل مضمون ہے۔ نیز بعض مسائل تصوّف اور کرامات اولیاء اللہ کا بیان ہے اور ضمناً منکرین کے عقائدِ فاسدہ اور اعتراضاتِ واہیہ کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کا مؤلف فقیر الی الرحمان ابو الحسان حکیم محمد رمضان علی قادری بارگاہِ ربّ العزّت میں دست بدعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب سیّد المرسلین خاتم النبیّین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں فقیر پُر تقصیر کی اس سعیٔ ناچیز کو قبول فرمائے اور جملہ مسلمانوں کے لئے نافع اور گم شدگانِ راہ کے لئے باعثِ ہدایت اور مؤلف کے لئے سرمایۂ آخرت و ذریعہ نجات بنا سکے۔

آمین یا ربّ العالمین

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اَمَّا بَعْدُ! قبل اس کے کہ مسئلہ توسل و استمداد کی ضرورت و جواز کے ثبوت میں قرآن و حدیث اور ارشادِ بزرگانِ دین سے دلائل پیش کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توسل و استمداد کی حقیقت مختصراً بیان کر دی جائے تاکہ اس مسئلہ کے سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہی خالق کل شئی، مدبر الامور اور متصرف حقیقی ہے۔ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اس کی مشیت اور اذن کے بغیر کوئی پتّہ اور ذرہ تک حرکت نہیں کر سکتا۔ سارے اختیارات اور تمام قوتیں کامل و اکمل طور پہ بالذات مستقلاً اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

کائنات میں جملہ امور اسی کی تدبیر و ارادے کے مطابق پایۂ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔ اسے کسی مشیر یا مددگار کی قطعاً احتیاج نہیں۔ مختصر یہ وہ فعّالٌ لِّمَا یُرِیْد اور علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قدیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیّت و حکمت سے عالمِ دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات میں ہر چھوٹا بڑا کام اسباب و ذرائع اور وسائل کے تحت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ظہور پذیر ہے۔ یہ سنت الٰہی ہے۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (پ ۲۲)

اللہ تعالیٰ بیشک قادر ہے کہ دنیا کو سورج اور چاند ستاروں کے بغیر روشن فرمائے۔ مگر اس کے باوجود سورج اور چاند ستاروں کے بغیر جہاں کو روشنی نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ بادلوں کے بغیر بارش برسائے۔ بادلوں کو ہوا کے بغیر چلائے۔ بغیر پانی کے فصلیں اگائے اور پرورش فرمائے اور اس پر بھی کہ حیوانات اور انسانوں کے لئے غذائیں زمین سے پیدا فرمانے کے بجائے آسمان سے نازل فرمائے حتیٰ کہ اگر وہ چاہے تو نباتات، ہوا، پانی اور روشنی کی مدد کے بغیر اگیں اور پرورش پا کر تیار ہوں اور تمام جاندار کھانے پینے، سانس لینے اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے بغیر زندہ اور صحیح وسلامت رہیں۔ اور اگر وہ چاہے تو نباتات بغیر بیج کے اگیں اور بچے والدین کی مخالطت اور امتزاج نطفہ کے بغیر پیدا ہوں۔ مگر سب جانتے ہیں کہ بادلوں کے بغیر بارش نہیں برستی۔ ہوا کے بغیر بادل نہیں چلتے۔ ہوا، پانی، روشنی اور حرارت وغیرہ کے بغیر نباتات نہیں اگتیں اور نہ پرورش پاتی ہیں۔ حیوانات اور انسانوں کے لئے مختلف انواع و اقسام کی غذائیں زمین سے حاصل ہونے کے بجائے آسمان سے نہیں آتیں۔ حیوانات و انسان ضروریاتِ زندگی کے بغیر زندہ اور صحیح و سلامت نہیں رہ سکتے۔ نہ نباتات بغیر بیج کے اگتے ہیں اور نہ ہی بچے والدین کی مخالطت و امتزاج نطفہ کے بغیر پیدا ہوتے ہیں۔ وَقِس عَلٰی ھٰذا وَتَدَبَّر۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مالکِ خلق و امر اور مُدبّر الامور حقیقی ہونے کے باوجود ملائکہ کو تدبیر امور کی خدمات تفویض فرما رکھی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام کو حسب مناسب و مراتب انبیاء کرام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر وحی لائے۔ جنگوں اور لڑائیوں میں فتح و شکست، ہوا کے چلانے، بارش برسانے، کھیتیاں اور دیگر نباتات اگانے، رزق پہنچانے، حیوانات اور انسانوں کے ابدان میں روح ڈالنے، قبض ارواح، ہر جاندار کی عمر اور رزق کا اندازہ مقرر کرنے، وباؤں، بیماریوں اور آفات و حوادث وغیرہ امور کی تدبیر پر مامور و مؤکل فرمایا ہوا ہے۔

پھر ان چاروں سرداران ملائکہ میں سے ہر ایک کے ماتحت ملائکہ کے لشکر مقرر فرما دیئے ہیں جو اپنے اپنے محکمہ کے سردار فرشتوں کے احکامات کے تحت خدمات تدبیر و نفاذ سرانجام دیتے ہیں۔ نیز قرآن مجید کی تفسیروں سے ثابت ہے کہ باذن اللہ تعالیٰ انبیاء و رسل علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء کرام (قدسنا اللہ باسرارہم) بھی مدبرات الامور میں شامل ہیں[1]

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جبریل امین علیہ السّلام کے واسطہ کے بغیر انبیاء و رسل علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر براہِ راست وحی نازل فرما دیا کرتا یا پھر بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے زبور، تورات، انجیل اور قرآن مجید لکھے لکھائے مجموعات کی صورت میں لوگوں تک پہنچا دیتا۔ مگر ظاہر ہے کہ بغیر وسائط اور وسائل کے کچھ بھی وقوع پذیر نہیں ہوا۔

مزید غور کا مقام ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ اس کی جملہ مخلوق صراطِ مستقیم پر چلے تو کوئی امر مانع نہ تھا مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رُسل علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو حسبِ ضرورت و موقعہ دنیا میں مبعوث فرمایا جنہوں نے توحید و نبوت و رسالت کی تبلیغ اور رہنمائی کی خاطر منکرین و معاندین کے ہاتھوں انتہائی تکالیف و مصائب برداشت کئے۔

---

[1] اس اجمال کی تفصیل تنویر الایمان حصّہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مؤلف)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر سب سے بڑھ کر یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات عالم ہی بغیر وسیلہ کے پیدا نہ فرمائی بلکہ اکرم الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دنیا کی پیدائش ہوئی اور اس پر ارشادِ الٰہی لولاک لما خلقت الافلاک، لولاک لما خلقت الدنیا، لولاک لما اظهرت الربوبیۃ (احادیث قدسیہ) دالّ و شاہد ہے۔ یعنی اے میرے محبوبؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ اگر آپ کی جلوہ گری مجھے منظور نہ ہوتی تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ فرماتا۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت سے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں: قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اخبرنی عن اوّل شیٔ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء۔ میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی۔ آپ نے فرمایا: "یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ فجعل ذالک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یَکُن فی ذالک الوقت لوحٌ ولا قلمٌ ولا جنۃٌ ولا نارٌ ولا مَلَکٌ ولَا سماءٌ ولاشمسٌ ولا جِنِّیٌّ ولا اِنسِیٌّ فلمّا اراد اللہ تعالیٰ اَن یَّخْلُقَ قَسَّمَ ذالکَ النُّور اربعۃ اَجْزاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الجُزءِ الاوّل القَلَمَ ومن الثانی اللّوحَ وَمِنَ الثَّالِثِ العَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ فخلق مِنَ الاَوَّل حَمَلَۃَ العَرْشِ وَمِنَ الثانی الکُرْسِیَّ وَمِنَ الثَّالِث بَاقی المَلٰئِکَۃَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الاَوَّلِ السَّمٰوٰتِ وَمِنَ الثَّانِی الاَرْضِیْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الجَنَّۃَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ - الحدیث بطولہ -

اے جابرؓ ! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن و انس کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے فرمائے۔ پہلے حصہ سے فرشتگانِ حاملانِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا فرمائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ پہلے حصہ سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے جنت و دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے۔ الیٰ آخر الحدیث۔

اس حدیث کو امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث حضرت عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مصنف میں درج فرمایا اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس کو روایت فرمایا اور حضرت امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں اور امام ابن حجر مکی افضل القریٰ اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں اس حدیث سے استناد فرماتے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور دوسرے علمائے کرام و محدثین نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا اور اس سے سند پکڑی تو بیشک اور بلاشبہ یہ حدیث حسن صالح مقبول اور معتمد ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ کائنات کی ہر چیز حضور نور رب العالمین رحمۃ اللعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے آپ کے وسیلہ سے معرضِ وجود میں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

معرفت کو وسیلہ قرار دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت کی خاطر تمام مخلوق کو پیدا فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت کو اپنی معرفت قرار دیا۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کنت کنزًا مخفیًا فاحببتُ ان اُعرَفَ فخلقتُ الخلقَ وَفی روایۃٍ فخلقتُ نورَ محمدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک خزانہ مخفی تھا پس مجھے یہ بات محبوب ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اور ایک روایت میں ہے تو میں نے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: من رّانی فقد رأی الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیفۂ اعظم بنا کر خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ بنایا اور وسیلہ ٹھہرایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے احکامات و عطیات مخلوق کو پہنچاتے اور تقسیم فرماتے ہیں اور آپ ہمارے رسول ہیں کہ ہماری عرضداشتیں اور حاجات و مشکلات کی دعائیں اور فریادیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو آپ کے صدقہ میں قبول فرماتا اور ہماری حاجات کو آپ کے وسیلہ سے پورا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، رحمتیں اور عنایات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں آپ کے وسیلہ سے پیدائش مخلوقات سے لے کر آج تک تمام مخلوق کو پہنچتی رہی ہیں، پہنچ رہی ہیں اور ہمیشہ پہنچتی رہیں گی۔

آپ کا ارشاد ہے: اِنّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللہُ یُعطِی (بخاری جلد اوّل ص ۴۳۹)

میں اللہ تعالیٰ کے خزائن کا خزانچی ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ دین و دنیا کی ساری نعمتیں دیتا اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم آپ فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جسے جو کچھ ملتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والسلام کے دستِ کرم اور آپؐ کے وسیلہ سے ہی ملتا ہے۔ فرمانِ نبویؐ ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی عطا میں کوئی قید نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم میں۔ فالحمدُ للہِ علیٰ ذالکَ ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں اور آپؐ کے نُور سے وجود میں آئی۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبوّت و رسالت ملی تو آپؐ کے وسیلہ سے جملہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علوم و کمالات اور معجزات ملے تو آپ کے فیضان اور وسیلہ سے ملے۔ اولیاء عظام کو ولایت، علوم و معارف اور کمالات و کرامات آپ ہی کے فیوض اور وسیلہ سے ملتے ہیں۔ مختصر یہ کہ دنیا و دین کی جو نعمت ہے ہر کسی کو آپؐ کے ہی وسیلہ اور آپ کی وساطت سے حاصل ہوتی ہے ؎

لا وربّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسولؐ اللہ کی

اب رہا معترض کا یہ سوال کہ جب کہ اللہ تعالیٰ مالکِ خلق و امر اور مدبر الامور ہے اور ہر قسم کا نفع اور نقصان اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے تو پھر ان امور کی نسبت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی جانب کیونکر جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام قاعدہ کی رو سے اظہار بیان کے لئے کسی کام کی نسبت اس ذریعہ اور وسیلہ کی طرف کر دی جاتی ہے۔ جس ذریعہ اور وسیلہ سے وہ کام سرانجام پایا ہو یا کوئی واقعہ وقوع پذیر ہوا ہو اور اس ذریعہ یا وسیلہ کی طرف یہ نسبت مجازاً ہوتی ہے نہ کہ حقیقتاً۔ اور جس ذریعہ اور وسیلہ کی طرف نسبت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مجازی کی جارہی ہے اس کو الوہیت و خدائی میں شریک نہیں قرار دیا جاتا اور اس ذریعہ و وسیلہ کو قادر مطلق یا متصرف حقیقی ٹھہرانا مقصود نہیں ہوتا۔

مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ کام فلاں وسیلہ سے ہوا یا یہ حاجت فلاں ذریعہ سے بر آئی۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ میں سخت بیماری میں مبتلا تھا تو فلاں حکیم و معالج سے مجھے شفا حاصل ہوئی یا کوئی یوں کہے کہ میرا یہ عزیز فلاں مرض سے مر رہا تھا مگر فلاں معالج نے اسے بچا دیا۔ یا کوئی مریض اپنے معالج کا شکریہ ادا کرتے ہوتے کہتا ہے کہ آپ کے علاج سے مجھے بہت فائدہ پہنچا یا شکایتاً کہے کہ آپ کی دوا نے مجھے بہت تکلیف دی۔

مثلاً طبیب کہتا ہے کہ یہ دوا ہر درد کو آرام دیتی ہے۔ یہ دوا فلاں مرض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ یہ سفوف قبض کشا ہے۔ یہ شربت فریاد رس ہے۔ یہ دوا محافظ اولاد ہے۔ ان گولیوں سے حمل قرار پاتا اور تندرست بچہ پیدا ہوتا ہے اور یہ دوا مانع حمل ہے وغیرہ۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ روزمرہ کے محاورات ہیں۔ ان محاوروں کو منکرین بھی عموماً بلا جھجک استعمال کرتے ہیں تو کیا تعزیراتِ نجدیہ کی رُو سے ان محاوروں پر شرک کا فتوےٰ عاید کیا جاسکے گا کہ ان میں نفع و نقصان، فائدہ اور تکلیف، شفا دینے وغیرہ امور کی نسبت معالج اور دوا کی طرف براہِ راست ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ معالج کو بالذات مستقلاً یہ قدرت حاصل ہے اور نہ یہ کہ کوئی دوا مستقلاً بالذات شافی یا نافع و ضار ہے یعنی کوئی شخص دواؤں یا معالج کو خدا یا خدائی میں شریک نہیں جانتا۔ اگرچہ معالج کو بھی حکیم کہا جاتا ہے۔ حالانکہ حکیم اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، مگر اس کے باوجود کوئی معترض یا فرقہ منکرین میں سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ دیکھو جی معالج کو حکیم کہہ کر اللہ تعالیٰ کی صفت میں شریک ٹھہرایا جا رہا ہے۔

اور یہ اس لئے کہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ان امور کی نسبت حکیم اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ادویہ کی طرف نسبت مجازی ہے ۔حقیقتاً شفا دینے والا ، مرض کو دور کرنے والا اور نافع و ضار مستقلاً بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔ اگرچہ عام بول چال میں ان باتوں کی نسبت براہِ راست معالج و حکیم اور ادویہ کی طرف ہی کی جایا کرتی ہے اور اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ معالج اور ادویہ شفا حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں ۔

اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی تدابیر اس کی مشیئت سے مخلوقات کے ذریعہ اور وسیلہ سے ظہور پذیر ہیں ۔ تمام اشیاء مظاہرِ قدرت و صفاتِ الٰہی ہیں ۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے قانونِ فطرت کے تحت اشیاء مخلوقات میں مختلف تاثیرات ودیعت فرمائی ہیں اور نظامِ مؤثرات و متاثرات کے تحت ہر آن تغیرات و انقلاباتِ دنیا وقوع پذیر ہو رہے ہیں ۔تاہم یہ ہرگز نہ بھولئے کہ ہر مؤثر کی تاثیر اور متاثر کا تاثر اگرچہ امور عادیہ سے ہے مگر اس کے باوجود یہ اثر و تاثر اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مشیت پر منحصر ہے ۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو کسی چیز کا اثر ظاہر ہو اور نہ چاہے تو کچھ بھی نہ ہو یا اگر چاہے تو یہ اثر الٹا ظاہر ہو جائے ۔مثلاً آگ میں اللہ تعالےٰ نے گرمی اور جلانے کی تاثیر ودیعت فرمائی ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ آگ حرارت پہنچاتی اور جلاتی ہے مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ حرارت پہنچانے اور جلانے کی قدرت مستقلاً بالذات آگ میں ہے بلکہ آگ کا یہ اثر اور عمل بھی اللہ تعالےٰ کے خلق امر اور مشیت پر موقوف ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آگ حرارت دے اور جلائے اور نہ چاہے تو نہ حرارت دے اور نہ جلائے ۔ سیدنا حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آتش کدہ نمرود میں باذن و مشیتِ الٰہی نہ صرف یہ کہ صحیح سلامت رہے بلکہ وہ بھڑکتی آگ آپ کے لئے فرحت بخش گلزار بن گئی اور یہ خرقِ عادت ہے ۔پس جب کوئی خارقِ عادت واقعہ انبیاء و رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ وقوع پذیر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جب کسی ولی اللہ کے ذریعہ ہو تو کرامت۔ پھر جو واقعہ جس کے ذریعہ ظاہر ہوتا اور وقوع میں آتا ہے تو اس واقعہ کی نسبت اسی کی جانب ہوتی ہے، اور یہ نسبت حقیقتاً نہیں ہوتی کہ کفر و شرک ٹھہرے بلکہ یہ نسبت مجازی ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت ہی ہر چیز اور ہر امر میں مؤثر حقیقی ہے۔ باقی تمام اشیاء مظاہر ہیں۔ اس حقیقت کا انکار سُنّتہ اللہ کو جھٹلانا اور اپنی جہالت و سفاہت کا اظہار ہے۔ فافهم وتدبر ولا تكن من المنكرين۔

اس حقیقت کو ذہن نشین کر لینے کے بعد جاننا چاہیئے کہ حضور پُر نور حبیب ربّ غفور سیّد یوم النشور خلیفۃ اللہ الاعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں اور جملہ انبیاء و رُسل علیہم السلام اور اولیاء کرام (قدس اللہ اسرارھم) آپ کی نیابت اور وساطت سے مظاہر اعلیٰ ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی رضا اور بخشش و عطاء سے اولیاء اللہ کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ظہور ان کے ذریعہ ہونے لگتا ہے اور یہ نفوسِ قدسیہ اپنے وجود کو مقامِ فنا میں تحلیل کر چکنے کے بعد بقاء باللہ کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کو جب محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے، اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری، مشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل)

اس حدیثِ قدسی سے معلوم ہوا کہ اولیاء حق نورِ الٰہی کی قوت سے سنتے ہیں، دیکھتے ہیں۔ پس ان کی سماعت و بصارت کے لئے ظاہر و باطن اور نزدیک و دُور کی چیزوں اور آوازوں کا دیکھنا اور سُننا یکساں ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن اور نزدیک و دُور کے امور میں انہیں قوتِ تصرف حاصل ہوتی ہے اور ان کی رفتار کے آگے تمام مسافتیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور دوریاں کالعدم ہو کر رہ جاتی ہیں۔

پھر اسی روایت میں ہے: وان سالنی لاعطینہ، ولئن استعاذنی لاعیذنہ۔ اگر میرا محبوب بندہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو ضرور اسے (قبول فرما کر) عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

پس اولیاء کرام ہمارے لئے وسیلہ ہیں کہ ہمیں ان کے وسیلے سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ اور وسیلے سے ہماری دعائیں قبول اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ارشادات واضح ہیں کہ اولیاء اللہ کے وسیلے سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ بارش نصیب ہوتی ہے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری نصرت کی جاتی ہے اور اولیائے کرام کے صدقہ میں ان کے وسیلہ سے تمہاری حیات و موت وابستہ ہے اور زمین قائم ہے۔ اس مضمون کی روایات صحیح بخاری و مسلم اور مشکوٰۃ کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔

پس جس طرح کاروبارِ دنیاوی کے سلسلہ میں ہم اسباب و ذرائع ظاہری کے محتاج ہیں۔ اسی طرح اولیاء کرام (قدسنا اللہ تعالےٰ باسرارھم) کے وسیلہ کے بغیر چارہ نہیں، اور جب اسباب و ذرائع اور وسائل دنیاوی اختیار کرنا شرک نہیں تو تمام مخلوق کے اصل وسیلہ حضور نبی کریم علیہ التحیتہ و التسلیم کا وسیلہ اختیار کرنا کیونکر شرک ٹھہر سکتا ہے؟

اور جب کہ نفع و نقصان کی نسبت اسباب و ذرائع اور وسائل دنیاوی کی طرف روزمرہ کی جاتی ہے اور شرک کا شائبہ تک نہیں ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی نسبت کس دلیل سے شرک قرار دی جا سکتی ہے۔ حالانکہ مادی اسباب و ذرائع اور وسائل دنیاوی عموماً تجربات کی رُو سے اختیار کئے جاتے ہیں اور نفع و نقصان کی نسبت ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں خطا و غلطی کا احتمال بھی پایا جاتا ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام (قدسنا اللہ باسرارھم) کا وسیلہ اختیار کرنے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں خطا و غلطی کا احتمال ہی نہیں تو پھر ان نفوسِ قدسیہ کی طرف نفع و نقصان کو مجازاً منسوب کرنے کو شرک اور ناجائز کہنا جہل و نادانی اور بدعقیدگی نہیں تو اور کیا ہے۔ خصوصاً جبکہ اس نسبت مجازی کا استعمال قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ کسی کام یا امر کی نسبت جب اللہ تعالٰی کی طرف ہو تو نسبت حقیقی مراد ہوتی ہے اور وہی کام یا امر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی اللہ یا مخلوق میں سے کسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس سے نسبتِ مجازی مقصود ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں عموماً تین قسم کی نسبتیں پائی جاتی ہیں:۔

(۱) عبد کے فعل کی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف۔

(۲) اللہ تعالٰی کے کسی فعل کی نسبت عبد کی طرف۔

(۳) ایک ہی کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی اور عبد کی طرف بھی۔

تفصیل اس اجمال کی ملاحظہ ہو:۔

(۱) قال اللہ تعالٰی۔ فلم تقتلوھم ولٰکن اللہ قتلھم (پ۹۔ س انفال ع۲)

ترجمہ:۔ تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ (تعالٰی) نے انہیں قتل کیا۔

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ تعالٰی نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ہے۔ بدر کے میدان میں کفار کے خلاف جہاد کرتے ہوئے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اپنے ہاتھوں کفار کو قتل کیا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر اس کے باوجود اللہ تعالٰی نے قتلِ کفار کے فعل کی ا[illegible]ی طرف فرمائی۔ پس اگر نسبت حقیقی اور نسبت مجازی کے فرق کو نظر انداز کر دیا جائے تو ظاہری الفاظ پرست وہابی اس آیت کا صحیح مطلب کیا بیان کرے گا؟۔

آیا اس آیۃ کے ظاہری معنیٰ کے لحاظ سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے بجائے خود اللہ تعالٰی نے اپنے ہاتھ میں تلوار وغیرہ لے کر بدر کے مقام پر کفار سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا۔ ظاہر ہے کہ آیۃ کے یہ ظاہری معنے مراد نہیں بلکہ مطلب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ ہے کہ بظاہر اگرچہ تم نے کفار کو قتل کیا مگر چونکہ تم ذاتی قوت و اختیار کے مالک نہیں اور نہ ہی تم اپنے افعال کے خالق ہو۔ پس اگر کفار تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے تمہیں قوت بخشی اور فعلِ قتل کفار کو میں نے خلق فرمایا تو کفار تمہارے ہاتھوں مقتول ہوئے اور میری مدد سے تم نے کفار پر قابو اور غلبہ پایا۔

تفسیر جلالین میں ہے : فلم تقتلوھم (ببدر بقوتکم ولکن اللہ قتلھم (بنصرہ ایاکم)

معلوم ہوا کہ فاعلِ حقیقی اللہ تعالٰی ہے۔ اس کے افعال و صفات کا صدور و ظہور مخلوقات کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی جو کام جس سے لینا چاہتا ہے بطورِ آلہ کے لیتا ہے۔ پس میدانِ بدر میں قتلِ کفار کا فعلِ الٰہی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ذریعہ وقوع پذیر ہوا۔ فافہم وتدبر!

اسی ذیل میں دوسری آیۃ مبارکہ ملاحظہ ہو۔

قال اللہ تعالٰی :۔ وما رمیت اذ رمیت ولکنّ اللہ رمٰی

(پ ۹ س انفال ع ۲)

ترجمہ :۔ "اور (اے محبوب!) وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی"۔

اس آیۃ میں اللہ تعالٰی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے :۔

وما رمیت (یا محمّد اعین القوم) اذ رمیت (بالحصٰی لانّ کفا من الحصا لایملأ عیون الجیش الکثیر برمیۃ بشر) ولکنّ اللہ رمٰی (بایصال ذالک الیھم) حاشیہ۔ یعنی :۔ انّ الرمیۃ التی رمیتھا انت لم ترمھا انت علی الحقیقۃ لانّک لو رمیتھا لما بلغ اثرھا الّا ما یبلغہ اثر رمی البشر ولکنھا کانت رمیۃ اللہ حیث اثرت ذالک الاثر العظیم وفی الآیۃ بیان ان فعل العبد مضاف الیہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کَسْباً و الی اللہ تعالیٰ خلقاً (بحوالہ تفسیر مدارک)

یعنی اے میرے محبوب! کفار لشکریوں کی آنکھوں میں خاک اور کنکریاں تم نے نہیں پھینکیں، تم نے ان کی آنکھوں میں نہیں ڈالا۔ اس لئے کہ ایک مشت کنکریاں اگر کوئی بشر پھینکے تو مٹھی بھر خاک اور کنکریوں سے ایک بڑے لشکر کی آنکھیں بھر نہیں سکتیں۔ پس یہ خاک اور کنکریاں اللہ تعالےٰ نے پھینکیں۔ یہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے مٹھی بھر خاک اور کنکریوں کو کفار لشکریوں کی آنکھوں تک پہنچایا جس سے ان کی آنکھیں بھر گئیں اور بند ہو گئیں۔ بغرض کہ خاک اور کنکریوں کو جو آپ نے پھینکا ہے یہ پھینکنا حقیقتاً آپ کا پھینکنا نہیں۔ اس لئے کہ اگر آپ پھینکتے تو جہاں تک بشر کے پھینکنے کا اثر پہنچتا ہے وہیں تک اس پھینکنے کا اثر پہنچتا مگر چونکہ آپ کے اس پھینکنے کا اثر عظیم ظاہر ہوا۔ لہٰذا یہ پھینکنا اللہ تعالےٰ ہی کا پھینکنا ہے۔ اس آیۃ میں اس کا بیان ہے کہ بندے کے فعل کی بندے کی طرف اضافت (نسبت) از روئے کسب کے ہے اور بندے کے فعل کی اللہ تعالےٰ کی طرف (نسبت) از روئے خلق فعل کے ہے۔ کذا فی المدارک۔

اب اسی مضمون کی تیسری آیۃ بھی ملاحظہ ہو۔

قال اللہ تعالیٰ۔ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ (پ۲۹ س القیامہ ع۱)

ترجمہ:۔ تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔

تفسیر جلالین:۔ فاذا قرأناہ (علیک بقراۃ جبرئیل) فاتبع قرآنہ (استمع قرأتہ) اس آیۃ مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کی قراۃ کو اپنی قراۃ قرار دیا ہے۔ جبرئیل کے قرآن پڑھنے کو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا اور فرمایا کہ اے میرے محبوب! جب میں قرآن پڑھوں تو آپ خاموشی سے سُنا کریں۔ اس آیۃ میں بھی بندے کے فعل کی نسبت بندے کی طرف از روئے کسب فعل کے ہے۔ اور یہ نسبت، نسبت مجازی اور بندے کے فعل کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف از روئے خلق فعل کے ہے اور یہ نسبت، نسبت حقیقی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(۲) اللہ تعالٰے کے فعل کی نسبت بندے کی طرف۔

قال اللہ تعالیٰ:۔ قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلٰما ذکیا۔ (پ۱۶ س مریم ع۲) جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہ السلام سے فرمایا:۔ "میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں"۔ اس آیۃ مبارکہ میں حضرت جبرائیل نے بیٹا دینے کی نسبت براہِ راست اپنی طرف فرمائی حالانکہ جبرئیل علیہ السلام کو حقیقتاً بیٹا دینے کی قدرت نہیں۔ یہ اللہ تعالٰے ہی کی شان ہے۔ اگر نجدیہ وہابیہ کے اصول کو صحیح سمجھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں شرک بھرا ہے اور جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالٰے کی شان اور صفت کو اپنی طرف منسوب کر کے شرک کیا (نعوذ باللہ منہا) نیز یہ ظاہر پرست اللہ تعالٰے کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ جس نے جبرئیل کے اس طرح کہنے کو رد نہ فرمایا۔ بلکہ قرآن مجید میں ذکر فرمایا۔ تفسیر جلالین قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاماً ذکریا۔ ای لاکون سببا فی هبته۔ کہا: میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں" یعنی بیٹے کی عطا کا میں سبب ہوں"۔ اس آیۃ میں فعلِ الٰہی کی نسبت وسیلہ اور سبب کی طرف ہے جیسے یوں کہا جائے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹا دیا۔ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل سے میں غنی ہو گیا۔ یا یوں کہا جائے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دولت بخشی۔ میرے پیر و مرشد نے میری مدد فرمائی تو اس طرح کہنا آیۃ قرآن کے مطابق صحیح و درست ہو گا، نہ کہ منکرین کے خانہ ساز اصول کے مطابق کفر و شرک؛

ہاں اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم یا کسی ولی اللہ کی طرف یا مخلوق میں سے کسی کی طرف بھی نسبت حقیقی کا عقیدہ رکھے اور انہیں فاعل و متصرف حقیقی یا مختار بالذات مستقلاً جانے تو یقیناً کفر و شرک لازم آئے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان اہل سنت وجماعت یہ عقیدہ نہیں رکھتا تو معلوم ہوا کہ منکرین خواہ مخواہ بہتان بازی اور الزام تراشی کر کے انہیں مشرک ٹھہراتے ہیں جو کہ سراسر ظلم عظیم ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسری آیۃ مبارکہ ملاحظہ ہو :-

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔ (پ ۱۳ س ابراہیم ع ۱)

ترجمہ :- ایک کتاب ہے (یہ قرآن شریف) کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو (کفر کی) اندھیریوں سے (ایمان کے) اُجالے میں لاؤ ۔

واضح رہے کہ کفر کے اندھیرے سے نکالنا اور ایمان کے اُجالے میں لانا اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کی صفت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے نکال کر ایمان میں لانے کی قدرت عطا فرمائی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اس فعل کی نسبت مجازی ہے۔ از روئے کسب کے حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کفر سے نکال کر ایمان میں لاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ : اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔ (پ ۳ س البقرہ ع) پس اللہ کی طرف نسبت حقیقی ہے۔ از روئے خلق کے۔ فلا منافاۃ ۔

اس ضمن میں مندرجہ ذیل آیات میں غور کریں :-

قال اللہ تعالیٰ : قل يتوفّٰكم ملك الموت الذى وكّل بكم (پ ۲۱ س سجدہ ع ۱)

ترجمہ :- تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

قال اللہ تعالیٰ : كذالك يجزى الله المتقين الذين يتوفّٰهم الملٰئكة طيبين ۔ (پ ۱۴ س نحل ع ۴)

ترجمہ :- اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے۔ پرہیزگاروں کو وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں ۔

قال اللہ تعالیٰ : الذين تتوفّٰهم الملٰئكة ظالمى انفسهم (پ ۱۴ س نحل ع ۴)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ :۔ وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں۔اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کے فعل قبض ارواح کو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام اور اس کے ماتحت ملائکہ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ حالانکہ آیتہ مبارکہ "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا" سے واضح ہے کہ جانداروں کی موت کے وقت اللہ تعالےٰ ہی ان کی جانوں (ارواح) کو قبض فرماتا ہے۔

اب غور کا مقام ہے کہ ایک ہی فعل قبض ارواح کے منسوب الیہ بظاہر علیحدہ علیحدہ چار ہیں۔

ایک آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ قبض ارواح فرماتا اور وفات دیتا ہے اور دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح فرماتا ہے اور تیسری آیت سے واضح ہے کہ نیک وکار متقین کی ارواح کے قبض کرنے والے بہت سے فرشتے ہیں اور چوتھی آیت سے ظاہر ہے کہ ظالموں کی ارواح قبض کرنے والے بہت سے ملائکہ ہیں۔ پس اگر ظاہر بین وہابیہ کے خانہ ساز اصول کے مطابق ہر جگہ نسبت حقیقی ہی مراد لی جائے تو معاذ اللہ قرآن مجید میں تعارض واقع ہوتا ہے یعنی آیاتِ قرآن میں اختلافِ کثیر ثابت ہوتا ہے جو کہ از روئے قرآن مجید محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے پر یہ دلیل ارشاد فرمائی کہ "اگر یہ قرآن غیر اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں اختلافِ کثیر پایا جاتا"۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہابیہ کے اصول سے قرآن مجید میں اختلافِ کثیر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقتاً قرآن مجید میں قطعاً تعارض و اختلاف نہیں ہے۔ یہ صرف منکرین کی سمجھ کا قصور اور ان کے اصولِ باطلہ کا فتور ہے۔ سچ فرمایا: اللہ تعالےٰ کے محبوب دانائے غیوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے یقرءُون القرآن لا یجاوز حناجرھم (بخاری مسلم) یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

پس بات دراصل وہی ہے کہ ان آیات میں ایک ہی فعل قبض ارواح کے منسوب الیہ اگرچہ چار ہیں مگر نسبتوں کا فرق ہے۔ جس آیۃ میں فعل قبض ارواح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے اس سے نسبت حقیقی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ قابض ارواح ہے حقیقتاً اور جن آیات میں فعل قبض ارواح ملائکہ سے منسوب ہے اس سے نسبت مجازی مقصود ہے۔ یعنی ملائکہ قابض ارواح ہیں باذن اللہ مجازاً۔ اللہ تعالیٰ خالق فعل اور ملائکہ کاسب فعل ہیں اور پھر ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی نسبت فعلِ قبض ارواح اس لحاظ سے ہے کہ تمام جانداروں کی روحوں کا قبض کرنا ملک الموت کا ہی کام ہے اور ملائکہ ملک الموت کے ماتحت، مددگار اور وسائط ہیں اس لئے ملائکہ کی طرف بھی فعل قبض ارواح کی گئی۔ پھر ملک الموت کے ماتحت مددگار ملائکہ دو قسم پر ہیں:۔

(۱) نیک بندوں کی ارواح قبض کرنے والے ملائکہ جو ان کی شان کے مطابق نیک برتاؤ کرتے ہیں۔

(۲) کفار و منکرین اور ظالمین کی روحوں کو قبض کرنے والے ملائکہ جو نہایت ڈراؤنی صورتوں میں نہایت سختی اور عذاب کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ تفسیر جلالین میں ہے:۔

قل یتوفّٰکم ملک الموت الذی وکّل بکم (ای یقبض ارواحکم)

حاشیہ: واعلم ان اللہ اخبرھٰھنا ان ملک الموت ھو المتوفی والقابض وفی موضع انہ الرسل ای الملئکہ وفی موضع انہ ھو اللہ تعالیٰ فوجہ الجمع بین الآی ان ملک الموت یقبض الارواح والملٰئکۃ اعوان لہ یعالجون ویعملون بامرہٖ واللہ تعالیٰ یزھق الروح فالفاعل لکل فعل حقیقۃ والقابض الارواح جمیع الخلائق ھو اللہ وان ملک الموت واعوانہ وسائط تفسیر روح البیان میں بھی یہی مضمون ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے یعنی ارواح کو قبض کرنے پر مؤکل ہے اور جاننا چاہیئے کہ اس آیۃ میں اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ ملک الموت وفات دینے اور روح قبض کرنے والا ہے اور ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے وفات دیتے اور قبض ارواح کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ وفات دینے والا اور روح قبض کرنے والا خاص اللہ تعالےٰ ہے۔ پس ان آیات میں مطابقت اس طرح ہے کہ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) قبض ارواح کرتا ہے، اور فرشتے قبض ارواح میں اس کے مددگار ہیں جو اس کے حکم کے تحت عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ روح کو نکالتا ہے۔ پس درحقیقت ہر فعل کا فاعل اور جملہ خلائق کی ارواح کا قبض کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ملک الموت اور اس کے مددگار ملائکہ (فعل الٰہی کے ظہور اور حکم الٰہی کے نفاذ کے لیئے) وسائط یعنی واسطے ہیں۔

(۳) ایک ہی فعل کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف بھی اور عبد کی طرف بھی۔ قال اللہ تعالیٰ

وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ (پ ۱۰ س توبہ)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیۃ مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے غنی کرنے اور فضل کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی۔ معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنی کرتے اور فضل و کرم فرماتے ہیں فرمان الٰہی قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے نہ کہ نجدیہ وہابیہ کے کہنے کے مطابق شرک و کفر! کہ منکرین کا اس طرح کہنا نصِ قرآن کے خلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ منکرین کے اصول خانہ ساز، من گھڑت، فضول اور قطعاً باطل ہیں کہ یہ لوگ حسب فرمانِ نبوی ؐ قرآن پڑھتے تو ہیں مگر قرآن مجید کو سمجھنے کا شعور نہیں رکھتے۔ یہ ظاہر میں لوگ نسبت کے فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہو گئے ہیں،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حالانکہ بات وہی سیدھی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی فرماتا ہے حقیقتاً بالذات اور حضور سرورِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فضل سے غنی فرماتے ہیں۔ بعطاءٍ و اذنِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبتِ حقیقی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبتِ مجازی بحیثیت واسطہ وسیلۂ اعظم ہونے کے۔

اس ضمن میں دوسری آیۃ مبارکہ ملاحظہ ہو :-

قال اللہ تعالیٰ :- ولو انھم رضوا ما اٰتٰھم اللہ و رسولہٗ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہٖ ورسولہٗ انا الی اللہ راغبون ۰

(پ ۱۰ ع س توبہ)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول ؐ نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے"۔

اس آیۃ میں بھی فضل و عطا کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی فرمائی گئی ہے مگر منکرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل اور آپ کی عطا پر عقیدہ نہیں رکھتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل و عطا پر راضی نہیں ہوتے لہٰذا ان کو چاہیئے کہ اپنی قرآن فہمی کا ماتم کریں۔ اپنے ایمان کی خیر منائیں اور قرآن مجید کے مطابق صحیح عقیدہ رکھنے والے اہل سنت و جماعت کو مشرک ٹھہرانے سے باز آئیں یا پھر اپنی سابقہ گستاخیوں پر نادم ہو کر توبہ و استغفار کر کے کسی مردِ حق، بندۂ مومن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر کے قرآن مجید کی صحیح تعلیم حاصل کریں تاکہ قرآن ان کی سمجھ میں آسکے اور فیوض و برکاتِ قرآن سے مستفید ہو سکیں۔

تیسری آیۃ مبارکہ ملاحظہ ہو :-

قال اللہ تعالیٰ :- وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (پ ۲۲ س احزاب ع)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ :۔ اور اے میرے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

اس آیۃ مبارکہ میں اللہ تعالٰے نے نعمت دینے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی۔

مندرجہ بالا تینوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے مخلوق پر فضل و کرم فرماتا ہے۔ ہر نعمت عطا فرماتا ہے اور غنی فرماتا ہے اور حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم بھی فضل و کرم فرماتے ہیں۔ ہر نعمت عطا فرماتے ہیں اور غنی فرماتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالٰی سب کچھ کرتا ہے بالذات۔ مستقلاً حقیقۃً اور حضرت محبوبِ خدا احمدِ مجتبٰے محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا بحیثیت خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ اور رابطہ اور وسیلۂ اعظم ہونے کے مجازاً بہ عطاء و اذنِ الٰہی :۔

والحمد للہ علٰی ذالک والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں اس طرح کی نسبتیں بکثرت ہیں اور احادیث میں بھی مگر مضمون کی طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ ایک بات جب اللہ تعالٰے کی جانب منسوب ہو تو اس سے نسبتِ حقیقی مراد ہوتی ہے اور جب اسی بات کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام یا اولیاء اللہ (قدسنا اللہ اسرارہم) یا مخلوق میں سے کسی اور کی طرف تو اس سے نسبت مجازاً ہوتی ہے۔ اگرچہ کلام میں اللہ تعالٰے کا ذکر نہ ہو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثبوتِ توسّل بہ آیاتِ قرآن

(۱) قال اللہ تعالٰے :- یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (پ۶ س المائدہ ع۶)

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اس آیۃ میں اللہ تعالٰے نے مومنوں کو خطاب فرمایا لہٰذا ایمان سے وسیلہ مراد لینا ممکن نہیں اور نہ اعمالِ صالحہ مراد وسیلہ ٹھہرتے ہیں کہ وہ تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب عن نواہی سے اس لئے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف والمعطوف الیہ کا مقتضی ہے اور وسیلہ سے مراد جہاد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بھی اعمال صالحہ کے ساتھ تقویٰ میں داخل ہے۔ پس وابتغوا الیہ الوسیلہ میں اللہ تعالٰے نے جس وسیلہ کے اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنا ہے کہ آپ ہی خالق اور مخلوق کے درمیان حقیقی وسیلہ ہیں اور آپ کی اتباع میں مرشد کامل وسیلہ ہے۔ پس اللہ تعالٰے نے مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ مرشد کامل کے وسیلہ سے حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی حاصل کریں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے تقریب الٰہی حاصل کریں۔

پس خوش نصیب ہیں وہ مومن جو تقربِ الٰہی کے حصول کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرتے اور اولیاء اللہ سے توسّل کرتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جاننا چاہیئے کہ یہ حکم الٰہی ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور آپ کی رحلت کے بعد بھی یہی حکم ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ حیاتِ ظاہری میں آپ سے توسّل جائز تھا۔ آپ کی رحلت کے بعد جائز نہیں تو یہ لوگ تفسیر قرآن بالرائے کے مرتکب ہوتے ہیں جو کہ صریحاً جرم شرعی ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ :۔ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب۔ (پ۱۵ س بنی اسرائیل ع۶)

ترجمہ :۔ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔

اس آیۃ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے (تقربِ الٰہی کے لئے) وسیلہ ڈھونڈنا اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو شخص توسّل کا منکر ہے وہ قرآن مجید کا منکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے طریقہ کا مخالف ہے۔

(۳) قال اللہ تعالیٰ :۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءُوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ (پ۵ س النسآء ع۹)

ترجمہ :۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیۃ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا ہماری دعاؤں کی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت اور ہماری حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا تواب اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رحیم ہونا آپ کی شفاعت پر موقوف ہے اور واضح ہے کہ اس آیۃ میں ظلم، ظالم اور زمان میں کسی قسم کی قید نہیں۔ کوئی جرم ہو، کسی بھی قسم کا مجرم ہو اور خواہ کسی زمانہ میں ہو۔ مجرم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو۔ آپ کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں اپنی معافی کے لیئے درخواست پیش کرے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی معذرت کو قبول فرما کر قابل معافی جان کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ اقدس میں اس کے لئے شفاعت فرمادیں تو بیڑا پار ہے اور جاؤک میں یہ قید نہیں کہ مدینہ منورہ میں ہی حاضر آستانہ ہو بلکہ کہیں بھی ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہونا اور آپؐ کا وسیلہ پکڑنا بھی آپؐ کی بارگاہ میں حاضری ہے اور اگر مدینہ مطہرہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ اطہر کی خاکِ پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا (یعنی قرآن مجید) اس میں یہ آیۃ بھی ہے ولو انھم اِذ ظلموا انفسھم جاؤک۔ الآیۃ "میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنی بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے"۔ اس پر روضۂ اقدس سے ندا آئی قَدْ غُفِرَ لَکَ "تیری بخشش کر دی گئی"۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لئے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔ دوم یہ کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے مزاراتِ مقدسہ کی حاضری بھی "جاؤک" میں داخل اور سنتِ صحابہ ہے اور اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ۔ سوم یہ کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم مزاراتِ مقدسہ میں حیات ہیں اور زائرین کو دیکھتے پہچانتے اور ان کے کلام کو سنتے ہیں اور صاحب نسبت خوش نصیبوں سے ہمکلام بھی ہوتے ہیں۔ چہارم یہ کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نفوسِ قدسیہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو ان کی رحلت کے بعد "یا" صیغۂ حاضر سے ندا کرنا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی امداد طلب کرنے والوں کی مدد فرماتے ہیں اور ان کی شفاعت اور دعاؤں سے متوسلین کی مطلب برآری اور حاجت روائی ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(۴) قال اللہ تعالیٰ :۔ فتلقّٰی اٰدم من ربّہ کلمٰتٍ فتاب علیہ (پ ۱ س البقرۃ ع ۴)

ترجمہ :۔ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

حضرت آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب زمین پر اتارا گیا تو دونوں میں جدائی ڈال دی گئی۔ حضرت آدم علیہ السّلام کو جبلِ نود سرزمین سراندیپ (لنکا) میں اور حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کو مقامِ جدّہ میں اتارا گیا۔ زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اور اس قدر گریہ فرمایا کہ آپ کے آنسو تمام اہلِ زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرشِ الٰہی پر لکھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ اور خیال آیا تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نامِ پاک کو اپنے نامِ پاک کے ساتھ عرشِ اعظم پر مکتوب فرمایا۔ لہٰذا آپ نے اپنی دعا میں ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکوننّ من الخاسرین ہ کے ساتھ یہ عرض کیا اسئلک بحقِ محمد ان تغفر لی اور ابن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں :۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰھم انّی اسئلك بجاہ محمد عبدك وکرامتہ علیك ان تغفرلی۔

"یارب! میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کے جاہ و مرتبہ کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔"

یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرما دی۔ اس روایت کو طبرانی و حاکم و ابونعیم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے (بظاہر) خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے جناب باری میں عرض کی: اے پروردگار: میں تجھ سے بہ واسطۂ محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجیے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تم نے محمد کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ ہنوز میں نے ان کو (عالم بشریت میں) پیدا بھی نہ کیا۔ عرض کی، اے رب: انہیں میں نے اس طرح پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح مجھ میں پھونکی اور میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ سو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے پیارا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، اے آدم! تو نے سچ کہا۔ واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے اس کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے، تو میں نے تیری مغفرت کر دی اور اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔" روایت کیا اس کو بیہقی نے دلائل میں اور حاکم نے اور طبرانی نے اور شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے مکتوبات میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوہ میں یہ روایت نقل فرمائی لولا محمد لما اظھرت الربوبیۃ۔ اگر محمد نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلہ سے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کا دعا کرنا اللہ تعالٰی کو پسند آیا اور آپ کی مغفرت فرمادی نیز معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ اب اس بیماری کا کیا علاج کہ منکرین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل پسند نہیں اور وسیلہ اختیار کرنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ توسل کا انکار قرآن مجید اور احادیث کا انکار ہے۔

منکرین اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وسیلہ پکڑنا شرک ہوتا اور توحید کے منافی تو نہ حضرت آدم علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل فرماتے اور نہ اللہ تعالٰی آپ کی مغفرت فرماتا۔

پھر منکرین کے اس عقیدہ کی بھی تردید ہو گئی۔ جو کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی دنیاوی زندگی میں توسل جائز تھا۔ اب غائبانہ توسل ناجائز ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے غائبانہ توسل فرمایا اور اللہ تعالٰی غائبانہ توسل کو قبول فرمایا۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(۵) وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین (پ ۱ س البقرۃ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لعنت منکروں پر۔

جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا نصرت کرتے تھے کہ خدایا! اس نبی آخرالزمان کے طفیل ہمیں فتح دے۔ رب انہیں فتح دیتا تھا۔ کیونکہ گذشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور کا غلغلہ عالم میں پھیلا دیا تھا۔ اس آیۃ پاک میں وہ واقعات یاد دلائے جا رہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے۔ اب جب وہ تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سنت ہے اور ان کے وسیلہ کا منکر یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور حضور کے وسیلہ سے پہلے ہی خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ رب نے ان کے توسل کو بُرا نہ فرمایا۔ وہ تو محبوب چیز ہے بلکہ انکار رسول پر لعنت کی۔ اس لئے علیہم نہ فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وسیلہ پکڑنے پر لعنت فرمائی گئی (نورالعرفان)۔

تفسیر جلالین میں اس آیۃ کے تحت مرقوم ہے:۔

بنی اسرائیل اس طرح دعا کیا کرتے تھے یقولون اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث آخر الزمان۔ یا اللہ! آخر زمانہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے صدقہ میں ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما۔

تفسیر کبیر میں ہے :۔ انّ الیھود من قبل مبعث محمّد علیہ السلام ونزول القرآن کانوا یستفتحون ای یسئالون الفتح والنصرۃ وکانوا یقولون اللھم افتح علینا وانصرنا بالنبیّ الامّیّ وربعھا نزلت فی بنی قریظۃ والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ قبل البعث۔

ترجمہ :۔ بیشک یہودی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے اور نزول قرآن سے پہلے آپ کے وسیلے سے فتح و نصرت حاصل ہونے کی دعا مانگا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرتے تھے یا اللہ نبی امی کے وسیلہ سے ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما اور اس آیتہ کے شانِ نزول میں چوتھی بات یہ ہے کہ "بنی قریظہ" اور "نضیر" قبیلوں کے لوگ اوس اور خزرج قبیلوں پر فتح حاصل ہونے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے آپ کی بعثت سے پہلے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل پر بخت نصر بادشاہ نے بہت ظلم کیا تو انہوں نے باہم مشورہ کر کے ملک عرب کی طرف ہجرت کر جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بنی اسرائیل کے علماء اور احبار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاک اپنی کتاب الٰہی تورات شریف میں پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخرالزمان ایسی صفات حمیدہ کے ساتھ ملک عرب کے کسی قریہ میں جس کو ذات النخل (کھجوروں والا شہر) کہتے ہیں اس میں ظہور فرمائے گا۔ جب یہ لوگ ملک شام کے شہروں سے باہر نکلے تو عرب کے شہروں میں سے جس شہر میں شمہ بھر بھی کوئی صفت صفاتِ محمدیہ میں سے پاتے وہیں فروکش ہو جاتے تھے۔ اسی طرح چلتے چلتے جب شہر یثرب[ا] میں پہنچے تو اس مقام کو ان صفات سے مکمل طور سے متصف پایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی۔ اس نے یثرب میں رہنے کا فیصلہ کر لیا اور کچھ لوگ گرد و نواح میں آباد ہو گئے۔ (اور کمال بے چینی کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ظہور کا انتظار کرنے لگے) جب ان میں سے کوئی مرنے لگتا تو اپنی اولاد کو اس مضمون کا وصیت نامہ تحریر کر کے دیتا کہ اگر تم سید المرسلین محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ کرامت نشان کو پاؤ تو خبردار ان کی اطاعت اور بیعت سے منہ نہ موڑنا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت اور تقدیر کے آگے چارہ نہیں کہ جب حضرت

[ا] سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب کہتے ہیں۔ اب یثرب کہنا منع ہے۔ (مؤلف)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو یہ یہودی محروم رہ گئے اور حسد کی بلا میں گرفتار ہو کر نکال و وبال ابدی کا شکار ہو گئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت انصار کو نصیب ہوئی۔ یہ عجیب تماشائے قدرت ہے کہ پہلے یہود . نصاریٰ سے نزاع کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان پیدا ہوں گے تو ہم ان کے ساتھ ہو کر تم سے خوب سمجھیں گے۔ مگر آپ کے مبعوث ہونے پر قضیہ بالعکس ہو گیا۔ وہ سعادت انصار کو ملی جس کے یہودی متوقع و منتظر تھے (جذب القلوب) فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۶) قال اللہ تعالٰے :۔ فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم اٰیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین ۝ ولما وقع علیہم الرجز قالوا یٰموسی ادع لنا ربک بما عہد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل ۝ فلما کشفنا عنہم الرجز الی اجل ہم بالغوہ اذا ہم ینکثون ۝

(پ ۹ س الاعراف ع ۶)

ترجمہ :۔ تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹیڈی اور گھن (یا کلنی جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا کہتے اے موسٰے ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو۔ اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے بیشک اگر تم ہم سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے پھر جب ان سے عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے، جبھی وہ پھر جاتے۔

جب فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو جھٹلایا اور صریحاً منکر ہو گئے تو آپ نے فرعونیوں کے لئے بد دعا فرمائی کہ مولا اب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی، انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا فرما۔ آپ کی بد دعا کے نتیجہ میں اتنی کثرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے بارش ہوئی کہ فرعونیوں کے گھروں میں پانی گلے گلے کھڑا ہو گیا جو بیٹھا وہ ڈوب گیا جو کھڑا رہا اس کے گلے گلے پانی رہا۔ بنی اسرائیل اس عذاب سے محفوظ رہے۔ سنیچر سے سنیچر تک یہ عذاب رہا تب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ طوفان ختم ہونے پر وہ ایمان نہ لائے تو ایک ماہ بعد قبطیوں پر ٹڈی کا عذاب آیا اور قبطیوں کے کھیت، گھروں کی چھتوں کو اور سامان کیلیں تک کھا گئیں۔ پھر یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ عذاب دفع ہوا۔ اس عذاب میں بھی شنبہ سے شنبہ تک گرفتار رہے۔ پھر ایک ماہ آرام سے گذرا مگر وہ ایمان نہ لائے تو ان پر گھن یا جوؤں کا عذاب آیا۔ یہ کیڑے فرعونیوں کے جسم تک چاٹ گئے۔ دس بوری اناج کی چکی پر جائیں تو بمشکل تین سیر آٹا آتا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس نادم ہو کر آئے۔ یہ عذاب بھی ایک ہفتہ رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یہ عذاب بھی رفع ہو گیا۔ یہ لوگ پھر وعدہ سے پھر گئے۔ ایک ماہ کے بعد پھر ان پر مینڈک کا عذاب آیا کہ جہاں فرعونی بیٹھتے وہاں مینڈک ہی مینڈک ہو جاتے۔ کھانوں میں، پانی میں، چولہوں میں، چکی میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ یہ عذاب بھی ان پر ایک ہفتہ رہا۔ آخر تنگ آ کر فرعونی پھر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ عذاب بھی جاتا رہا۔ اس کے بعد منکرین پھر اپنے وعدہ سے منحرف ہوئے۔ ان پر خون کا عذاب آیا۔ کنوئیں، چشمے، سالن، روٹی وغیرہ سب میں تازہ خون ہو گیا۔ فرعون نے حکم دیا کہ قبطی اسرائیلی کے ساتھ ایک برتن میں کھائیں تو اسرائیلی کی طرف شوربا اور قبطی کی طرف خون ہوتا۔ اگر اسرائیلی کے برتن سے پانی قبطی کے برتن میں ڈالا گیا تو فوراً خون ہو گیا۔ حتیٰ کہ قبطیوں نے اسرائیلیوں سے لپنے میں کلیاں کرائیں تو اسرائیلی کے منہ میں خون نہ ہوتا اور قبطی کے منہ میں پہنچتے ہی خون ہو جاتا۔

اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا کہ جب ان پر عذاب پڑتا، تو کہتے:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اے موسیٰ، ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور فرعونی دل سے موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کے قائل تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قبولِ دعا کے لئے بزرگوں کے آستانہ پر جانا انسان کا فطری تقاضا ہے جو بزرگوں کے توسل سے روکے، وہ درحقیقت فطرت سے روکتا ہے کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ دیکھو فرعون کافر تھا مگر مصیبت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا یہ فطری تقاضا تھا نیز آیۃ لئن کشفت عنا الرجز فرعون نے کہا، بیشک اگر تم ہم سے عذاب اٹھا دوگے۔ سے معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عذاب اٹھانا رب کا کام ہے مگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کی گئی اور اللہ تعالےٰ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا کہ چونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد رسی کی درخواست کی۔ لہٰذا وہ مزید شرک کر کے اور زیادہ مجرم ہوگیا۔ نیز معلوم ہوا کہ نبی اللہ کے توسل کا فرعون بھی قائل تھا جو اس وسیلہ کا منکر ہے، وہ فرعون سے زیادہ گمراہ ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے کفار سے عذاب دور ہوتا رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا کافروں کو فائدہ دے جاتی ہے تو ہم گنہگار مومنوں کو کیونکر فائدہ نہ دے گی (نور العرفان)

واضح رہے کہ قرآن مجید سے توسل کے سلسلہ میں مزید آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ منصف مزاج کے لئے اس قدر بھی کافی ہے۔

والعاقل تکفیہ الاشارۃ

حدیث سے توسل و تبرک اور ندا، و استمداد کا ثبوت

مالک و مختار شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا عمل۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص مبارک کا کفن دیا اور قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ جب قبر کھودی گئی تو حضور لپنے ہاتھ مبارک سے لحد کھودتے اور مٹی باہر نکالتے رہے۔ آپ لحد میں لیٹ گئے اور دعا فرمائی: اللّٰھم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد و وسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین۔

یا اللہ: میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو کشادہ کر دے اپنے نبی (محمد) کے صدقہ میں اور ان انبیاء کے صدقہ میں جو مجھ سے قبل گذر چکے۔ پس بیشک تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) آپ نے ان کو اپنی قمیص مبارک کا کفن کس لئے دیا۔ فرمایا:۔

البستہا لتلبس من ثیاب الجنۃ واضطجعت معہا فی قبرہا لاخفف عنہا ضغطۃ القبر" میں نے اپنی قمیص کا کفن انہیں اس لئے دیا تاکہ (اس کے صدقہ میں) انہیں جنت کا لباس پہنایا جائے اور میں ان کی قبر میں ان کے ساتھ اس لئے لیٹا تاکہ انہیں تنگیٔ قبر کے عذاب سے نجات دلاؤں"۔ اس روایت کو ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ اور دیلمی نے مسند الفردوس اور طبرانی نے جامع کبیر اور اوسط میں اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ روایت صحیح ہے۔

نیز علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے "شواہد الحق" میں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے "جذب القلوب" میں نقل فرمایا (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سید المرسل محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء اور انبیاء کرام علیہم السلام کے توسل سے عذابِ الٰہی سے نجات ملتی ہے اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ نیز یہ کہ رحلت فرمائے ہوئے مقبولانِ الٰہی سے توسل سنتِ رسول اللہ ہے نہ کہ شرکت و بدعت جس طرح منکرین کہتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عمل مبارک سے توسل غائبانہ کو جائز و مستحسن اور سنت قرار دے دیا۔ منکرین اپنے قلم اور زبان کو روکیں کہ ان کے ان باطل فتوؤں کی زد براہِ راست حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر پڑتی ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نفوسِ قدسیہ کے مستعمل کپڑے بھی دافع البلاء ہیں۔ مقبولانِ الٰہی کی مستعمل اشیاء سے توسل و تبرک سے اللہ تعالٰی کی رحمتیں حاصل ہوتی ہیں اور مصائب و بلیات سے نجات ملتی ہے۔

واضح رہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خالق و مخلوق کے درمیان اہل رابطہ ہیں۔ وصول و تقربِ الٰہی کے لئے سب آپ کے وسیلہ کے محتاج ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، محتاج الیہ ہیں۔ آپ سوائے اللہ تعالٰی کے کسی کے محتاج نہیں اور نہ آپ کو اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں کسی دوسرے کا وسیلہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ پس آپ کا یہ عمل مبارک بیان جواز اور تعلیم دینے کے لئے ہے کہ موجودہ و گذشتہ نفوسِ مقدسہ کا وسیلہ پکڑنا شرعاً جائز اور سنت قرار پائے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اولیاء امت سے توسل سنت ہے

عن امیۃ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یستفتح ای یطلب الفتح والنصرۃ علی الکفار من اللہ تعالٰی بصعالیک المھاجرین۔ (مشکوٰۃ۔ شرح السنۃ۔ طبرانی)

حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے کفار کے مقابلہ کے وقت کفار پر فتح و نصرت حاصل ہونے کے لئے اللہ تعالٰی سے دعا مانگا کرتے تھے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم میں حضرت العلامہ علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں۔ ای یفقرائہم وببرکۃ دعائہم وفی النہایۃ ای یستنصر بہم ومنہ قولہ تعالیٰ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وقال ابن الملک بان یقول اللہم انصرنا علی الاعداء بحق عبادک الفقراء المہاجرین وفیہ تعظیم الفقراء والرغبۃ الی دعائہم والتبرک بوجوہہم۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے کفار پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے۔ فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے اور ان کی دعا کی برکت سے اور نہایہ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ذریعہ سے مدد چاہتے تھے اور اس باب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح اور ابن الملک نے فرمایا کہ آپ یوں فرماتے: یا اللہ! ہمیں فتح و نصرت دے اپنے بندوں فقراء مہاجرین کے صدقہ میں اور اس میں فقراء کی تعظیم اور ان کی دعاؤں کی طرف رغبت اور ان کے چہروں سے برکت چاہنے کی تعلیم دینا مقصود ہے۔

نیز مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اس میں نہایت بزرگی ہے فقراء کی کہ حضرت سید عالم سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے ثابت کی اور مخصوص اور مشرف کیا، ان کے ساتھ اس کے کہ بہ برکت ان کی طلب فتح کی کرتے تھے۔ مصرعہ

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

ناظرین انصاف کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امت کو اپنے عمل مبارک سے تعلیم دے رہے ہیں کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ اختیار کیا جائے۔ حل مشکلات اور دفعیہ مصائب کے لئے اولیاء کرام سے دعائیں کرائی جائیں اور نفوس قدسیہ سے تبرک و توسل کیا جائے اور منکرین ہیں کہ ان امور کو ناجائز اور شرک و بدعت قرار دیکر مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے بیہودہ اچھل کود میں مصروف ہیں ؎

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توسل کی حکما تعلیم فرمائی

ندائے یارسول اللہ کا ثبوت

عن عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی فقال ان شئت دعوت ان شئت صبرت فھو خیر لک فقال فادعہ قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن الوضوء ویدعوا بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یامحمد انی توجھت بک الی ربی لیقضی لی فی حاجتی ھذہ اللھم فشفعہ فی۔ (یہ روایت مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، حصن حصین اور الترغیب والترھیب میں منقول ہے)۔

ترجمہ:۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا آیا اور عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں۔ اگر تو چاہے تو صبر کرے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے اس نے عرض کی یارسولؐ اللہ! آپ دعا فرمائیں۔ پس آپؐ نے اسے حکم فرمایا کہ بہت اچھی طرح وضو کر اور یہ دعا مانگ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی محمدؐ نبی الرحمتہ کے وسیلے سے یا محمدؐ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کے صدقہ میں میری اس حاجت کو پورا فرمائے۔ یا اللہ! تو ان کی شفاعت میرے حق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے لے اپنے فرشِ خاص پر بٹھایا اور پوچھا تمہاری کیا حاجت ہے۔ اس نے جو حاجت تھی عرض کی، آپ نے روا فرمائی اور پھر فرمایا، اس کے بعد جو حاجت تم کو ہوا کرے، ہمارے پاس آیا کرو ہم روا کر دیا کریں گے۔ پھر اس نے یہ معاملہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا فرمائی تھی، سو اسی حدیث پر عمل کر کے یہ دعا میں نے تم کو بتائی ہے ورنہ میں نے تمہاری بابت کوئی سفارش نہیں کی ہے۔ اس حدیث کو محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا۔ اس کے فوائد بیان فرمائے۔ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔ اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اور اکثر تابعین نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل غائبانہ اور یا رسول اللہ کہہ کر اپنی مشکلات کے حل اور قضائے حاجات کے لئے آپ کی خدمت میں شفاعت کے لئے عرض کرنا سنت ہے۔ پس جو شخص توسل غائبانہ کو ناجائز اور شرک و بدعت بتاتا ہے وہ خود خلافِ سنت اور منکرِ حدیث و قرآن ہے۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

جو کچھ چاہو مجھ سے مانگ لو

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۹۳) سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی اور مشکوٰۃ باب السجود و فضلہ میں روایت ہے۔ سیدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔ كنت ابيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتيته بوضوئه وحاجته فقال لى سل (ولفظ الطبرانی فقال يوما يا ربيعة سلنی فاعطيك) قال فقلت اسئلك مرافقتك فى الجنة فقال اوغير ذالك قلت هو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ذٰلک قال فاعنی علٰی نفسک بکثرۃ السجود میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی خدمت میں رات کو حاضر رہتا۔ ایک دفعہ جب کہ میں آپ کے لئے وضو کرنے کے لئے پانی اور ضرورت کی چیزیں لے کر حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا" اے ربیعہ! جو کچھ تو چاہے مجھ سے مانگ لے تاکہ میں تجھے عطا فرماؤں"۔ میں نے عرض کی "میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں"۔ حضور نے فرمایا: "اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہتا ہے (تو وہ بھی مانگ لے)" میں نے عرض کیا: میری تمنا تو بس یہی ہے"۔ حضور نے فرمایا: "پس تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے"۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت العلامہ علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالٰی مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مانگنے کا حکم مطلقاً دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیشک اللہ تعالٰے نے آپ کو عام قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالٰے کے خزانوں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں" اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ از اطلاق سوال کہ فرمود سَل و تخصیص نہ کرد بہ مطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسی چیز کی تخصیص فرمائے بغیر مطلقاً فرمانا کہ مانگ (سوال کر) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے کام حضور کے دست ہمت وکرامت (اختیار) میں ہیں۔ جو کچھ چاہیں، جس کو چاہیں باذن اللہ عطا فرمائیں۔ اور یہ شعر تحریر فرماتے ہیں ؎

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری!
بہ درگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن

اے مسلمان اگر تجھے دنیا و آخرت کی بہتری مطلوب ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو، اور جس چیز کی تجھے خواہش ہے۔ آپ سے مانگ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لے۔ اس کے بعد قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر نقل فرمایا ۔

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیشک آپ کی عطا و بخشش اس قدر وسیع ہے کہ اگر آپ کسی کو تمام دنیا بخش دیں تو یہ آپ کی بخشش و عطا میں سے ایک حصہ ہے اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علم کی وسعت کے مقابلہ میں بمنزلہ ایک سطر کے ہیں "بیشک دنیا اور اس کی سوت جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے منجملہ آپ کی عطار کے ہے نہ آپ ہوتے نہ دنیا و آخرت پیدا ہوتی ۔
قال اللہ تعالیٰ لولاك لما اظهرت الربوبية ولولاك لما خلقت الافلاك "اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔" اور منجملہ آپ کے علوم و معلومات کے علم لوح و قلم ہے اللہ اللہ ۔ کیا ہی پاکیزہ عقائد ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بلند پایہ محدثین اور علمائے حق کے مگر منکرین ان عقائد کی تردید پر کمر بستہ ہیں۔ انہیں ان عقائد میں شرک سجھائی دیتا ہے ۔ اب مقام غور ہے کہ جن آیات قرآن اور روایات حدیث کو یہ منکرین پیش کرکے ان امور کو شرک و بدعت ٹھہراتے ہیں۔ کیا ان آیات و روایات سے علمائے حق، محدثین، تابعین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بے خبر تھے۔
آیا یہ نفوس قدسیہ جن کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام مستحکم ہو کر ہم تک پہنچا۔ توحید و شرک کے فرق کو نہیں جانتے تھے ۔ حالانکہ ان کا وہ بلند مقام ہے جس کا بیان سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا : علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں۔
پس ظاہر ہے کہ منکرین، قرآن و حدیث کو سمجھنے سے قاصر اور حقیقت دین و ایمان سے بے بہرہ ہیں۔ یہ لوگ ابن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کی اندھی تقلید میں گرفتار ہیں۔ ان کا ایک خانہ ساز اصول ہے جس پر عمل پیرا ہو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کر آیاتِ قرآن اور روایاتِ حدیث سے فاسد معانی نکال کران کی آڑ میں مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے مسلّمہ فضائل کا انکار کرتے اور حبیب کردگار احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام (قدسنا اللہ باسرارہم) کی شان میں تنقیص و توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اور بزعم خویش توحید کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ ان کا وہ خانہ ساز اصول یہ ہے کہ کفار و مشرکین کے حق میں وارد آیاتِ قرآن و روایات حدیث کو مسلمانوں پر اور معبودانِ باطل بتوں کی تردید میں جو آیات و روایات ہیں۔ ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہیں نیز جن آیاتِ قرآن اور روایاتِ حدیث میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صفاتِ ذاتی کی نفی مقصود ہے۔ ان سے آپ کی صفات عطائی کی بھی نفی کرتے ہیں۔ بس اسی اصول پر ان کے مذہب کا دارو مدار ہے اور وہابی ہر مسئلہ میں اسی محور پر گھومتے ہیں۔

اسی بنا پر ان کے عقائد صحابہ کرام علیہم الرضوان، آئمہ دین، مفسرین و محدثین، علمائے حق اور جمہور مسلمانوں (سوادِ اعظم) کے عقائد سے مختلف اور قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔

چنانچہ گزشتہ اوراق میں مندرج آیات قرآن و روایات حدیث اور علما کے حق کے پاکیزہ عقائد پیشِ نظر رکھتے ہوئے منکرین کے پیشواؤں کے مندرجہ ذیل عقائد کو دیکھ کر انصاف فرمائیے جو بطور نمونہ از خروارے ان کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔

ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان ص۹۱۔

اسماعیل دہلوی لکھتا ہے "اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" نیز تقویۃ الایمان ص۱۸ پر ہے "جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور ناشکر" پھر اس کے آگے لکھا: "مشکل کے وقت پکارنا اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں (تقویۃ الایمان ص۱۰) دیکھ لیجیے کہ امام الوہابیہ نے کس صفائی کے ساتھ اولیاء اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن و شیطان اور بھوت و پری کے برابر ٹھہرایا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

اسماعیل دہلوی کے مندرجہ بالا فتاویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ کہہ کر ندا کرنا اور آپ کو حل مشکلات کے لئے شفاعت کے لئے عرض کرنا۔ آپ کو حامی اور شفیع جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقرب الٰہی کے لئے وسیلہ ہیں۔ موجب شرک و کفر ہے۔

اس کے بعد اب ایک دوسرا نمونہ دیکھئے رسالہ "فاران توحید نمبر کے ص۲۵ پر ماہر صاحب لکھتے ہیں:" اب اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اس انداز میں تعریف کرتا ہے کہ ساری مخلوقات آپ کے در سے پل رہی ہے۔ آپ کائنات کے مالک و مختار ہیں۔ آپ حاضر و ناظر ہیں۔ آپ ہر امتی کے حال پر نگاہ رکھتے ہیں آپ پریشان حالوں کی فریاد سنتے اور ان کی مشکلوں کو کھولتے ہیں تو وہ آپ کو حد سے بڑھاتا ہے" پھر ص۲۶ پر لکھا ہے:" عیسائی، ہندو اور بدھ جتنے مشرکین اور کفار زمین کے پردے پر پائے جاتے ہیں۔ ان کا فساد عقائد اس باب میں مشترک ہے" ناظرین غور فرمائیں کہ ماہر صاحب نے کس صفائی کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ان فضائل کا انکار کیا ہے جو قرآن و حدیث سے بالبداہت ثابت ہیں اور پھر کس خوش اسلوبی کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان، مفسرین و محدثین اور علمائے کرام امت اور مسلمانوں کو عیسائیوں، ہندوؤں اور بدھوں بلکہ روئے زمین کے کفار و مشرکین

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی صف میں لا کھڑا کیا ہے (نعوذ باللہ من هفوات الوهابیہ)

ناظرین! غور کر کے بتائیں کہ فرقہ نجدیہ وہابیہ کے عقائد جن میں سے صرف دو نمونے آپ نے دیکھے، مسلمانوں کے عقائد کے خلاف اور قرآن و حدیث کے مخالف ہیں یا نہیں؟ یہی عقائد تمام قسم کے وہابیہ منکرین کے ہیں خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا نام نہاد حنفی، تجدید و احیائے دین کے کھوکھلے نعرے لگانے والے ہوں یا کسی اور رنگ و روپ میں، بغرضیکہ یہ سب کے سب ابو الوہابیہ ابن عبد الوہاب نجدی کے مذہب پر ہیں۔ جن کی نظر میں سوائے منکرین وہابیوں کے تمام امت کے چھوٹے بڑے مسلمان مشرک ہیں۔

اب دیکھئے کہ جن عقائد کو اسمٰعیل دہلوی اور ماہر صاحب نے شرک و کفر ٹھہرایا ہے یہی عقائد صحابہ کرام، مفسرین، محدثین اور علمائے حق ہیں یا نہیں۔ لیجئے دیکھتے جائیے اور فیصلہ کرتے جائیے۔

رزق کی تقسیم اور خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہیں:

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز مدارج النبوۃ (جلد اول ص۱۴۸ اور ۱۴۹) میں فرماتے ہیں: وازاں جملہ آنست کہ دادہ شد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را مفاتیح خزائن و سپردہ شد بہ وے و ظاہرش آنست کہ خزائن ملوک فارس و روم بدست صحابہ افتادہ و باطنش آنکہ مراد خزائن اجناس عالم ست کہ رزق ہمہ در کفِ اقتدار وے سپرد و قوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ بہ وے داد چنانکہ مفاتیح غیب در دست علم الٰہی و نہ میداند آں را مگر وے مفاتیح خزائن رزق و قسمتِ آں در دستِ ایں سید کریم نہاد ند قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما انا قاسم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والمعطی ھو اللہ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمادی گئیں اور سپرد کر دی گئیں۔ اس کا ظاہر یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ علیہم الرضوان کے قبضہ میں آگئے اور اس کا باطن یہ ہے کہ دنیا میں (ہر جنس کی پیداوار) کے خزانے مراد ہیں کہ ہر کسی (جاندار) کا رزق آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قبضہ واختیار میں دے دیا گیا ہے اور تمام مخلوق کی ظاہری و باطنی تربیت مکمل طور پر آپ کے سپرد کر دی گئی ہے جس طرح کہ غیب کی کنجیاں دست علم الٰہی میں ہیں کہ اس کے سوائے کوئی نہیں جانتا (اسی طرح) رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور رزق کی تقسیم اس سخی سردار کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہے"۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے (جو شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے فرمائی) اسمٰعیل دہلوی اور ماہر صاحب کے وہابیت کے تمام ہوائی قلعے ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ نیز اور ملاحظہ کیجئے:۔

فریادی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُور دراز مقام سے

پکارا، مدد چاہی اور آپ نے مدد فرمائی

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی مواہب میں محدث طبرانی معجم صغیر میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہم) مدارج النبوۃ میں روایت فرماتے ہیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا۔ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے لبیک لبیک لبیک تین بار فرمایا اور میں نے آپ کو تین بار نصرت، نصرت، نصرت (تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی) فرماتے سنا۔ حضور وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے سنا کہ حضور کلام فرما رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے بنی کعب کے خزاعیوں سے کہ مجھ سے نصرت طلب کرتا ہے کہتا ہے کہ قریش نے بنی بکر کی اعانت کی اور ہم پر شب خون مارا تین روز کے بعد عمر بن خزاعی چالیس سواروں کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آیا کہ جو کچھ گذرا اس کی آپ کو خبر دے اور امداد چاہے اور نصرت طلب کرے (طبرانی ص۲۰۱)

اس حدیث سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دور دراز مقامات سے پکارنا۔ آپ سے مدد چاہنا ثابت ہوا۔ نیز معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دور دراز مقامات سے پکارنے اور فریاد کرنے والوں کے نام اور ان کے حسب نسب ان کے احوال کو جانتے ہیں اور فریاد کو سنتے اور امداد فرماتے ہیں۔ ناظرین غور کریں کہ اسماعیل دہلوی اور ماہر صاحب اور دیگر منکرین وہابیہ کے فتاوی کی حیثیت کیا ہے۔ اہل سنت وجماعت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ

فریاد امتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپکو

دافع البلاء جائے پناہ کہتے اور حل مشکلات کیلئے عرض کرتے

بیہقی نے سند صالح کے ساتھ دلائل میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خدمت میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر یوں عرض کیا ؎

آتیناک والعذراء یدمی لبابھا

وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

والقت بکفیھا الفتیٰ لاستکانۃ

من الجوع ضعفا لا یمر ولا یحلی

ولیس لنا الا الیک فرارنا

واین فرار الخلق الا الی الرسل

ترجمہ:۔ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم آپ کی خدمت میں شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں۔ ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے، مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں، جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسے گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فریاد سن کر بعجلت منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا ———

——— ابھی آپ کے ہاتھ مبارک جھک کر گوشے پر لوٹ تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈا اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حوالینا لا علینا (اے بادل) ہمارے ارد گرد برس ہم پر نہ برس" فوراً ابر مدینہ پر سے کھل گیا۔ آس پاس گھرا تھا اور مدینہ پر سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور مسکرائے اور فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

"اللہ کے لئے ہے خوبی ابوطالب کی اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے"۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی "یا رسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابی طالب نے آپ کی نعت میں عرض کئے تھے:۔

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ

ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

تلوذ بہ الھلال من آل ھاشم

فھم عندہٗ فی نعمۃٍ وفواضل

ترجمہ:۔ وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کی جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ ان کے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں"۔

اشعار سن کر حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اجعل ذالک اردت" ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء اور جائے پناہ اور حل المشکلات کا ذریعہ اور مددگار جانتے اور ان القابات کے ساتھ آپ کے حضور میں مشکل کشائی کی درخواستیں عرض کرتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ یہ شرکیہ عقائد ہیں۔ میرے پاس کیا لینے آتے ہو، مجھ سے کیوں فریاد کرتے ہو۔ براہِ راست اللہ تعالےٰ کو پکارو۔

مختصر یہ کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ان امور پر ناراض ہونے کے بجائے آپ خوش ہوتے اور اللہ تعالےٰ سے حاجت براری کرا دیتے اور مشکل کشائی فرماتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اجمعین۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحابہ کرام کا بارگاہِ رسالت میں قیام کرکے مل کر فریاد کرنا

نیز ملاحظہ ہو بخاری جلد اوّل ص ۱۳۹ اور مسلم جلد اول ص ۲۹۴ :۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ فقام الناس (ولفظ مسلم فقام الناس الیہ) فصاحوا فقالوا یا رسول اللہ قحط المطر واحمرت الشجر وھلکت البھائم فادع اللہ ان یسقینا فقال اللھم اسقنا مرتین وایم اللہ ما نریٰ فی السماء قزعۃ من سحاب فنشأت سحابۃ وامطرت ونزل عن المنبر فصلے فلما انصرف لم تزل تمطر الی الجمعۃ التی تلیھا فلما قام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخطب صاحوا الیہ تھدمت البیوت وانقطعت السبل فادع اللہ یحبسھا عنا فتبسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال اللھم حوالینا لا علینا وتکشطت المدینۃ فجعلت تمطر حولھا وما تمطر بالمدینۃ قطرۃ فنظرت الی المدینۃ وانھا لفی مثل الاکلیل۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ پس لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوکر کھڑے ہوئے (اور شدّتِ تکلیف سے فریاد کرتے ہوئے چیخ لئے اور انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بارش بند ہے (جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے)۔ (درخت خشک ہوکر ان کا رنگ بدل گیا) سرخ ہوگئے۔ مویشی ہلاک ہوگئے۔ پس آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ بارش برسائے۔ پس حضورؐ نے فرمایا: یا اللہ! ہمارے لئے بارش برسا دے (اس طرح) دوبار فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم (اس وقت حالت یہ تھی کہ) ہمیں آسمان میں بادل کا نشان تک دکھائی نہ دیتا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تھا۔ پس (حضور کے اس طرح فرمانے سے) بہت عظیم بادل چھا گیا اور (فی الفور) برسنے لگا۔ حضور منبر سے آئے اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پس جب لوٹے تو بارش بند نہ ہوئی۔ دوسرے جمعہ تک برستی رہی۔ پس جب (دوسرے جمعہ کے روز) حضور خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو لوگ چیخ اٹھے اور فریاد کی۔ مکان گر گئے (زیادہ پانی کی وجہ سے) راستے بند ہو گئے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے۔ پس حضور مسکرائے اور فرمایا اے اللہ! ہمارے گرد و نواح میں، نہ ہم پر۔ پس (فوراً) مدینہ پر سے بادل چھٹ گیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بادل کو انگلی کے اشارے سے جس طرف ہٹنے کا اشارہ فرماتے بادل اسی طرف ہٹ جاتا) پس بارش ہمارے گرد و نواح میں برسنے لگی اور مدینہ منورہ پر ایک قطرہ بارش کا نہ گرتا۔ پس میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا کہ گویا وہ تاج پہنے ہوئے ہے، "کیونکہ مدینہ منورہ کے گرداگرد بادل چھایا ہوا تھا اور مدینہ پر سورج چمک رہا تھا جس کی کرنوں سے بادل مختلف رنگوں میں چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل یہ کہ مشکل کے وقت مشکل کشائی کے لئے بارگاہِ رسالت میں اجتماعی طور سے فریاد کرنا سنّت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔

دوم یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اس دنیا میں بھی ہماری مشکل کشائی اور حاجت روائی کا ذریعہ ہے اور آپ کا وسیلہ پکڑنے سے مخلوق کی پکار اور فریاد یقیناً سُنی جاتی اور مقبول ہوتی ہے۔

سوم یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو براہِ راست پکارنے کے بجائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی حاجات عرض کر کے حاجت روائی کے لئے آپ سے التجا کی جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔

چہارم یہ کہ بارگاہِ رسالت میں عرض معروض کے لئے قیام کرنا سنّت ہے کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بیٹھے ہوئے خطبہ سن رہے تھے مگر درخواست پیش کرتے وقت بیٹھے نہ رہے بلکہ کھڑے ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہ فرمایا کہ کہ بیٹھے بیٹھے عرض کرو کھڑے کیوں ہوتے ہو۔

پنجم یہ کہ اللہ تعالٰے کو اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی علوِّ شان کا مظاہرہ منظور ہے کہ اللہ تعالٰے نے یہ دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ مخلوق بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ ان پر رحم فرماکر بارش نہ برسائی جب تک کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہِ رسالت میں مل کر فریاد نہ کر لی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر اللہ تعالٰے کی جناب میں شفاعت نہ فرمائی اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بارش نازل ہوئی تو اس طرح برسی کہ ایک ہفتہ تک مسلسل برستی ہی رہی۔ اب اللہ تعالٰے نے یہ دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ کثرتِ بارش کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے، مکان گر رہے ہیں، راستے مسدود ہو گئے، بارش کو موقوف نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پھر بارگاہِ رسالت میں قیام کر کے فریاد کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عرض قبول کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں ان کی شفاعت فرمائی تو اللہ تعالٰے نے بارش کو روک دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے بیشک غفور الرحیم ہے مگر ان صفات کا ظہور و صدور حضور پُرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی شفاعت اور رضا پہ موقوف ہے۔

اعلیحضرت بریلوی نے کیا ہی خوب فرمایا ؎

بے ان کے واسطہ سے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

اور یہ امر قرآن مجید کی اس آیۃ مبارکہ سے ثابت اور واضح ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اس آیۃ مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح گذشتہ اوراق میں ہو چکی۔ پس صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالٰی سے مانگنے اور لینے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حاضری اور آپ کا وسیلہ پکڑنا ضروری ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی یا کوئی حاجت درپیش ہوتی تو دربارِ رسالت میں حاضر ہوتے۔ حضور سے فریاد و استغاثہ کرتے اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کی درخواست کرکے کامیاب و کامران ہوتے۔ چنانچہ میدانِ جہاد میں اگر کسی کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو اس نے کسی جراح یا طبیب کی تلاش نہ کی بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کی اور آپ نے اس کے چھوٹے ہوئے اور نکلے ہوئے ڈھیلے کو اپنے ہاتھ مبارک سے خانۂ چشم میں رکھ کر لعابِ دہن لگا دیا تو آنکھ صحیح و سالم ہو گئی۔ اس کی آنکھ کا زائل شدہ نورِ بصارت لوٹ آیا۔ کسی کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی تو وہ بھی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا، اپنی ٹانگ کو بچھاؤ اور ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا جس سے ٹوٹی ہوئی ٹانگ فوراً ٹھیک ہو گئی۔ گویا کہ اس کی ٹانگ کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ مجاہدین کو پانی نہ ملا تو آپ کی خدمت میں پہنچے اور آپ نے اپنی انگشتانِ مبارک سے شیریں اور ٹھنڈے پانی کے چشمے بہا کر انہیں سیراب فرما دیا۔ راشن ختم ہو جانے کی وجہ سے بھوک نے ستایا تو آپ کی خدمت میں آئے۔ اپنی تکلیف بیان کی۔ آپ نے قلیل طعام میں تصرف فرما کر سارے لشکر کو شکم سیر کر دیا۔ ایک صحابی ماہِ رمضان میں بحالتِ روزہ اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا اور روزہ توڑ بیٹھنے پر خوفِ خدا سے کانپ اٹھا تو بخشش اور معافی کے لئے براہِ راست اللہ تعالٰی سے فریاد اور دعا کرنے کے بجائے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنی اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لغزش کے بیان و اعتراف کے بعد بخشش کا طالب ہوا۔ آپؐ نے نہ صرف یہ کہ اس کا کفارہ معاف فرما دیا بلکہ کھجوروں کی بوریاں عطا فرما کر رخصت فرمایا۔ کسی کو احوالِ قیامت کی شدت کا خوف لاحق ہوا تو اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) قیامت کب واقع ہوگی۔ آپ نے اس کے عقیدہ و ایمان کے اظہار کے لئے اس سے دریافت فرمایا وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا تو نے روزِ قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ عاشقِ رسولؐ صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی، نہ نفلی نمازیں زیادہ پڑھیں، نہ نفلی روزے رکھے۔ لیکن یہ بات ہے کہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضورؐ نے اظہارِ حقیقت کے بعد فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ یعنی جب کہ تیرے دل میں اللہ و رسولؐ اللہ کی سچی محبت قائم ہے تو تجھے قیامت کا کیا ڈر۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت تیرے شاملِ حال ہوگی اور تو میری معیت میں ہوگا۔ چنانچہ آپؐ نے اسے یہ مژدۂ جانفزا سنا کر اسے کامیابی کا یقین دلا کر مطمئن فرما دیا۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپؐ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کیا تو آپ نے اس کو جنت بھی عطا فرما دی، اور جنت میں اپنی رفاقت بھی۔ مختصر یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے اپنے ایمان و عمل سے اس عقیدہ کو ثابت کر دیا ؎ یارسول اللہ!

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس ایمان و عقیدہ کے صلہ میں دین و دنیا کی نعمتوں اور کامیابیوں سے نواز کر لاخوف علیھم ولاھم یحزنون، کا سرٹیفکیٹ عطا فرما دیا اور امت کو متنبہ فرما دیا کہ جسے زمرۂ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کے زمرہ میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شامل ہونے کی خواہش و تمنا ہو وہ میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد و اعمال کی اتباع کرے۔ فرمایا: اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔ پس تم ان میں سے کسی کی بھی اقتداء کر وگے تو ہدایت یافتہ ہوگے۔

نیز واصل الی اللہ صراط مستقیم کی وضاحت میں فرمایا ما انا علیہ واصحابی۔ جہنم سے بچانے والا۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا سیدھا راستہ یہی ہے، جس پر میں اور میرے صحابی گامزن ہیں۔ پس خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو اس دورِ "الحاد" و "وھابیت" میں اپنے ایمانوں کو بچائے ہوئے اسی صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور حقیقتاً یہی اہل سنت وجماعت ہیں جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ و مسلک پر قائم ہیں اور مسلمانوں کی یہی وہ بڑی جماعت ہے جو ناجی ہے جس کی پہچان کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ سب سے بڑی جماعت کے اتباع میں رہو۔ پس جو شخص سوادِ اعظم سے الگ ہوا وہ بیشک جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عملاً توسل و تبرک کی

تعلیم عام فرمائی

مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف میں روایت ہے وَاِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِھِمْ فِیْھَا الْمَاءُ فَمَا یُؤْتٰی بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْھَا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز پڑھتے تو مدینہ منورہ کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بچے برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہو جاتے اور آپ ہر برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈال دیتے تاکہ یہ پانی متبرک ہو جائے اور لوگ اس سے برکت اور شفا حاصل کریں۔ اب غور کا مقام ہے کہ جب کہ وہ پانی جو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے مس ہو چکا ہے ۔ متبرک اور دافع البلاء والوباء والمرض والالم ہے تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دافع البلاء والمرض والالم ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ اس دور پُر فتن میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو آپ کی ان صفات کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں اور اسی بنا پر " درودِ تاج " کے پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ چنانچہ مسلک دیوبندیہ کے مفتی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

" وآنچہ در احادیث صحاح صیغہائے درود وارد شدہ آں را ترک کردن وایں را موعود بثواب جزیل پنداشتن و ورد ساختن بدعت ضلالت ہست وچوں آنکہ دراں کلمات شرکیہ مذکورہ اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہٰذا وِرد آں ممنوع ہست پس تعلیم درود تاج ہماناسم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند وموجب ہلاکت ایشان گردد (فتاوی رشیدیہ کامل ص۱۴۵)

ترجمہ :۔ اور اس کو موعود بہ ثواب جزیل جاننا اور ورد کرنا بدعتہ ضلالتہ ہے اور جب کہ اس میں کلماتِ شرکیہ مذکور ہیں۔ اس لئے عوام کے عقیدہ کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس کا ورد ممنوع ہے۔ پس لوگوں کو درود تاج سکھانا زہر قاتل عوام کے سپرد کرنا ہے کہ سینکڑوں آدمی عقیدۂ شرکیہ کے فساد میں مبتلا ہو جائیں اور ان کی ہلاکت کا موجب بن جائے۔

دیوبندی وہابیوں کے مفتیٔ اعظم کے اس فتویٰ کو بار بار پڑھیئے اور اس کی توحید پرستی کی داد دیجئے کہ درود تاج میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متعلق الفاظ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کو کلماتِ شرکیہ کہہ کر اصولِ نجدیہ کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلمہ فضائل کا صریحاً انکار کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب ان الفاظ کی نسبت مجازی کرنا مشرک بننے اور ہلاکت کا موجب ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

بالفرض اگر رشید احمد گنگوہی کے اس فتویٰ کو صحیح سمجھ لیا جائے تو آپ ہی بتائیں کہ ہدایت کے روشن ستاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، اولیائے کرام اور محدثین عظام اور علمائے حق میں سے کون ہے جس پر شرک عائد نہ ہوتا ہو؟

کیونکہ گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے آپ پر صحابہ کرام؄ اور محدثین اور علمائے امت کے عقائد واضح ہو چکے ہیں۔ نیز آئندہ اوراق میں آپ مفصلاً دیکھیں گے کہ سلف و خلف صالحین اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باذن اللہ تعالےٰ دافع البلاء، مشکل کشا، اور مخلوق کے حاجت روا ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

حدیث میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے کہ آپ نبی الرحمۃ ہیں۔ اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت العلامہ محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے نبی الرحمۃ کے معنی میں فرمایا:۔ ای دافع الرحمۃ وکاشف الغمۃ و شفیع الامۃ یعنی زحمت کو دور کرنے والے (دافع البلاء) غم سے نجات دینے والے اور امت کی شفاعت کرنے والے۔

معلوم ہوا کہ رشید احمد گنگوہی کا مندرجہ بالا فتوےٰ ہی مردود و باطل ہے اور وہابیہ کے عقائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور علمائے سلف وخلف کے مسلمہ عقائد کے خلاف ہیں۔ پس مسلمانوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ ایسے بدعقیدہ لوگوں سے مجتنب رہیں کہ

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کے ساتھ جو چیز چھو جائے وہ بھی دافع البلا ہو جاتی ہے

ملاحظہ ہو ترمذی شریف اور مشکوٰۃ باب الاشربہ میں مروی ہے۔ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم حضرت کبشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کے گھر تشریف لائے اور آپ کے مشکیزہ کو منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں۔ فَقُمْتُ اِلَیْھَا فَقَطَعْتُہٗ پس میں اٹھی اور اس مشکیزہ کا منہ کاٹ کر رکھ لیا۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت العلامہ علی قاری فرماتے ہیں:

ای فم القربۃ تحفظتہ فی بیتی واتخذتہ شفاءً۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ کر اپنے گھر میں حفاظت کے ساتھ رکھ لیا۔ تاکہ اس سے مریضوں کے لئے شفا حاصل کی جاتی رہے۔

حضور ام المؤمنین اور صحابہ علیہم الرضوان کا عقیدہ و عمل

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰے عنہما انھا اخرجت جبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکفوفۃ الجیب والکمین والفرجین بالدیباج رواہ ابوداؤد واصلہ فی مسلم وزاد وکانت عند عائشۃ حتیٰ قبضت فقبضتہا کان النبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضٰی یستشفی بہا وزاد البخاری فی الادب المفرد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وکان یلبسہا للوفد والجمعۃ (بلوغ المرام)

ترجمہ :- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جُبّہ مبارک نکالا۔ اس میں آستینوں اور گریبان اور چاک پر ریشم کا حاشیہ بنا تھا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور اس حدیث کی اصل مسلم میں ہے۔ اتنا زائد ہے کہ حضرت اسماء نے فرمایا: یہ جُبّہ (اُم المومنین حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے پاس تھا۔ جب انہوں نے وفات پائی تو اس جُبّہ کو میں نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اُسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں شفا حاصل ہونے کی نیت سے امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے ادب المفرد میں اتنا مزید نقل فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جُبّہ کو (قبائل کے) وفد آنے اور جمعہ کے موقعہ پر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباسِ مبارک کے وسیلہ سے عذاب

قبر سے نجات ملتی اور اللہ تعالٰی کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں!

ملاحظہ ہو بخاری شریف کتاب الجنائز ص ۹۸ جلد ۲ :-

حدثنا عبد اللہ ابن مسلمۃ قال حدثنا ابن ابی حازم عن ابیہ عن سہل رضی اللہ تعالٰی عنہ ان امرأۃ جاءت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ببردۃ منسوجۃ فیہا حاشیتہا اتدرون ما البردۃ قالوا الشملۃ قال نعم قالت نسجتہا بیدی فجئت لاکسوکہا فاخذہا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محتاجا الیہا فخرج الینا وانہا ازارہ فحسنہا فلان فقال اکسنیہا ما احسنہا قال القوم ما احسنت لبسہا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محتاجا الیہا ثم سألتہ و

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عملت انه لا یرده قال انی واللہ ما سألتہ لالبسہ انما سألتہ لتکون کفنی قال سہل فکانت کفنہ۔

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک عورت حضور نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کی خدمت میں ایک بڑی چادر جس پر کشیدہ کاری کی گئی تھی اور اس میں حاشیہ بنا ہوا تھا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ! میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو کاڑھا ہے اور آپ کو اوڑھانے کیلئے لائی ہوں۔ حضور علیہ السلام نے اس چادر کو قبول فرمایا۔ اسطرح کہ گویا اس چادر کی آپ کو ضرورت ہے۔ پس آپ اس چادر کو اوڑھ کر ہماری طرف تشریف لائے۔ فلاں (صحابی رسول) نے آپ سے چادر مبارک کی تعریف کرتے ہوئے مانگ لیا۔ لوگوں نے اس سے کہا جبکہ حضور ؐ نے اس چادر کو ضرورت کا اظہار کرتے ہوئے لیکر اوڑھ لیا تھا تو تم نے حضور ؐ سے چادر مانگ کر کیوں لے لی۔ حالانکہ یہ تم جانتے ہو کہ حضور کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے حضور سے چادر اوڑھنے کیلئے نہیں مانگی بلکہ میں نے تو آپ سے یہ چادر اس لئے مانگی ہے کہ یہ میرا کفن بنے (یعنی چونکہ یہ چادر آپ کے جسم اقدس سے لگ جانے کی وجہ سے متبرک بن چکی ہے تو میں نے چاہا کہ میری وفات کے بعد یہ چادر میرا کفن بنے اور میں اس چادر مبارک کے وسیلہ سے عذاب قبر سے محفوظ رہوں اور اللہ تعالیٰ اس چادر کے صدقہ میں رحمتیں نازل فرمائے) حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعی وہ چادر اس خوش نصیب کا کفن بنی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینہ اور موئے مبارک سے صحابہ کا توسل

آپ کا پسینہ اطہر اور بال مبارک دافع البلا!

ملاحظہ ہو بخاری جلد دوم ص۹۲۹ ۔ عن ثمامۃ ان ام سلیم رضی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعالیٰ عنہا کانت تبسط للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نطعا فیقیل عندھا علیٰ ذالک النطع فاذا قام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذت من عرقہ وشعرہ فجمعتہ فی قارورۃ ثم جمعتہ فی سک قال فلما حضر انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ الوفاۃ اوصیٰ الی ان یجعل فی حنوطہ من ذالک السک قال فجعل فی حنوطہ۔

ترجمہ :۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتیں اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس پر قیلولہ فرماتے۔ جب خواب استراحت سے آپ بیدار ہو کر اٹھتے تو اُمّ سلیم اس بستر پر جمع شدہ پسینہ اطہر واقدس اور گرے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں محفوظ فرما لیتیں اور مُسک (ایک قسم کی خوشبو) میں ملاتیں۔ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ اس خوشبو سے (جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ مبارک اور بال مبارک ڈالے گئے ہیں) حنوط میں ملا کر میری میّت کو لگایا جائے۔ پس آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ واضح رہے کہ میّت کو لگانے کے لئے صندل اور کافور وغیرہ سے خوشبو کا جو مرکب تیار کیا جاتا ہے اس کو حنوط کہتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے موئے مبارک تقسیم کرنے کا حکم فرمایا

ملاحظہ ہو ترمذی شریف جلد اول، ص۱۱۱ :۔

عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما رمی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجمرۃ نحر نسکہ ثم ناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ فاعطاہ ابو طلحۃ ثم ناولہ شقہ الایسر فحلقہ فقال اقسم بین الناس۔

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار دو عالم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم جمرہ میں کنکریاں مار چکے تو آپ نے قربانی کے جانوروں کو ذبح فرمایا۔ بعدہٗ حجام نے آپ کے سر اقدس کی حجامت بنانی شروع کی۔ جب دائیں جانب کے بال شریف مونڈے گئے تو حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے یہ بال مبارک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو عطا فرما دیئے اور جب بائیں جانب کے موئے اقدس مونڈے گئے تو آپ نے فرمایا یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موقع بموقع مختلف عنوانوں سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تبرک اور توسل کی تعلیم فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ کی تعلیم و تربیت پر عمل فرما کر امت کے لیے صراط مستقیم کو واضح کر دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار مبارک اور تبرکات کے وسیلہ سے بلاؤں سے نجات حاصل ہوتی اور اللہ تعالٰے کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اسی لئے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک

کے حصول کے لئے بڑی جدوجہد کرتے تاکہ برکت و شفاء

کا سامان مہیا ہو جائے

ملاحظہ ہو مسلم شریف۔ جلد دوم۔ ص ۲۵۶۔

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والحلاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تقع شعرۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ۔

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حجام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے گرد اس لئے طواف کر رہے تھے کہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ایک بال اُن کے ہاتھ پڑ جائے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے بال مُبارک کے حصول میں اس قدر سر گرداں کیوں رہتے "

بخاری جلد دوم۔ ص۹۲۹ والی حدیث جو ابھی مذکور ہوئی دوبارہ پڑھیں اور پھر مندرجہ ذیل احادیث پر غور کریں ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک دافع البلا ہیں

ملاحظہ ہو بخاری جلد دوم ص۸۷۵ ۔

عن اسرائیل عن عثمان بن عبد اللہ بن مَوہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اَرْسَلَنِیْ اَھْلِیْ اِلیٰ اُمّ سَلَمَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بِقَدَحٍ من ماءٍ وقبض اسرائیل ثلاث اصابع مِنْ فضۃٍ فیہ شعرٌ من شعر النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وکان اذا اصاب الانسان عینٌ او شیٌٔ بعث الیھا مِخْضَبَۃً فاطلعتُ فی الجُلجُلِ فرائیتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا۔

ترجمہ :۔ اسرائیل نے روایت بیان کی کہ حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میری اہلیہ نے ایک پانی کا پیالہ دے کر حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کے پاس ایک لوٹے میں حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے موئے مبارک محفوظ تھے۔ راوی اسرائیل نے بطور مثال تین انگلی کا چھوٹا لوٹا پکڑ کر بتایا، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دستور تھا کہ جب کسی کو نظر بد لگتی یا کوئی بیماری لاحق ہوتی تو وہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں برتن بھیج دیتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک کا دھوون لے کر پی لیتا تو تکلیف دور ہو جاتی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس برتن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالوں کی زیارت کی جو کہ سنہری سرخی مائل تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک مشکل کشا

اور وسیلہ فتح و نصرت ہیں

سیرت نبویہ میں ہے:۔

عن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولعلھا عمرۃ الجعرانۃ فحلق رأسہٗ فابتدر الناس شعرہ فَسَبَقْتُھُمْ الی ناصیتہ فجعلتھا فی ھذہ القلنسوۃ فلم اشعرقتالا الا تبین لی النصرۃ رواہ ابو یعلی بلفظ فما وجھت فی وجہ الافتح۔

ترجمہ:۔ حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ فرمانے کے بعد اور غالباً وہ جعرانہ تھا۔ سر اقدس منڈایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے لوٹ پڑے اور میں نے ان پر سبقت کی اور پیشانی مبارک کے بال شریف حاصل کرلئے اور انہیں اپنی اس ٹوپی میں رکھ لیا۔ اس کی یہ برکت ہوئی کہ جب بھی میں کسی جنگ میں شریک ہوا۔ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں کے وسیلہ و صدقہ میں) ضرور مجھے فتح مبین حاصل ہوئی۔"

پس اس لئے:۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار مبارک کو صحابہ کرام علیہم الرضوان جان سے زیادہ عزیز رکھتے اور اُن کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے!

ملاحظہ ہو نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مع شرح ملا علی قاری ص۴۳۲:۔

وکانت فی قلنسوۃ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعرات من شعرہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام فسقطت قلنسوۃ فی بعض حروبہٖ فشدّ علیھا شِدَّۃً انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکثرۃ من قتل فیھا فقال لم افعلھا بسبب القلنسوۃ بل لما تَضَمَّنَتہُ من شعرہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لِئَلّا اسلب برکتھا وتقع فی ایدی المشرکین۔

ترجمہ:۔ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ٹوپی میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے چند بال مبارک لگے ہوئے تھے پس کسی جنگ میں آپ کی وہ ٹوپی گر پڑی تو حضرت سیف اللہ نے اس قدر سخت و شدید حملہ فرمایا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس قدر شدید حملہ کرنے پر اس لئے اعتراض کیا کہ اس حملہ کی وجہ سے بہت سے مجاہدینِ اسلام شہید ہو گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ میرا یہ شدید حملہ محض ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان موئے مبارک کے لئے تھا جن کو میں نے اس ٹوپی میں لگا رکھا ہے تاکہ مبادا یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

برکت مجھ سے جاتی رہے اور مشرکین کے ہاتھ آجائے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثارِ مبارک سے انتہائی عقیدت اور عشق تھا۔ انہیں جان سے زیادہ عزیز رکھتے اور ان کی حفاظت کے لئے جانیں خطرہ میں ڈال دیتے اور یہ اس لئے کہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا علم تھا۔ آپ کے آثارِ مبارک کی قدر و منزلت اور فیض و برکت کو جانتے تھے۔ ان سے توسّل کرتے۔ برکت حاصل کرتے۔ شفا پاتے اور ان سے نفع پانے اور مرادیں حاصل کرنے اور مشکلات کے حل ہونے اور دشمنوں پر فتح و نصرت پانے کا اعتقاد ویقین رکھتے۔ یہاں تک کہ ان کے توسّل سے عذاب قبر سے رہائی اور اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے حصول کا ان کو یقین کامل تھا اور یہی مقتضائے ایمان ہے۔ مگر منکرین وہابیہ کے مذہب میں یہ باتیں شرک میں داخل ہیں ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مستعمل کپڑوں سے توسّل کی تعلیم دی

بخاری و مسلم میں روایت ہے عن اُمِّ عَطِیَّۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت دخلت علینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نحن نَغْتَسِلُ اِبنتہٗ فقال اغْسِلْنَہَا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذالک ان رأیتُنَّ ذالک بماءٍ وَّسِدرٍ واجعلن فی الاخیرۃ کافوراً او شیئًا من کافور فلما فرغنا اٰذنّاہُ فالقی الینا حِقوہٗ فقال اشعرنہا ایاہُ (ملاحظہ ہو بلوغ المرام باب الجنائز)

ترجمہ:۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی کو غسل میت دے رہی تھیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زیادہ جیسی تم ضرورت سمجھو بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دینا اور آخر میں کچھ کافور شامل کرنا جب ہم غسل دے کر فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے ہمیں اپنا تہبند مبارک مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ اس کو میت کے جسم کے متصل رکھنا۔"

یعنی تاکہ میرے تہبند شریف کی برکت سے اسے عذاب قبر سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مستعمل پانی سے باطنی

گندگیاں دور ہو جاتی ہیں

نسائی شریف کی روایت ہے کہ یہود کی ایک جماعت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے شہر میں ایک عبادت گاہ بیعہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسے توڑ کر مسجد بنائیں۔ فاستوھبناہ من فضل طھورہ فدعا بماءٍ فتوضأ وتمضمض ثم صبّہ لنا فی اداوۃٍ وامرنا فقال اخرجوا فاذا اتیتم ارضکم فاکسروا بیعتکم وانضحوا مکانھا ھٰذا الماءَ فاتخذوھا مسجدا (مشکوٰۃ باب المساجد) پس ہم نے التجا کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا غسالہ (دھوون) عنایت فرمائیں۔ پس حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی فرمائی اور یہ مستعمل پانی ایک برتن میں ڈال کر ہمیں عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ جب اپنے شہر میں پہنچو تو اپنے بیعہ کو توڑ کر اس کی جگہ اس پانی کو چھڑک دو اور پھر مسجد بنا لو۔"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

معلوم ہوا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مستعمل پانی سے باطنی گندگیاں دور ہوتی ہیں اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مستعمل پانی سے برکت حاصل کرنیکی حکماً تعلیم دی

ملاحظہ ہو بخاری جلد دوم۔ صفحہ ۹۲۰۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا ثم دعا بقدح فیہ ماء فغسل یدیہ ووجہہ ومج فیہ ثم قال اشربا منہ وافرغا علٰی وجوہکما ونحورکما وابشرا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک برتن طلب فرمایا جس میں پانی ہو پھر اس میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ انور کو دھویا اور اس میں کلی فرماکر حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا کہ اس میں سے پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں کو اس سے تر کرلو اور بشارت پاؤ۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل اور حدیث تقریری سے ثابت ہے کہ جس چیز کو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ادنیٰ سی نسبت بھی حاصل ہو

جائے تو اس سے تبرک و توسل جائز ہے!

بخاری جلد اوّل صلح حدیبیہ کی طویل روایت میں ہے۔ قال فواللہ ما تنخم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نخامۃ إلا وقعت فی کف رجل

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منهم ... بها وجهه وجلده واذا امرهم ابتدروا امره واذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه۔

ترجمہ:- راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قسم جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناک مبارک صاف کر کے فضلہ پھینکا یا تھوکا تو وہ زمین پر گرنے کے بجائے صحابہ میں سے کسی کے ہاتھ پر پڑا (یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے فضلہ کے حصول کے لئے اپنے ہاتھ بچھا دیتے اور وہ کسی خوش نصیب کے ہاتھ پر پڑتا) اور اس نے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا اور حضورؐ نے کوئی حکم فرمایا تو صحابہ علیہم الرضوان تعمیل کے لئے دوڑ پڑے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرماتے ہیں تو صحابہؓ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کیلئے اس طرح سبقت کرتے ہیں کہ قریب ہوتا کہ اس جدوجہد میں لڑ پڑیں گے"۔

بخاری جلد اول باب وضوء الناس میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے:- خرج علینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالہاجرۃ فاتی بوضوء فتوضأ فجعل الناس یاخذون من فضل وضوئه فیتمسحون به۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم نیاز مندوں کی جماعت میں تشریف لائے۔ دوپہر کے وقت آپ کی خدمت میں وضو کے لئے پانی حاضر کیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا تو صحابہ علیہم الرضوان آپ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں اور بدن پر ملنے لگے۔ امام بخاری علیہ الرحمتہ کا عنوانِ باب اس کا مقتضی ہے کہ اس آبِ وضو سے وہ پانی مراد ہو جو اعضاء مبارک سے گذر کر آیا ہو یعنی ماءِ مستعمل۔ عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ھذا الحدیث یطابق الترجمۃ اذا کان المراد من قوله یاخذون من فضل وضوئه ما سال عن اعضاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (عینی جلد اول ص۸۲۳) اور اگر ترجمہ باب بخاری کا لحاظ اور وضو فرما چکنے کے بعد برتن میں بچا ہوا پانی مراد لیا جائے تو ہمارا مدعا اور بھی بدرجہ اتم ثابت ہوتا ہے کہ جو پانی اعضائے مبارک کو چھوا تک نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صرف اسی قدر نسبت رکھتا ہے کہ وضو فرماتے وقت یہ پانی اس برتن میں تھا جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس برتن کے پانی سے تبرک اور توسل کیا اور اس کی اس قدر تعظیم کی تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس چیز کو ادنیٰ سی نسبت بھی حاصل ہو جائے اس کا احترام کرنا اور اس سے تبرک اور توسل کرنا سنتِ صحابہ علیہم الرضوان ہے اور صحابہؓ کا یہ عمل ایسا مقبول ہے کہ آپؐ کے سامنے کیا جاتا اور آپؐ منع نہ فرماتے۔ پس یہ عمل حدیثِ تقریری میں داخل اور سُنت ٹھہرا۔ اسی حدیث کے تحت محدث عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:— فیہ الدلالۃ علیٰ جواز التبرک بآثار الصالحین۔ اس حدیث میں دلالت ہے آثار صالحین (اولیاء اللہ) کے ساتھ تبرک کے جواز پر اور مسلم شریف جلد اوّل میں ہے ورأیتُ بلالًا اخرج وضوءً افرأیت الناس یبتدرون ذالک الوضوء فمن اصاب منہ شیئًا تمسح بہٖ ومن لم یصب منہ اخذ من بلل ید صاحبہٖ (مسلم جلد اوّل ص ۱۹۶)

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وضو فرمایا ہوا پانی باہر نکالا۔ پس میں نے لوگوں دیکھا کہ اس وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پھر جس نے اس پانی سے کچھ پالیا اس نے مل لیا اور جسے اس پانی سے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ اس نے اپنے ساتھی کے گیلے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ مل کر اس پانی کی تری حاصل کر لی۔

سبحان اللہ پاک ہے وہ ذات جس نے عشاقِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنے محبوب کی معرفت بخشی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو جان کر عشق و محبت اور عظمت کے وہ مظاہرے فرمائے جو مومنوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں اور جس سے مومنوں کے ایمان تازہ ہوتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ منکرین جو ان امور سے جلتے بھنتے ہیں اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان باتوں کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔

جس مقام پر مقبولانِ الٰہی ایک بار رونق افروز ہو جائیں وہ مقام متبرک ہو جاتا ہے

بخاری شریف جلد اول صـ۲۴ میں حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ عتبان بن مالک انصاری بدری صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

وَدِدْتُ یارسول اللہ انک تاتینی فتصلی فی بیتی فاتخذہٗ مصلّٰی فقال لہٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سأفعلُ ان شاء اللہ تعالےٰ قال عتبان فغدا علیّ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حین ارتفع النہار فاستاذن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاذنتُ لہٗ فلم یجلس حین دخل البیت ثم قال اَینَ تُحبُّ ان اُصلِّی من بیتک قال فاشرت لہٗ الیٰ ناحیۃ من البیتِ فقام رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکبّر فقمنا فصففنا فصلّیٰ رکعتین ثم سلّم۔

ترجمہ :- یارسول اللہ (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) میری آرزو ہے کہ حضور میرے گھر میں تشریف لا کر میرے مکان میں نماز ادا فرمائیں تو اس مقام کو مقام نماز مقرر کر لوں۔ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے میری التجا منظور فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا انشاءاللہ عنقریب ایسا کروں گا۔ حضرت عتبان فرماتے ہیں کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام جبکہ صبح کے وقت آفتاب بلند ہو چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہمراہ میرے مکان پر تشریف لائے اور گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت چاہی۔ میں نے عرض کی تشریف لے آئیں۔ حضور نے مکان میں داخل ہوتے ہی فرمایا۔ تم اپنے مکان میں کس مقام کو پسند کرتے ہو کہ ہم وہاں نماز پڑھیں۔ میں نے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ قیام فرمایا اور تکبیر تحریمہ فرمائی۔ ہم نے آپؐ کی اقتدار میں صف باندھی، دو رکعت نماز پڑھ کر آپ نے سلام پھیرا۔"

حضرت علامہ امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں وفیہ التبرک بالمواضع النبی صلی فیھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او وطیھا۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جن مقامات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی یا جس زمین کو شرف پابوسی بخشا وہ مقام اور وہ زمین اس قابل ہے کہ اس سے برکت حاصل کی جائے نیز فرماتے ہیں ۔

وفیہ اجتماع اھل المحلہ علی الامام والعالم اذا وَرَدَ منزل بعضھم یستفیدوا منہ ویتبرکوا بہ (فتح الباری جلد اول ص۳۶)

اس حدیث سے اس پر بھی سند ہے کہ امام و عالم اگر کسی کے گھر میں تشریف لائیں تو اہل محلہ کو استفادہ اور برکت حاصل کرنے کے لئے جائز ہے کہ جمع ہوں اور فیضیاب ہوں۔

مولینا عبد الحیؒ لکھوی کے والد ماجد نور الایمان ص۱ میں فرماتے ہیں: وقد کان ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنھما یتحرّی الصلوٰۃ والنزول و المرور حیث صلیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ونزل ووضع ابن عمر فی موضع جلس فیہ النبیؐ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یدہٗ ثم مسح وجھہٗ بیدہٖ۔

ترجمہ :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نماز کے لئے اور سواری سے اترنے اور کسی راستے میں گزرنے کے لئے اس مقام کی تلاش و جستجو فرماتے، جہاں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی اور جہاں حضور سواری سے اترے ہوں اور جس جگہ حضور بیٹھے ہوں۔ حضرت ابن عمر اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ کر تبرک اور توسل کی نیت سے اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔

حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ومن اعظامہ واکبارہ اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ و امکنتہ ومعاھدہ ومالمسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام او عرف بہ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور حضور کے اعظام واکرام میں یہ داخل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اسباب و مشاہد و امکنہ و معاہدہ و ملموسات کی تعظیم وتکریم کی جائے۔ نیز ان چیزوں کی بھی تکریم کی جائے جن چیزوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی نسبت حاصل ہو۔"

حضرت علامہ علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء میں فرماتے ہیں: المراد جمیع ماینسب الیہ ویعرف بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یعنی اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب و معروف ہوں" مولینا عبدالحئی لکھنوی کے والد مولینا عبدالحلیم صاحب فرنگی محلی نورالایمان میں حضرت ملا علی قاری کی یہ عبارت نقل کرکے حاشیہ لکھتے ہیں:۔ ای ولوکان علی وجہ الاشتہار من غیر ثبوت الاخبار فی آثارہ۔ یعنی منسوبات و معروفات کے لئے آثار کے سلسلہ میں محض شہرت بغیر ثبوت کافی ہے۔"

جن خوش نصیبوں کو دولت ایمان حاصل ہے اور نورِ ایمان سے منور ہیں۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی تکریم و تعظیم اور محبت کے تقاضوں کو جانتے ہیں اور اگر یہ دریدہ دہن گستاخ وہابی جہل مرکب میں گرفتار ہونے کی وجہ سے ان امور کے منکر ہیں تو ان کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور نہ یہ لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی باتوں پر دھیان دیا جائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے آثار سے تبرک و توسل سنت ہے

اور منع کرنے والے جاہل ہیں!

ملاحظہ ہو نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض صفحہ ۴۳۴ :-

ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما واضعا یدہٗ علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای موضع قعودہٖ من المنبر ثم وضعہا علی وجہہٖ ای مسحہٗ بہا تبرکا بمس ما مس جسدہٗ وثیابہٗ وھٰذا رواہ ابو سعد وھٰذا یدل علی جواز التبرک بالانبیاء والصالحین وآثارھم وما یتعلق بہم مالم یؤد الی فتنۃ او فساد عقیدۃ وعلی ھٰذا یحمل ما روی عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ من انہٗ قطع الشجرۃ التی وقع تحتہا البیعۃ لئلا یفتتن بہ الناس لقرب عہدھم بالجاہلیۃ فلا منافاۃ بینہما ولا عبرۃ بمن انکر مثلہٗ من جہلۃ عصرنا ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ منبر شریف پر ہاتھ رکھا اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرہ پر پھیرا ۔ اس لئے کہ جو چیز کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم انور اور آپ کے پہنے ہوئے کپڑوں کے ساتھ لگ چکی ہے اس کو چھونے سے برکت حاصل کی جائے ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا یہ عمل دلیل ہے اس بات پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام قدسنا اللہ باسرارہم سے تبرک و توسل جائز ہے۔ جس حد تک کہ فتنہ اور فساد عقیدہ کا اندیشہ نہ ہو اور اسی پر محمول کیا جائے گا۔ وہ واقعہ کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی اس بناء پر کہ لوگ زمانہ جاہلیت (یعنی زمانۂ کفر) کے قریب ہونے کے باعث کہیں مبتلائے فتنہ نہ ہو جائیں تو ان دونوں امور میں کچھ منافاۃ نہیں اور ہمارے زمانہ کے جہلاء (مثلاً وہابی) جو ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے"۔ یعنی منکرین کا انکار معتبر نہیں ہے۔

تبرک اور توسل کے متعلق امام نووی شارح مسلم شریف

کی تقریر نفیس

ملاحظہ ہو صحیح مسلم جلد دوم ص۱۶۹ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فاقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یومئذ حتی جلس فی سقیفۃ بنی ساعدۃ ھو واصحابہ ثم قال اسقنا یسھل قال فاخرجت لھم ھذا القدح فاسقیتھم فیہ قال ابو حازم فاخرج لنا سھل ذالک القدح فشربنا فیہ ثم استوھبہ بعد ذالک عمر بن العزیز فوھبہ لہ۔

ترجمہ:۔ پھر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے تشریف لے چلے۔ یہاں تک کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی بیٹھ گئے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے سہل! ہمیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پانی پلاؤ۔ حضرت سہل نے فرمایا: میں نے یہ پیالہ نکالا اور اس میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو پانی پلایا۔ حضرت ابوحازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سہل نے (یہ واقعہ بیان فرماتے ہوئے) وہ پیالہ نکالا۔ پس ہم نے (ابھی) تبرک کے لئے اس پیالہ میں پانی پیا۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ سے وہ پیالہ ہبہ کے طور پر مانگ لیا اور آپ نے ہبہ فرمادیا۔"

اس حدیث کے تحت حضرت امام نووی فرماتے ہیں: "فیہ التبرک باٰثار النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما مسہ او لبسہ او کان منہ فیہ سبب وھٰذا نحو ما اجمعوا علیہ واطبق السلف والخلف علیہ من التبرک بالصلٰوۃ فی مصلّی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والروضۃ الکریمۃ ودخول الغار الذی دخلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وغیر ذالک ومن ھٰذا اعطاؤہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابا طلحۃ شعرہ لیقسمہ بین الناس واعطاؤہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حقوہ لتکفن فیہ بنتہ رضی اللہ تعالٰی عنہما وجعلہ الجریدتین علی القبرین وجمعت بنت ملحان عرقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتمسحوا بوضوئہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ودلکوا وجوھھم بنخامتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واشباہ ھٰذا کثیرۃ مشھورۃ فی الصحیح وکل ذالک واضح لا شک فیہ ۔۱۲۔ اور صفحہ ۱۵۱ پر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کے تحت فرماتے ہیں: فقد تواتریت (؟) الا بتصاقہ صلی اللہ علیہ وسلم ونخامتہ وبہ لکون بذالک وجوھھم وشرب بعضھم بولہ وبعضھم دمہ وغیر ذالک مما ھو معروف من عظیم اعتنائھم باٰثارہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ وسلم اجمعین۔

ترجمہ: حضرت امام نووی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں اس روایت میں حضور علیہ الصلوٰۃ کے آثار سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت اور دلیل جواز ہے۔ اور ہر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چیز سے تبرک و توسل کا جواز ثابت ہے۔ جس چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوا ہو، پہنا ہو یا اس چیز میں حضور سے کوئی نسبت یا کچھ تعلق کسی وجہ سے پایا جائے ان چیزوں سے تبرک و توسل اسی قبیل سے ہے جس پر علمائے اُمت کا اجماع ہے اور علمائے سلف و خلف متفق ہیں کہ جس مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی اس مقام پر نماز پڑھنے سے، آپ کے روضۂ اقدس سے اور جس غار میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اس غار میں داخل ہونے اور اس کے علاوہ دوسرے آثارِ کریمہ سے تبرک و توسل کیا جائے اور اسی قبیل سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بال مبارک تقسیم کرنے کے لئے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائے اور اپنی چادر مبارک اپنی صاحبزادی کے کفن پہنانے کے لئے عطا فرمائی اور آپ کا دو قبروں پر دو شاخوں کا رکھنا اور بنت ملحان رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا حضور کے پسینۂ مبارک کو جمع کرنا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ کے وضو کے مستعمل پانی کو اپنے چہروں اور سینوں پر ملنا اور آپ کے ناک کے فضلہ اور کھنکار مبارک کو اپنے چہروں پر ملنا اور اسی قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو کہ صحیح احادیث میں مشہور ہیں اور یہ امور اس قدر واضح ہیں کہ اس مسئلہ میں کوئی شک نہیں۔ پس صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھوک مبارک اور کھنکار شریف سے تبرک کرتے اور تبرک حاصل ہونے کی نیت سے اپنے چہروں اور بدن پر مل لیتے۔ بعض صحابہ علیہم الرضوان نے آپ کا بول مبارک پی لیا اور بعض نے آپ کا خون مبارک نوش کیا اور ان باتوں کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے امور اور واقعات ہیں جن سے ثابت اور معروف ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثارِ مبارکہ سے تبرک کے لئے نہایت کوشاں اور متلاشی رہتے۔"

گستاخ وہابی اس سلسلہ میں محکم دلائل سے عاجز آکر اور لاجواب ہو کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ سے ان کی زندگی میں توسل جائز ہے کہ ان سے دعا کروائی جائے مگر ان کی وفات کے بعد ان سے فریاد کرنا، ان کو پکارنا اور ان سے توسل

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ شرک و بدعت ضلالہ ہے۔ نیز مقبولانِ الٰہی کے مزاراتِ مقدسہ پر حاضر ہونے اور اولیاء اللہ کی قبورِ مقدسہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کو قبر پرستی کہہ کر حرام اور ناجائز اور شرک قرار دیتے ہیں اور اسی بنا پر مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت کو کافر اور مشرک ٹھہرا کر ان کے قتل وغارت کرنے کو فریضۂ جہاد اور کارِ ثواب جانتے ہیں۔ ان کے مال و اسباب لوٹ کر مالِ غنیمت شمار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کتاب "کتاب التوحید" کے صفحہ ۲ پر یہ فتویٰ موجود ہے:۔ "یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے جو کام قبر پرستی کیا وہ بہترین عبادت ہے۔ پس جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام فرمایا اس کا اعتقاد رکھا۔ حالانکہ یہ ایسا صریح کفر ہے جس سے مال اور خون حلال ہو جاتا ہے"۔

واضح رہے کہ اس بیہودہ فتویٰ میں مسلمانوں پر بے بنیاد الزام اور بہتان رکھ کر انہیں کافر قرار دیا گیا ہے حالانکہ مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور نہ ہی مسلمان اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرتے ہیں، نہ ہی کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات یا الوہیت میں شریک ٹھہراتے ہیں تو پھر کیا یہ فتویٰ فرقۂ وہابیہ کی کور باطنی کی دلیل نہیں ہے؟

دراصل بات یہ ہے کہ وہابیہ کے مذہب میں حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ سے یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے وسیلہ سے ہماری دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور مخلوق کی حاجت روائی ہوتی ہے شرک میں داخل ہے چنانچہ کتاب التوحید ص۹۲ حاشیہ پر ہے" بالخصوص بھلائی برائی کے متعلق کسی باطنی چیز کو مسبب (یعنی وسیلہ) سمجھنا صاف شرک ہے خواہ وہ ولی ہو یا قبر، نبی ہو یا فرشتہ جن ہو یا اور کوئی آسمان وزمین کی چیز"۔

نیز وہابیہ کے اصولِ باطل میں یہ بھی شرک ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا اولیاءِ عظام قدسنا اللہ باسرارھم میں سے کسی کو ندا کی جائے، ان سے مدد طلب کی جائے کہ وہ ہماری حاجت روائی کر کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لیے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ چنانچہ کتاب التوحید کے ص۱۹ پر مقدمہ میں تحریر ہے: "قبہ پرستی، قبر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، توسل غیر اللہ اور ندا و دعاء اولیاء اللہ یہ سب شرعاً حرام و ناجائز امور ہیں اور بعض بعض سے زیادہ بُرے اور قابلِ ملامت، ان میں سے بعض صریح شرک ہیں جیسے نداءِ غیر اللہ وغیرہ وغیرہ"۔ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہند و پاک کے امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے بھی یہی فتویٰ دیا۔ ملاحظہ ہو: تقویۃ الایمان ص۱۸: "اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منّتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے"۔ پھر اسی صفحہ پر ہے: "مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جنّ و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے"۔ اور تقویۃ الایمان کے اسی صفحہ ۱۸ پر یہ فتویٰ بھی ہے کہ "جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہ جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ سو وہ بھی مشرک ہے، اور جھوٹا اور ناشکر"

پیشوایانِ وہابیہ کے ان فتاویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یارسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہہ کر نداء و استغاثہ کرنا شرک ہے۔ آپ کو حمایتی اور شفیع جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تقربِ الٰہی کا وسیلہ ہیں موجب کفر و شرک ہے۔ نیز یہ کہ جو کوئی یہ کہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قدرت عطا فرمائی ہے وہ بھی کافر و مشرک اور ابوجہل کے برابر ہے"۔ چنانچہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۱ پر ہے "پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

واضح رہے کہ ہر قسم کے تمام وہابیوں کا یہی عقیدہ ہے خواہ کوئی غیر مقلد ہو یا برائے نام حنفیت کا دعویدار ان کے اعمال میں کچھ فرق ہے مگر عقائد میں سب متحد ہیں اور ان سب کا ایمان ابن عبدالوہاب نجدی اور اسمٰعیل دہلوی پر یکساں مستحکم ہے۔ لیجئے ثبوت حاضر ہے۔ نام نہاد حنفیوں کا مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ میں اس بات کا اقراری ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۱۸۵ "عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں"۔ اور دیکھئے صفحہ ۱۹۹ "سب حدیث پر ہی عامل ہیں۔ مقلد ہو یا غیر مقلد" اور دیکھیئے یہی کتاب صفحہ ۲۳۵ "محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے"۔ اور اب دیکھیئے یہی کتاب فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۴۱ "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا"۔ ٹھیک ہے کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔

غور کا مقام ہے کہ اگر ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کے مندرجہ بالا فتاویٰ کو صحیح، درست اور حقیقت پر مبنی تسلیم کیا جائے جس طرح کہ مسلک دیوبندیہ کا مفتی رشید احمد گنگوہی تصریح کرتا ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن و حدیث میں بھی شرک کی تعلیم ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔

چنانچہ گذشتہ صفحات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ قرآن و حدیث سے تو دہی　　　لہذا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امور ثابت ہیں جن کو یہ وہابی کفر و شرک قرار دے رہے ہیں۔ نیز اگر وہابیہ کو مقبول بندے مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ تمام مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت، محدثین، مفسرین، ائمہ دین اور علمائے حق بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تک مشرک ٹھہرتے ہیں۔ حتیٰ کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ان گستاخ وہابیہ کے مردود فتاویٰ کی زد پڑتی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اگرچہ گذشتہ مضمون میں قرآن وحدیث سے مسئلہ تبرک و توسل، نداء اور استغاثہ واستعانت بخوبی ثابت و مبرہن ہوچکا جس سے وہابیہ کے ان فتاویٰ اور ان کے عقائد کی خود بہ خود تردید ہو جاتی ہے۔ مگر ایضاحِ حق اور اتمامِ حجت کے لئے آئندہ صفحات میں زیادہ تر ایسی روایات حدیث درج کی جائیں گی اور ارشاداتِ محدثین، مفسرین اور علمائے امت نقل کئے جائیں گے جن سے توسل و نداء، استغاثہ واستمداد اور مزاراتِ مقدسہ سے حصولِ فیوض و برکات اور حاجت روائی کا ناقابلِ تردید ثبوت بہم پہنچتا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ روایات، حدیث اور ارشاداتِ بزرگانِ دین نقل کئے جائیں گے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ کے ان مندرجہ بالا فتاویٰ اور ان کے عقائد کی تردید خود وہابیہ کی تحریروں سے ہی کر دی جائے۔

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے: "اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔" الخ اور پھر لکھا ہے "اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔" الخ

پس اگر تقویۃ الایمان میں مندرج فتاویٰ صحیح مانے جائیں تو اپنے فتاویٰ کے بموجب،

اسمٰعیل دہلوی خود کافر و مشرک اور ابوجہل کے برابر ٹھہرتا ہے!

اس لئے کہ یہی اسماعیل دہلوی اپنی دوسری کتاب صراطِ مستقیم صفحہ ۶۶ میں لکھتا ہے

"مقامات ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت عہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشان است و در سلطنت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سلاطین و امارت امراء ایشان را دخلے است کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست"۔۔۔
مقامات ولایت بلکہ ساری خدمات مثلاً قطبیت و غوثیت اور ابدالیت وغیرہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ مبارک سے لے کر قیام قیامت تک سب انہیں (حضرت علیؓ) کے واسطہ سے (حاصل ہوتے) ہیں اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امراء کی امارت میں آپ کو وہ دخل (قوت تصرف حاصل) ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں"۔

اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں جملہ انبیائے کرام علیہم السلام بشمول سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے متعلق لکھتا ہے کہ اللہ صاحب نے کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی۔ قوت تصرف بہ عطائے الٰہی ثابت کرنے کو بھی کفر و شرک ٹھہراتا ہے اور صراط مستقیم میں خود اسی کفر و شرک کا ارتکاب کر رہا ہے کہ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کے لئے یہاں تک تصرف، دخل اور اختیار مانا کہ کسی کو مقامات ولایت پر فائز کرنا اور کسی کو قطب، غوث اور ابدال بنانا، کسی کو بادشاہ بنانا، بادشاہت سے ہٹانا، کسی کو امیر کر دینا، کسی سے امارت چھین لینا سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اب ان سے پوچھئے کہ حضرت علی کو یہ دخل یعنی قوت تصرف خود بہ خود حاصل مانتا ہے یا بہ عطائے الٰہی بہرحال اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان کی رو سے مشرک اور ابوجہل کے برابر ٹھہرتا ہے یا نہیں؟ اس پر غور فرمائیے۔!

لیجئے اب اسی تقویۃ الایمان کے مصنف اسماعیل دہلوی کی تصنیف صراط مستقیم کی ایک دو عبارتیں اور دیکھ لیجیے۔ صراط مستقیم صفحہ ۳۶ میں لکھتا ہے "۔ اکابر ایں فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ شدہ در اجزائے آں میکوشند معدود اند" شہداء اور اولیاء اللہ ان ملائکہ مدبرات الامر میں شامل ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تدبیر امور اور اس کے جاری کرنے میں کوشاں ہیں"۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہاں اس نے مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو دنیا کے جملہ معاملات کی تدبیر کرنے والوں اور امور تدبیر کے جاری کرنے والوں ملائکہ مدبرات الامر[1] میں شمار کر کے انہیں متصرف فی الاکوان تسلیم کیا اور پھر صراط مستقیم صفحہ ۱۲۱ پر یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

"ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت مے باشند وایں کبار اولی الایدی والابصار رامیرسد کہ تمامی کائنات رالبسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں رامے رسد کہ بگویند کہ ازعرش تا فرش سلطنت ماست۔"
اس بلند منصب کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف کرنے کا اذن عام ہے ایسے بڑی قدرت اور وسیع علم رکھنے والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں اور کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت (اور حکومت) ہے۔"

ناظرین! یہ وہی امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی ہے جو تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے اور بڑے بے ادب اور توہین آمیز پیرایہ میں لکھتا ہے "جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۱)

نیز تقویۃ الایمان میں لکھا ہے "رسول کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا" وغیرہ وغیرہ اور یہاں صراطِ مستقیم میں اس نے اپنی تقویۃ الایمان کی مکمل تردید کر کے رکھ دی ہے۔ اب ناظرین تعصب سے دور رہ کر خود ہی انصاف کریں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست!

لیجئے اب آپ روایات حدیث ملاحظہ فرمائیں جن سے توسل ندا، استغاثہ، استمداد، مزاراتِ مقدسہ کی حاضری کا نہ صرف جواز بلکہ سنتِ صحابہ علیہم الرضوان

---

[1] مدبرات الامر کا مفصل بیان تنویر الایمان جلد دوم میں ملاحظہ کریں۔ (مؤلف)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہونا ثابت ہے۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس کی حاضری اور آپ سے

فریاد و استغاثہ کرنا سنت صحابہ علیہم الرضوان ہے

تفسیر مدارک التنزیل اور مصباح الظلام اور جذب القلوب میں حضرت مولیٰ علی مشکل کشاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے تین روز بعد ایک اعرابی نے آپ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر روضۂ اطہر پر گرا دیا اور خاک میں لوٹنے لگا اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور منجملہ اس کے کہ آپ پر نازل ہوا (قرآن مجید) اس میں یہ آیت ہے: وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَکَ بیشک تیری مغفرت کر دی گئی۔

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ اوّل یہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری کے لئے جانا سنت صحابہ علیہم الرضوان ہے نہ کہ وہابیہ کے کہنے کے مطابق شرک و ناجائز۔ دوم یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی رحلت کے بعد یا رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہہ کر ندا کرنا سنتِ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور وہابیہ اس کو بھی شرک صریح قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا وہابیہ کے اس عقیدہ کی اس حدیث سے تردید ہو گئی۔ سوم یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے اپنی حاجت عرض کرنا اور یوں عرض کرنا کہ ہماری حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں سنتِ صحابہ (علیہم الرضوان) ہے اور وہابیہ اس کو بھی ناجائز اور شرک ٹھہراتے ہیں۔ پس اسی حدیث سے ان کے اس فتویٰ کا باطل اور مردود ہونا ثابت ہوا۔ چہارم یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں، زائرین کو جانتے پہچانتے ان کی فریادوں کو سنتے، قبول فرماتے اور خوش نصیبوں کو بشارت سے بھی نوازتے ہیں۔

اور دریدہ دہن وہابیہ ان تمام باتوں کا انکار کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام کو کفار و مشرکین کے بتوں کی طرح جانتے اور انہیں من دون اللہ قرار دے کر من لایستجیب لہٗ الیٰ یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔ کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وُے ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔" بتوں کے حق میں وارد آیت مبارکہ کے مصداق ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ اس حدیث اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فریاد کرنے والوں کی فریادوں کو سُنا۔ قبول فرمایا۔ قبولیت کی بشارت سے پکارنے والوں کو نوازا اور نیز یہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فریادیوں کی فریاد سے غافل نہیں ہیں۔ مگر اس کے باوجود گستاخ نجدی وہابی اپنی ہٹ پر قائم ہیں (نعوذ باللہ من ھفوات الوہابیہ) پس اس حدیث سے ان کی تمام بک بک جھک جھک کی مکمل تردید ہو گئی۔ (فالحمدللہ علیٰ ذالک)

پنجم یہ کہ جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری دنیاوی زندگی میں آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر اپنی حاجت روائی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کرنے کی التجا کرنا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک۔ الآیۃ۔ فرمانِ الٰہی کے مطابق تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد بھی آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کی طرف متوجہ ہو کر آپ کو مخاطب کر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کہہ کر اپنی حاجت روائی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کرنے کی التجاء کرنا فرمانِ الٰہی کے مطابق جائز اور سنت صحابہ علیہم الرضوان ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے عمل سے اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر و تشریح فرما دی ہے۔

مگر وہابیہ کو قرآن مجید میں یہ آیۃ مبارکہ نظر نہیں آتی اور نجدی وہابی اپنے قول و فعل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کے مصداق بنتے ہیں کہ یقرءون القرآن ولا یجاوز حناجرھم یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر حاضر ہو کر ندا و فریاد کرنا

سنتِ صحابہ علیہم الرضوان ہے

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانۂ خلافت میں قحط پڑا ایک شخص روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا۔ یا رسول اللہ! آپ کی امت قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ اپنی امت کی خاطر اللہ تعالٰی سے بارش طلب فرمائیں۔ اس کے بعد اس شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا۔" اس کی شرح شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "یہ نوع توسل طلب دعا ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالےٰ و تقدس سے
عرض کر کے اس حاجت کو روا کروا دیں جیسا کہ حیاتِ ظاہری میں ہوا کرتا تھا۔
چنانچہ مضمون روایت یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی
ھٰذہٖ لتقضی لی اس بات کا مشعر ہے۔ فافہم (جذب القلوب) نیز اس
حدیث کو بیہقی نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار سے روایت فرمایا اور
حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فتح الباری ص ۵۴۳ ج ۲۔ میں تصریح فرماتے ہیں کہ روضۂ نبوی
پہ حاضر ہونے والا بلال بن حارث صحابی تھا۔ اس حدیث سے بھی اس سے پہلی
حدیث کی طرح پانچوں امور ثابت ہوئے۔ مگر افسوس کہ منکرین وہابیہ کی سمجھ میں کچھ
نہیں آتا اللہ ہدایت دے۔ آمین۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ و صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ و عمل

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف باب الکرامات۔ ایک دفعہ مدینہ میں بارش بند ہو گئی اور قحط
پڑ گیا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی
آپ نے فرمایا:۔ اُنظروا قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاجعلوا
منہ کوی الی السماء حتی لایکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا
فمُطِروا مَطراً حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت من الشحم
فسمی عام الفتق۔ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضری دو اور حجرۂ مبارک کی چھت میں ایک دریچہ کھول دو کہ روضۂ اقدس اور
آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ لوگوں نے تعمیل کی تو فوراً بارش آ گئی اور اس
قدر بارش ہوئی کہ گھاس وغیرہ اُگ آیا اور اُونٹ اس طرح موٹے تازے ہو گئے کہ
گویا چربی سے بھر گئے ہیں۔ قحط دور ہو کر اس قدر ارزانی ہوئی کہ اس سال کا نام
عام الفتق پڑ گیا۔ یعنی ارزانی و خوشحالی کا سال اس حدیث کی شرح میں شیخ عبد الحق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :"یہاں پر ایک بات سمجھنی چاہیئے۔ وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اس میں ایک رمز ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دعا و سوال اللہ تبارک و تعالٰی کی بارگاہ میں موجب فتح باب مطلوب ہے اور اسی قبیل سے ہے۔ سائل کا سوال جو کہ اس نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اسئلك مرافقتك فی الجنۃ۔ یا رسول اللہ! میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں"۔ یعنی حجرہ مبارک کی چھت میں کھڑکی کھولنے میں راز یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں زبانِ حال سے بارش نہ ہونے کی شکایت عرض کی جائے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) دیکھ لیجئے کہ آسمان پر کوئی بادل نہیں ہے اور یہ سوال براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھا۔ پس آپ نے فریادیوں کی فریاد قبول فرما کر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں شفاعت فرمائی اور اللہ تعالٰی نے آپ کے وسیلے سے اس قدر بارش برسائی کہ قحط کا نام و نشان نہ رہا اور لوگ خوشحال ہو گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی مشکلات اور حاجات اور دعاؤں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد بھی آپ کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك۔ الآیۃ کے حکم میں داخل اور تعمیل حکم الٰہی ہے۔ اور قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان اس عقیدہ پر یقین محکم رکھتے تھے کہ آپ کے وسیلہ سے مشکلات حل ہوتی، حاجات پوری ہوتی اور دعائیں قبول ہوتی ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے براہِ راست اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں قحط کی شکایت نہ کی اور اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بارگاہ میں بصورتِ وفد شکایت لے کر حاضر ہوئے۔ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قرآن مجید کی اِن آیاتِ مبارکہ کا علم نہ تھا اُجیبُ دَعوۃ الداع اذا دعان اور ادعونی استجب لکم اور دوسری وہ آیات جنہیں منکرینِ وسیلہ نجدی وہابی پیش کیا کرتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں اور پھر حضور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہ آیات صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یاد نہ دلائیں اور یوں نہ فرمایا کہ تم براہ راست اللہ تعالیٰ سے کیوں سوال نہیں کرتے۔ میری خدمت میں کیوں آئے ہو۔ اس کے بجائے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روضۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہونے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ صحابہ علیہم الرضوان نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فریادی صحابہ کی فریاد کو شرف قبولیت بخشا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے قحط کو دور فرما دیا۔ تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہدایت کے ستارے توحید کے قائم کرنے والے اور کفر و شرک کے مٹانے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فریادیوں کی فریاد کو سنتا اور دعاؤں کو قبول فرماتا ہے مگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں، آپ کے وسیلے سے، نیز ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمز شناس رسول جانتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقہ میں مخلوق کی مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی رضا مطلوب ہے اور وہ اپنے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش کو پورا کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ چنانچہ بخاری شریف صفحہ ۷۰۶ جلد ۲ اور مسلم شریف صفحہ ۴۷۳ جلد ۱ پر ہے کہ:۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کر دیا تھا: ما اریٰ ربک الا یسارع فی ھواک"

یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی و شتابی کرتا ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس عقیدہ کو قبول فرمایا رد نہ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں تھا جو کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا: رسول کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چاہے سے کچھ نہیں ہوتا" پس وہابیہ کے عقائد کا مردود اور باطل ہونا ثابت ہوا۔ نیز معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیاوی حالات اور مخلوق کے احوال سے بے خبر اور لاعلم نہیں جانتے تھے بلکہ صحابہ علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعد رحلت بھی جملہ احوال کی خبر ہے۔ سب حالات ملاحظہ فرما رہے ہیں اور فریادوں کو سنتے ہیں۔

محدثین کا روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو کر ندا اور استغاثہ کرنا اور فوراً مراد پانا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔

امام ابوبکر بن مقری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں اور محدث طبرانی اور ابوالشیخ تینوں حرم شریف نبوی میں تھے کہ بھوک نے ہم پر غلبہ کیا اور اسی حالت میں دو دن گذر گئے جب عشاء کا وقت ہوا تو میں نے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر حاضر ہو کر صرف اتنا عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! اَلْجُوْعُ (یا رسول اللہ! بھوک لگی ہوئی ہے) اور اس کے علاوہ کوئی کلمہ نہ کہا اور چلا آیا۔ پس میں اور ابوالشیخ سو گئے اور محدث طبرانی انتظار میں جاگتے رہے۔ ناگاہ ایک مرد علوی نے دروازہ کھٹکھٹایا اس کے ہمراہ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی کھانے سے بھری ہوئی، ہم نے دروازہ کھول دیا۔ وہ آیا، بیٹھ کر کھانا ہمارے آگے رکھا اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوا اور جو کچھ بچ گیا ہمارے پاس چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:۔

اے قوم! شاید تم نے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے کی کہ اس وقت میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ ان لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھوک کی شکایت سُن کر روٹی عنایت فرمائی

حضرت ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول میں آیا تو مجھ پر ایک دو فاقے گذرے۔ میں نے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی: اَنَا ضَیْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) میں آپ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد میں سو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے ہاتھ میں ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی روٹی میں نے خواب میں کھائی اور بیدار ہوا تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ (جذب القلوب)

میں نے روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو کر فریاد کی اور حضور نے مجھے نقد پیسے عطا فرمائے

احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں جنگلوں گھوما یہاں تک کہ میرے بدن کا چمڑہ پھٹ گیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا اور مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور دونوں صاحبان حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر سلام بھیجا۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے فرماتے ہیں: اے احمد! تو آیا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے عرض کی: "انا جائع فے ضیافتك یارسول اللہ۔ یارسول اللہ صلی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعالٰی علیہ وسلم) میں آپ کی ضیافت میں بھوکا ہوں۔ آپ نے فرمایا "اپنا ہاتھ کھول" میں نے ہاتھ کھولا۔ آپ نے چند درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ میں بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں نے بازار میں جاکر فلیرہ اور فالودہ خرید کر کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا۔

(جذب القلوب)۔

سلف صالحین کا روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریاد و استغاثہ کرنا

امام محمد بن منکدر محدث رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ:۔
ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی (۸۰) دینار امانت رکھ کر جہاد کو چلا گیا اور اذن دے گیا کہ اگر تم کو ضرورت پڑے تو اس میں سے خرچ کرنا۔ میرے والد نے وہ سب دینار اپنی ضروریات میں خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا، اور اس نے اپنے دینار طلب کئے تو میرا والد ان کے ادا کرنے سے عاجز ہوا۔ پس میرے والد نے اس شخص سے کہا کہ تو کل آنا، رات کو میرا والد مسجد نبوی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میں گیا اور نہایت اضطراب سے کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ممبر شریف کے مقام پر حاضر ہو کر اور کبھی روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر آپ سے استغاثہ اور فریاد کرتا۔ ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی (۸۰) دینار کی تھیلی میرے والد کے ہاتھ میں دے کر چلا گیا۔ انہوں نے صبح یہ اسی (۸۰) دینار اس شخص کو ادا کئے اور زحمت مطالبہ سے خلاصی پائی۔ (جذب القلوب)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند آواز سے وعلیک السلام

فرمایا اور ہاتھ مبارک روضۂ انور سے باہر نکال کر

نوّے ہزار حاضرین کو دیدار بخشا

حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ العزیز ۵۵۵ھ ہجری میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری کے لیے گئے تو گنبد خضرا کے قریب پہنچ کر آپ نے بلند آواز سے عرض کیا السلام علیک یا جدّی۔ فوراً روضۂ انور سے ندا آئی وعلیک السلام یا ولدی۔ یہ آواز سن کر آپ وجد میں آگئے۔ تمام حاضرین نے اس "سلام" کے جواب کو سنا۔ آپ نے روتے ہوئے یہ دو شعر بارگاہ رسالت میں پڑھ کر عرض کئے۔

فِی حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا

قَبِّلَ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ

وَھٰذِہٖ دَوْلَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ

فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

ترجمہ:۔ جدائی (دوری) کی حالت میں تو اپنی روح کو روضۂ مطہرہ پر بھیجتا تھا تاکہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرے اور جب کہ یہ دولتِ دیدار مجھے اصالتاً حاصل ہے تو آپ اپنا ہاتھ مبارک دیجئے تاکہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں۔ اسی وقت مزار مقدس سے ہاتھ باہر نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا اس وقت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روضۂ مقدس پر تقریباً نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) عاشقانِ جمالِ محمدی و مشتاقانِ روضۂ نبوی کا مجمع تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کی زیارت کی، اس وقت حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر بزرگ بھی موجود تھے (بنیان المشید ص ۸)

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور محدثین، علمائے امت اور بزرگانِ دین اور سارے مسلمان سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے حاضری کو موجب سعادت جانتے اور دور دراز سے سفر کرکے پہنچتے رہے ہیں اور آپ سے توسّل اور فریاد و استغاثہ کرتے رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فریادیوں کی فریاد سنتے ہیں، سوالیوں کے سوال پورے فرماتے ہیں۔ سلام کا جواب بلند آواز سے دیتے ہیں اور خوش نصیبوں سے ملاقات بھی فرماتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حاضرین سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک فرماتے ہیں۔

مگر قربان جائیے۔ نجدیہ وہابیہ کے مولوی صاحبان کے فہم قرآنی اور حدیث دانی پر کہ ان کی نظر پھر گھر کر ان آیات اور احادیث پر ہی آکر ٹکتی ہے جس میں مشرکین کی مذمت اور بتوں کی تردید ہے۔ کیونکہ انہیں اور تو کچھ سجھائی نہیں دیتا اور پھر مشرکین کے مقام میں تمام مسلمانوں کو اور بتوں کی جگہ حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے امّت کو شمار کر لیا اور اندھا دھند فتویٰ بازی شروع کر دی۔ یہ لوگ اپنی خانہ ساز توحید کے زعم باطل میں یہ تک نہیں سوچتے کہ ہماری اس فتویٰ بازی کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے۔

وہابیہ کی کج فہمی غلط بیانی اور قرآن دانی کا نمونہ ملاحظہ ہو

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں پہلے ایک عنوان فاسد جماتا ہے۔ "پکار صرف اللہ ہی سن سکتا ہے"۔ پھر اس کے تحت آیۃ مبارکہ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن دعائهم غافلون (پ۲۶ س احقاف) لکھ کر ترجمہ میں ہیر پھیر کرتے ہوئے
آیۂ مبارکہ کا ترجمہ یوں بناتا ہے "فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ احقاف میں
اور کون زیادہ گمراہ ہو گا، اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو
کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے
غافل ہیں۔" یدعوا کا ترجمہ پکارتا ہے کیا۔ اس کے علاوہ سارے وہابی یہی ترجمہ کرتے
ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی اصطلاح میں یدعوا، یعبد کے معنیٰ میں آتا ہے یعنی عبادت
کرتا ہے، چنانچہ جہاں جہاں بتوں کے پجاری مشرکین کی مذمت اور تردید میں یدعوا،
یدعون، دعائهم وغیرہ الفاظ آیات میں وارد ہیں۔ ان کے معنی مفسرین کرام
اور علمائے حق نے یعبد، یعبدون، تعبدون، عبادتہم کے مراد لئے اور بیان کئے
ہیں، مگر اس کے برخلاف وہابی صاحبان ان الفاظ کے معنے پکارتا ہے، پکارتے ہیں،
پکارتے ہو۔ ان کی پکار کرتے ہیں تاکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام کو بتوں، جنوں،
بھوتوں اور شیطانوں کی فہرست میں شمار کر سکیں۔ اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے
اسماعیل دہلوی نے یدعوا کا ترجمہ پکارتا ہے کیا اور پھر اس معنے کے لحاظ سے آیۂ مبارکہ
کا ترجمہ کر کے یہ مطلب نکالا کہ "شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ ایسے قادر کریم
کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں کہ اوّل تو وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے
کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔
اور پھر "ف" (فساد کی) لگا کر اس کی تشریح فاسد یوں کرتا ہے "اس آیت سے
معلوم ہوا کہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دُور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے
ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روائی
کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت
نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ
سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا
سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سُن لیتے ہیں۔ جب ہی ان کو اس طرح سے پکارا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حالانکہ اللہ صاحب نے اس آیۃ میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں"۔ انتہیٰ کلامہٗ۔

ناظرین وہابیہ کے ترجمہ و مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے صحیح ترجمہ و مفہوم ملاحظہ کریں اور ان کی ہیرا پھیریوں کی داد دیں۔ طوالت سے بچنے کے لئے صرف ایک تفسیر جلالین شریف میں سے اس کا ترجمہ و تشریح نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں: والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ ملاحظہ ہو تفسیر جلالین (پ ۲۶ س احقاف) ومن استفہام بمعنی النفی ای لا احد۔ اضل ممن یدعوا۔ یعبد۔ من دون اللہ۔ ای وغیرہ من لا یستجیب لہٗ الیٰ یوم القیٰمۃ وھم الاصنام لا یجیبون عابدیھم الیٰ شیئٍ یسئلونہٗ ابدا۔ وھم عن دعائھم عبادتھم۔ غافلون۔ لانھم جمادٌ لا یعقلون۔

ترجمہ:۔ "ومن استفہام" ہے نفی کے معنیٰ میں یعنی کوئی نہیں ہے زیادہ گمراہ اس شخص سے جو کہ عبادت کرتا ہے غیر اللہ کی جو کہ نہ قبول کرے گا اس کی عبادت کو قیامت تک اور یہ غیر اللہ اصنام یعنی بت ہیں جو کہ اپنے پوجنے والوں کے کسی بھی سوال کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ درآں حالیکہ یہ بت اپنے پجاریوں کی عبادت سے ہی غافل ہیں اور یہ اس لئے کہ یہ (بت) جماد ہیں عقل کا مادہ نہیں رکھتے"۔

جلالین شریف کی تفسیر سے واضح ہے کہ یہ آیۃ مبارکہ بت پرستوں کی مذمت اور بتوں کی تردید میں وارد ہے اور "یدعوا" سے مراد "عبادت کرتا ہے" ہے نہ کہ پکارتا ہے، جو کہ وہابیہ کا بیان ہے اور یہ ہے بھی حقیقت کہ بت جو کہ جماد ہیں دیکھنے، سننے، قبول کرنے، بولنے اور جواب دینے کی مطلقاً صلاحیت نہیں رکھتے کہ ان میں حیات ہونے کا وصف نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بتوں کی حقیقت بیان فرما کر بت پرستوں کی مذمت کی اور انہیں گمراہ قرار دیا ہے مگر نجدی وہابی ہیں کہ آیاتِ قرآنی کے معنیٰ بگاڑ کر غلط مفہوم نکال کر کھینچ تان کر بتوں کا مقام اُن نفوسِ قدسیہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام قدسنا اللہ باسرارھم کو دیتے ہیں جو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلافتِ الٰہیہ کے بلند مقامات پہ فائز ہیں اور جن کے متعلق قرآن مجید اور احادیث سے ثابت اور مبرہن ہے کہ اس جہانِ فانی سے رحلت فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حیات ہیں اور ان کی یہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا اکمل و اعلیٰ اور اقویٰ ہے۔ زائرین کو پہچانتے، سلام و کلام کو سنتے اور جواب دیتے، فیض پہنچاتے اور سائلین کے سوالوں کو قبول فرماتے اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور جب یہ حقیقت ظاہر ہے تو پھر ان نفوسِ قدسیہ کو آیۃ مبارکہ من لا یستجیب لہٗ الیٰ یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون کے مصداق ٹھہرانا بجائے خود فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ الآیۃ۔ کے مصداق اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا اور سب سے بڑا ظالم بننا ہے۔ پھر اس کے علاوہ یہ بات کہ یہ آیت مبارکہ معبودانِ باطل کی عبادت کرنے والوں کی مذمت میں ہے اور وہابیہ مسلمانوں پہ بہتان لگاتے ہیں کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام کی عبادت کرتے ہیں لہٰذا مشرک ہیں۔ ماشا وکلاّ مسلمانانِ اہلِ سنت و جماعت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا اولیاء عظام یا مخلوق میں سے کسی کو نہ معبود جانتے ہیں اور نہ ہی غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو خدا کی خدائی میں دخیل و شریک جانتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتے ہیں۔ پھر وہابیہ کا صحیح العقیدہ مسلمانانِ اہلِ سنت و جماعت کو غیر اللہ کی عبادت کرنے والے قرار دینا اور انہیں مشرکین اور کفار کے زمرہ میں داخل کرنا سراسر جہل، تعصب اور ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ اس کے علاوہ۔

مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے اور تنقیصِ شانِ رسالت

کیلئے وہابیہ کا ایک اور طریقہ

یہ بھی ہے کہ امت کے مسلمہ عقائد کی تردید میں ان آیاتِ قرآن اور روایاتِ حدیث

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے استدلال کرتے ہیں جو منسوخ ہیں اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ معانی و مفہوم کو بھی بدل دیتے ہیں۔ اسی طریقہ پر عمل کرتے ہوئے امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں مشکوٰۃ شریف سے یہ حدیث نقل کی :۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم۔ اس کا ترجمہ لکھا :" کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں۔ پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے "

پھر اس کی تشریح میں لکھا " یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲) اور اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے جناب ماہر صاحب نے رسالہ " فاران "، توحید نمبر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے علم اور بے اختیار محض ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آیۃ مبارکہ کو بطور دلیل نقل کیا " قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم "۔ پھر اس کے ترجمہ میں لکھا " تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور تمہارے ساتھ بھی کیا ہونے والا ہے "۔ پھر ایک دوسری آیۃ مبارکہ نقل کرکے اس کی تشریح کرنے کے بعد لکھا " جب نفع و نقصان کا اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی مالک نہیں ہے اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تک اس معاملہ میں اپنے عجز و عدم اختیار و قدرت کا اظہار کرتے ہیں تو پھر نبی اور رسول سے بڑھ کر ایسا کون اللہ کا پیارا اور چہیتا ہے جسے ہم اللہ کے دیئے ہوئے خزانوں کا مالک، انسانوں کے نفع و نقصان کا مختار اور احوال کائنات میں متصرف مان لیں۔ اگر کوئی انبیاء، اولیاء اور صلحائے امت کے بارے میں ایسے عقائد رکھتا ہے تو اللہ کی کتاب کی کھلی ہوئی خلاف ورزی کرتا ہے اور قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء سے اس کی عقیدت، عشق و محبت اور نیاز مندی کے یہ دعوے اس کے منہ پر مار دیئے جائیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گے۔ (فاران۔ توحید نمبر صفحہ ۹)

انہی کی طرح دوسرے وہابی صاحبان بھی اس آیۃ مبارکہ اور حدیث شریف سے وہابیانہ عقائد کے ثبوت میں استدلال کیا کرتے ہیں اور سیدھے سادے کم علم مسلمان مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں۔ لیجئے ان کے اس استدلال کی حقیقت دیکھئے اور ان کی دیانت کی داد دیجئے۔ اوّلاً ترجمہ کے متعلق وضاحت کروں گا اور پھر شانِ نزول اور اس کی تفسیر جو مفسرین نے بیان کی ہے نقل کروں گا تاکہ دونوں حیثیتوں سے آپ پہ حقیقت منکشف ہو۔

(۱) ملاحظہ ہو فقہ کی مشہور و مستند کتاب (الرد المختار جلد اوّل صفحہ ۹)

رد الدراية) بالرفع عطفا عن الاشبه اى الراجع من جهة الدراية ادراك العقل بالقياس على غيره۔ یعنی درایۃ کا مطلب ہے از روئے عقل، اٹکل اور قیاس کے جاننا۔ پس لا ادری یا ما ادری کے معنی ہوئے میں از روئے قیاس یا اٹکل کے طور سے نہیں جانتا اور ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کا ترجمہ یہ ہوا کہ جو کچھ میرے ساتھ ہونے والا ہے اور جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اس کو میں اٹکل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہو سکے بلکہ میں ان امور کو وحیِ الٰہی سے جانتا ہوں یعنی جو کچھ میرے اور تمہارے ساتھ اللہ تعالٰے معاملہ کرے گا۔ اس کو میں اللہ تعالٰے کے دیئے ہوئے علم کی بنا پر یقینی طور سے جانتا ہوں۔

(۲) حضرت ملّا عبد الرحمٰن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "ناسخ و منسوخ" میں فرماتے ہیں۔

قولہ تعالٰے ما ادری ما یفعل بی ولا بکم نسخ بقولہ تعالٰی انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ یعنی۔ آیۃ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اس آیۃ انا فتحنا لك الآیۃ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ نیز تفسیر خازن میں ہے، ولما نزلت هذه الآية فرح المشركون فقالوا واللات والعزى ما امرنا و امر محمد الا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واخذا و ماله علینا من مزیة وفضل لولا انه ما ابتدع مایقوله لاخبره الذی بعثه بما یفعل به فانزل الله عزوجل لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك الآیة فقالت الصحابة ھنیئا لك یا نبی الله قد علمت ما یفعل بك فماذا یفعل بنا فانزل الله لیدخل المومنین والمومنت جنت الآیة وانزل وبشر المومنین بان لهم من الله فضلا کبیرا وھذا قول انس وقتادة وعکرمة قالوا انما ھذا قبل ان یخبر بغفران ذنبه عام الحدیبیة فنسخ ذالك - جب یہ آیتہ (ما ادری ما یفعل بی ولا بکم) نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی قسم ہمارا اور محمد ﷺ کا تو یکساں حال ہے۔ ان کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں، اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتا ہوتا تو اس کو بھیجنے والا خدا اسے بتا دیتا کہ اس سے کیا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے لیغفر لك الله ما تقدم الآیۃ۔ نازل فرمائی۔ پس صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی یارسول اللہ (علیہ الصلوۃ والسلام) آپ کو مبارک ہو۔ آپ نے تو جان لیا جو آپ کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا (اب ہمیں بھی بشارت دیجئے) کہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا، تو یہ آیت نازل ہوئی: لیدخل المومنین والمومنت جنت۔ الآیۃ۔ داخل فرمائے گا اللہ مسلمان مرد اور عورتوں کو جنتوں میں، اور یہ آیتہ اتری وبشر المومنین بان لھم من الله فضلا کبیرا۔ اے میرے حبیب مومنوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ یہ حضرت انس اور حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا ارشاد ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیتہ (ما ادری ما یفعل بی ولا بکم) اس سے قبل نازل ہوئی تھی جبکہ صلح حدیبیہ کے سال میں اللہ تعالیٰ نے لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك۔ الآیۃ۔ نازل فرما کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو (بذریعہ وحی) مطلع فرمایا۔ پس یہ آیتہ (ما ادری ما یفعل بی ولا بکم) منسوخ ہوگئی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور تفسیر صاوی صفحہ ۹۳ جلد ۴ میں اسی طرح کے بیان کے بعد فرمایا فماخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتیٰ اعلمہ اللہ فی القرآن مایحصل لہٗ وللمومنین والکافرین فی الدنیا والآخرۃ اجمالاً و تفصیلاً۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے آپ کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اجمال اور پوری تفصیل کے ساتھ وہ سب بتا دیا جو کہ آپ سے اور مومنین کے ساتھ اور کافروں کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ہونے والا ہے۔"

ناظرین! صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مفسرین و علمائے عظام کی مندرجہ بالا توضیح و تشریح کو غور سے پڑھیں اور پھر نام نہاد موحدین وہابیوں کے فتویٰ کو دیکھیں جو کہتے ہیں "جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا"۔ معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا راستہ ہی الگ ہے۔ نیز آپ دیکھئے کہ یہ لوگ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خواہ مخواہ مشرک ٹھہرانے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کی خاطر کس کس طرح پاپڑ بیلتے ہیں۔ آیاتِ قرآن اور روایات حدیث کے معانی من گھڑت بناتے اور منسوخ شدہ آیات و روایات چن کر تلاش کر کے لاتے ہیں۔

نیز یہ بات قابلِ غور ہے کہ جب آیۃ مبارکہ ما ادری مایفعل بی ولا بکم نازل ہوئی تو مشرکین اور منافقین نے کہا کہ جس طرح ہمیں اپنی عاقبت کی خبر نہیں اسی طرح محمد (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کو بھی خبر نہیں اور اس امر میں ہم اور محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) برابر ہیں مگر جب یہ آیۃ مُبارکہ انا فتحنالک فتحامبینا الآیۃ نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں مشرکین و منافقین کا منہ بند ہو گیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خوش کر آپ کو مبارکباد دے کر آپ سے اپنی عاقبت کے متعلق سوال عرض کیا تو لیدخل المومنین والمومنٰت جنّٰت الآیۃ اور بشّر المومنین الآیۃ۔ کے نزول کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان مطمئن ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مفسرین و علمائے عظام امت کا عقیدہ آپ تفسیر خازن اور تفسیر صاوی سے ملاحظہ کر چکے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف اپنے متعلق بلکہ جملہ مومنین اور کفار کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ہونے والے معاملہ سے اجمالاً وتفصیلاً بفضلہٖ تعالےٰ باخبر ہیں مگر وہابی صاحبان ہیں کہ وہ آج تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مشرکین و منافقین والے اسی عقیدہ پر مستحکم ہیں کہ حضورؐ کو نہ اپنی عاقبت کے متعلق علم ہے نہ کسی دوسرے کی عاقبت کا اور اپنے اس عقیدۂ باطل کے ثبوت میں اسی منسوخ شدہ آیۃ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور حدیث :- واللہ لا ادری واللہ لا ادری (الحدیث) کو پیش کئے جا رہے ہیں، اور انہیں اصرار ہے کہ مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت بھی اس عقیدہ میں ان کے ہمنوا ہو جائیں۔ یعنی کہ ؎

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

ان سے پوچھئے تو سہی کہ کیا تمہیں قرآن مجید میں وہ آیات دکھائی نہیں دیتیں جن سے تمہارے ان عقائدِ فاسدہ کی تردید ہوتی ہے اور کیا انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد مبارک حدیث کی کتاب میں آج تک نظر نہیں آیا :-

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی (ملاحظہ ہو سنن دارمی و ترمذی شریف صفحہ ۲۰۱ جلد ۲)

ترجمہ :- میں سب سے پہلے روضۂ انور سے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضرِ بارگاہ ہوں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ نا امید ہوں گے۔ عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہیں اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۰ جلد ۴ میں الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی کے ترجمہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے "بزرگی وادن وکلید ہائے بہشت و ابواب رحمت آں روز بدست من است" بزرگی دنیا اور جنت اور رحمت کے دروازوں کی چابیاں اس (حشر کے) دن میرے ہاتھ (یعنی قبضہ) میں ہیں۔

اور حافظ ابن حجر مکی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے الجوہر المنظم صفحہ ۴۲ میں فرمایا انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہٖ وموائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہٖ یعطی منہا من یشآء ویمنع من یشآء۔ بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانوں اور اپنی نعمتوں کے خوان آپ کے دستِ کرم (یعنی آپ کے قبضہ واختیار) میں دے دیئے ہیں اور آپ کے ارادہ کے تحت فرما دیئے ہیں۔ آپ (ان خزانوں اور نعمتوں میں سے) جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔

ترمذی شریف صفحہ ۲۰۱ جلد ۲ میں ایک روایت کے آخر میں ہے۔ فرمایا رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذا کان یوم القیامۃ کنتُ امام النبیّین وخطیبھُم وصاحب شفاعتھم غیر فخر۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۱ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ انا اوّل من تنشقّ عنہ الارض فاُکسٰی الحُلّۃ من حُلَلِ الجنّۃ ثمّ اقُومُ عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذالک المقام غیری۔

ترجمہ:۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ میں تمام انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا پیشوا ہوں گا اور ان کا خطیب ہوگا اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں بغیر فخر کے۔ یعنی میرا یہ ارشاد فخر یہ نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت اور تحدیث نعمت کے لئے ہے اور فرمایا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں وہ پہلا ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی اور مجھے جنتی حُلّہ پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور اس مقام پر میرے بغیر مخلوقات میں سے کوئی نہ پہنچے گا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۱۰۸ اور ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۴۳ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں اس مضمون کی روایات بھی وہابیہ کو دکھائی نہیں دیتیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قیامت کے دن جب لوگ پریشان اور غمگین ہوں گے تو اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں شفاعت کرانے کی خاطر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کرکے طالبِ شفاعت ہوں گے۔ آپ جواب میں فرمائیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ میرا یہ مقام نہیں کہ تمہارے لئے شفاعت کروں اور فرمائیں گے نوح (علیہ السلام) کی خدمت میں جاؤ۔ حضرت نوح (علیہ السلام) بھی جواب دیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ اور فرمائیں گے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ لوگوں کو یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا لَسْتُ هُنَاكُمْ اور انہیں حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے کا ارشاد فرمائیں گے۔ وہاں سے یہی جواب پاکر آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں حاضر ہو کر طالبِ شفاعت ہوں گے۔ حضرت عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرمائیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ میرا یہ مقام و منصب نہیں ہے لیکن تم لوگ (حضرت) محمد (رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر طلب شفاعت کرو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر لوگ میری خدمت میں حاضر ہوں گے تو میں فرماؤں گا اَنَا لَهَا ہاں میرا منصب ہے میں تمہاری شفاعت کرتا ہوں۔ پھر باذن اللہ تعالٰی بارگاہِ الٰہی میں لوگوں کی شفاعت کروں گا اور لوگوں کو پریشانی اور مصیبت سے نجات دلاؤں گا اور دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق کے حالات اور احوال

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا علم ہے اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے بہرہ ور ہونے کے لئے مخلوقِ خدا۔ رسولِ خدا (صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) کے فضل و کرم کی محتاج ہے ورنہ غور تو کیجیے۔ اللہ تعالٰے دیکھ رہا ہوگا کہ مخلوق مصیبت میں گرفتار اور پریشان ہے مگر انہیں مصیبت سے نجات نہ دے گا۔ یہاں تک کہ لوگ جلیل القدر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں پھرتے پھرتے اللہ تعالٰے کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کا وسیلہ نہ پکڑیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں فریاد نہ کرلیں۔ پھر جب حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر رحم فرما کر اللہ تعالٰے کی بارگاہِ عالیہ میں شفاعت فرمائیں گے تو اللہ تعالٰی اپنے محبوب کی شفاعت قبول فرما کر لوگوں کو مصیبت اور پریشانی سے رہائی بخشے گا۔ اور یہ اس لئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی ارفع و اعلٰے شان کا اچھی طرح مظاہرہ ہو جائے ؎

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا!
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

منکرینِ وسیلہ غور کریں کہ اگر وسیلہ تلاش کرنا شرک ہے تو حشر کے دن یہ شرک کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وسیلہ اختیار کرنا شرک نہیں بلکہ یہ عمل اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہے۔ شیخ المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہم مدارج النبوہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ میں فرماتے ہیں: "بحقیقت دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم محبوبِ الٰہی و سرورِ کائنات و مظہرِ فیوضِ نامتناہی اوست جل وعلا و خلیفۂ ربُّ العالمین و نائب مالکِ یومِ الدّین اوست و مقامیکہ او را باشد ہیچ یکے را نہ باشد و جاہے کہ او راست کسے را نہ بود روز، روزِ اوست و حکم حکمِ او بحکمِ رب العالمین"۔

ترجمہ:۔ بہ حقیقت اس (قیامت کے) دن ظاہر ہوگا کہ سرکارِ دوعالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم محبوبِ الٰہی اور کائنات کے سردار اور اللہ تعالٰے کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فیوض نامتناہی کے مظہر ہیں اور رب العالمین کے خلیفہ اور نائب مالکِ یوم الدین آپ ہی ہیں (روزِ قیامت) جو مقام آپ کا ہوگا اور کسی کو حاصل نہ ہوگا اور جو جاہ و مرتبہ آپ کا ہے اور کسی دوسرے کا نہیں۔ (روزِ قیامت) آپ کا ہی دن ہے۔ اس دن باذن اللہ تعالیٰ آپ کا ہی حکم چلے گا۔"

پس منکرین کو چاہیئے کہ اپنے عقائدِ باطلہ و خیالاتِ فاسدہ سے باز آجائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اختیار کرنے کو شرک و بدعت قرار دینے کے بجائے آپ کا وسیلہ پکڑ کر دین و دنیا میں کامیابی حاصل کرلیں کہ آج موقعہ ہے۔ اعلیٰحضرت مجدّد دین وملّت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مندرجہ بالا ارشاداتِ نبوی سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف یہ کہ اپنے ساتھ ہونے والے معاملات سے بخوبی واقف ہیں بلکہ تمام مخلوق کی عاقبت کو جانتے اور آئندہ پیش آنے تمام واقعات و احوال سے باخبر ہیں۔ اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ؎

تو دانائے ما کان اور ما یکون ہے
تجھے بے خبر بے خبر جانتے ہیں

کیونکہ یہی عقیدہ قرآن وحدیث سے بالوضاحت ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مفسرین ومحدثین اور علمائے دین و اولیائے امت اسی عقیدہ پر متفق ہیں۔

افسوس ہے کہ وہ منکرین جو منسوخ شدہ آیتہ ما ادری ما یفعل بی و لا بکم اور منسوخ شدہ روایتِ حدیث واللہ لا ادری واللہ لا ادری (الحدیث) پر ہنوز اڑے ہوئے ہیں۔ انہیں یہ احادیث دکھائی نہیں دیتیں جو ابھی مذکور ہوئیں اور انہیں مشکوٰۃ شریف یا ترمذی شریف یا حدیث کی کسی دوسری کتاب میں یہ حدیث نظر نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آئی جس سے ثابت ہوا کہ :-

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو جانتے ہیں!

ملاحظہ ہو ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۳۲ :-

عن عبید اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فی یدہٖ کتابان فقال اتدرون ما ھٰذان الکتابان فقلنا لا یارسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہٖ الیمنیٰ ھٰذا کتاب من رب العالمین فیہ اسمآء اھل الجنۃ و اسمآء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی فی شمالہٖ ھٰذا کتاب من رب العالمین فیہ اسمآء اھل النار و اسمآء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا۔ الیٰ آخر الحدیث۔ حضرت عبید اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیا ہیں۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نہیں جانتے بجز اس کے کہ آپ ہمیں خبر دیں تو آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا جو آپ کے داہنے ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں اہل جنت اور ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر اس کے اخیر میں کل جمع کی میزان لکھی گئی ہے اس میں ہرگز نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا۔ پھر آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی۔ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام مذکور ہیں۔ پھر اخیر میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کل جمع کی میزان لکھی گئی ہے۔ پس اس میں نہ ہرگز زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا"
اس حدیث کی تشریح تحصیل حاصل ہے۔ اس سے وہابیت کے ہوائی قلعے دھڑام سے گر کر چکنا چور ہو گئے۔ وہابیہ کے عقائد کی قلعی کھل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰالِکَ۔

واضح رہے کہ کتب حدیث میں اور بھی بہت سی روایات موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شخص کی عاقبت کو جانتے ہیں اور دنیا میں، قبر میں اور آخرت میں کس کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ آپ کو بعطائے الٰہی تمام علم حاصل ہے۔ اگر ان تمام احادیث کو نقل کیا جائے تو ضخیم دفتر مرتب ہو جائے، مگر منصف مزاج صاحب ایمان کے لئے یہی کافی و وافی ہے۔ ہاں جس کے قلب و دماغ میں وہابیت کے جراثیم جڑ پکڑ چکے ہوں اس کے لئے تو ضخیم دفتر بھی بے سود ہے۔ پس طوالت سے بچنے کے لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثبوتِ توسّل و ندا و استمداد بہ ارشاداتِ بزرگانِ دین و الزاماً

بہ اقوالِ پیشوایانِ وہابیہ

پچھلے صفحات میں اگرچہ یہ مسئلہ قرآن و حدیث سے کامل واکمل طور پر ثابت و واضح ہو چکا اور اس کے بعد کسی سلیم الطبع متلاشیِ حق کے لئے کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ مگر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر مفسرین، محدثین، علمائے حق اور آئمہ دین اس مسئلہ میں متفق اور اس پر عامل ہیں۔ ارشاداتِ سلف و خلف صالحین مختصراً تحریر کرتا ہوں تاکہ مومنین کے ایمان مزید تقویت پائیں اور مذبذبین راہِ حق پہچان کر نجدیت وہابیت کے اثرِ بد سے محفوظ رہیں۔ اور منکرین پر اتمامِ حجت ہو۔ وباللہ التوفیق۔

تمہید میں توسّل و استمداد کی حقیقت اور نسبتوں کا فرق بالتفصیل بیان ہو چکا تاہم مزید وضاحت کے لئے مختصراً عرض ہے کہ مدبر الامور حقیقی اللہ تعالیٰ نے جو فعال لما یرید ہے اپنی مشیت سے مخلوقات کو اپنی صفات و افعال کے ظہور کا سبب اور وسیلہ بنایا ہے اور اپنے مقبول و محبوب بندوں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کو محض اپنے فضل و کرم سے وحی و الہام اور کشف کے ذریعہ علومِ غیبیہ عطا فرمائے اور انہیں خلق کی رہنمائی اور دنیاوی مشکلات کے حل اور مصائب کے دفعیہ کے لئے وسیلۂ اعظم بنایا۔ یہ نفوسِ قدسیہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی مشیت کے تحت کائنات میں متصرف ہیں اور نبی الانبیاء امام الرسل سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالق اور جملہ مخلوق کے درمیان رابطہ اور وسیلۂ اصلی ہیں کہ جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام آپ کے وسیلہ کے محتاج ہیں اور اولیائے کرام بھی۔ مگر حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سوائے اللہ تعالیٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے کسی کے محتاج نہیں۔

قرآن مجید اور حدیث کی رو سے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے توسّل و استمداد منع ہے اور شرک میں داخل مگر مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کفار و مشرکین کے معبودان باطل بُت وغیرہ ہیں کہ انہیں انہوں نے از خود توسّل کا ذریعہ بنالیا ہے اور انہیں متصرف حقیقی جان کر ان سے استمداد و استعانت کرتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں، انہیں معبود جانتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ ان کے یہ عقائد بے بنیاد اور باطل ہیں جن کی تردید اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور وہابیہ جو انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ٹھہرا کر معبودان باطل بُتوں کی تردید میں وارد آیات و روایات کو ان نفوسِ قدسیہ پر چسپاں کرتے ہیں یہ بجائے خود قرآن و حدیث کے خلاف ہے کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہیں بلکہ انہیں خود اللہ تعالےٰ نے مخلوق کے لئے وسیلہ بنایا ہے۔ ان سے توسّل مشیت ایزدی کے مطابق ہے۔ مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کے لئے الوہیت تسلیم نہیں کرتے، نہ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں، نہ کسی کے لئے کوئی قدرت وصفت ذاتی و مستقل تسلیم کرتے ہیں، نہ کسی کو معبود جانتے اور نہ ہی متصرف حقیقی سمجھتے ہیں۔ پس یہ وہابیہ کا عظیم ظلم ہے کہ کفار و مشرکین کے معبودان باطل بُتوں (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) کی تردید میں اور کفار و مشرکین کی مذمت میں وارد آیاتِ قرآنی کو انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بے دین خارجیوں کا ہے۔ پس وہابیہ کے طرزِ عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ:۔

وہابی۔ بے دین خارجیوں کے طریقہ پر ہیں

ملاحظہ ہو بخاری شریف مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۰۲۴:۔ کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ آیاتٍ نزلت فی الکفار فجعلوھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علی المؤمنین۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما خارجیوں کو بدترین خلق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیتیں کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔ یہ (خارجی) ان آیات کو مومنوں پر چسپاں کرنے لگے۔"

اور وہابیہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ مثلاً جن آیات میں بتوں کے شفاعتی اور سفارشی ہونے کی تردید ہے۔ ان آیات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے شفیع ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کی روزمرہ کی تقریروں اور تحریروں سے ظاہر ہے اور امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے بھی اسی طریقہ پر عمل کرتے ہوئے لکھا: "اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔" (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳)

حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شفیع اعظم ہونا بالوضاحت ثابت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مفسرین و محدثین اور علمائے دین آپ کو بالیقین دنیا و آخرت میں شفیع جانتے ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس کی تعلیم دی ہے۔ گذشتہ صفحات میں آپ مفصل طور پر ملاحظہ کر چکے اور آئندہ صفحات میں مزید ملاحظہ فرمائیں گے تو اب خود فیصلہ کیجئے کہ اسماعیل دہلوی اور وہابیہ کے اس بے ہودہ فتویٰ کی زد سے کون بچتا ہے اور کس کس پر شرک عائد نہیں ہوتا۔

نعوذ باللہ من ھفوات الوھابیہ۔

مسلمانان اہل سنت و جماعت اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارھم، اللہ تعالٰی کی قدرتوں کے مظہر ہیں اور صفات و افعال اور امورِ الٰہیہ کے صدور و ظہور اور نفاذ کا سبب اور ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

حضرت العلامہ علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہٗ العزیز جن کے امام ہونے پر سب کا اتفاق ہے حتیٰ کہ غیر مقلدین کے بڑے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی اپنے مصدقہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فتویٰ میں بالاتفاق امام مجتہد تسلیم کیا ہے۔ شفاء السقام میں فرماتے ہیں :-

لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھٰذا لا یقصدہٗ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہٗ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین۔

ترجمہ :- یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) خالق و فاعل مستقل ہیں یہ کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنیٰ پر کلام کو ڈھالنا اور حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مدد مانگنے کو منع کرنا۔ دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے " (الامن والعلےٰ صفحہ ۱۶)

حضور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ سے توسّل اور استمداد کو شرک ثابت کرنے کے لئے وہابیہ کہا کرتے ہیں کہ دیکھو جی یہ لوگ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہہ کر اقرار کرتے ہیں کہ اے اللہ ! ہم خاص تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ مگر نماز سے فارغ ہو کر اس اقرار سے پھر جاتے ہیں اور انبیاء و اولیاء سے مدد مانگ کر شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہابیہ کا یہ استدلال بھی جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سے یہ عہد و اقرار مقصود ہے۔ اے اللہ ہم خاص تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ یعنی حقیقتاً تو ہی مددگار ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ تیری مدد کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں اور ہم ان کے ذریعہ اور وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور یہ عقیدہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اذ ظلموا انفسهم جاؤك ۔الآیۃ ۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد جو آپ نے نابینا صحابی کو فرمایا کہ یوں دعا مانگ اللّٰھم انی اسئلك

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی الحدیث ۔ ایاک نستعین کی واضح تفسیر ہے ۔ اللہ تعالٰی منکرین کو قرآن وحدیث کے سمجھنے کی توفیق دے ۔

نیز ایاک نستعین سے یہ اقرار مقصود ہے کہ اے اللہ تیرے بغیر ہم کسی کو مددگار حقیقی نہیں جانتے اور نہ ہم ایسی ہستیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں جنہیں کفار ومشرکین مددگار حقیقی جان کر ان کی عبادت کرتے ہیں ۔ یعنی بُت وغیرہ معبوان باطل جن سے مدد چاہنے کو تُونے اور تیرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ۔ ہم ان سے استمداد و استعانت اور توسل نہیں کرتے ۔ حضرت قبلہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز تفسیر فتح العزیز پارہ الٓـمٓ سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں ۔

ایاک نستعین کا مطلب

یُوں سمجھاتے ہیں ” باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی نہ داند حرام است و اگر التفات بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب وحکمت او تعالٰی دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا ست و انبیآء و اولیآء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت ایں نوع استعانت بحضرت حق ست لاغیرہٗ “

ترجمہ :۔ سمجھنا چاہیئے کہ غیر سے مدد چاہنا اس وجہ سے کہ اس پر ہی کلی اعتماد ہو اور اسے مدد الٰہی کا مظہر نہ سمجھے حرام ہے اور اگر التفات حق تعالٰی کی جانب ہے اور اس کو مدد الٰہی کے مظاہر میں سے ایک مظہر سمجھتا ہے کارخانہ اسباب میں اللہ تعالٰی کی حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے تو یہ عرفان سے دور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ نے بھی غیر اللہ سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے اور درحقیقت (غیر اللہ سے) اس سے مدد طلب کرنا استعانت بہ غیر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا ہے"
اور اسباب کو سمجھنے کے لئے کر

اِستمداد و استعانت کے مُعاملہ میں کُفار مشرکین

اور مُسلمانوں میں کیا فرق ہے

حضرت قبلہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں جو آپ نے تفسیر فتح العزیز پارہ ۱ سورۃ البقرہ صفحہ ۲۰ پر فرمائی ہے :-

" افعال عادی الہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفائے مریض وامثال ذالک را مشرکاں نسبت بہ ارواح خبیثہ واصنام مے نمایند و کافر میشوند و موحداں از تاثیر الہی یا خواص مخلوقات او میدانند از ادویہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء بندگان او کہ ہمہ از جناب او درخواستہ انجاح مطلب میکنانند مے فہمند و در ایمان ایشاں خلل نے افتد "

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کے افعال عادی کو مثلاً اولاد بخشنا اور رزق کی فراخی اور مریض کو شفا دینا اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کو مشرک لوگ ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور توحید پرست (مسلمان) اللہ تعالیٰ کی تاثیر سے یا اس کی مخلوقات کے خواص سے (ان کاموں کو) جانتے ہیں مثلاً دواؤں اور جڑی بوٹیوں سے یا اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں (اولیاء اللہ) کی دعا سے کہ یہ (اولیاء اللہ) سب کچھ بارگاہِ الہی سے ہی مانگ کر مطلب حل کرا دیتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سمجھتے ہیں اور ان کے ایمان میں خلل نہیں پڑتا۔"

مگر نجدیہ وہابیہ مسلمانوں کو زبردستی کافر و مشرک بنانے کی خاطر کچھ نہیں دیکھتے۔ نسبتِ حقیقی اور نسبتِ مجازی میں نیز وصف ذاتی اور وصف عطائی میں کوئی فرق نہیں جانتے نہ وہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں کہ یہ آیۃ کس کے حق میں یا کس کی تردید میں نازل ہوئی۔ انہوں نے آیۃ قرآن کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کی طرف دھیان دیا ہوتا تو ان کے عقائد امت کے عقائد سے مختلف نہ ہوتے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ کو بتوں، بھوتوں، جنوں اور شیطانوں کی صف میں شمار کر کے اپنی عاقبت تباہ نہ کی ہوتی اور امت میں فتنہ کے موجب نہ بنتے مگر ان کو تو بس ظاہری الفاظ کا سہارا چاہیئے۔ پھر جو ان کا جی چاہے کہتے یا لکھتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ آپ گذشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں۔ آیۃ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور حدیث واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم جو کہ منسوخ ہو چکی ہیں ان کے منسوخ ہونے کے باوجود وہابیہ آج تک یہی کہتے جا رہے ہیں" جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو، نہ ولی کو نہ اپنا حال اور نہ دوسرے کا۔"

اسی طرح جن آیات میں صفات ذاتی کی نفی ہے، ان آیات سے صفات عطائی کی بھی نفی کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کی شفاعت تک کا انکار کر دیتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ سے کسی کو نہ دنیا میں کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔ چنانچہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء الآیۃ۔ لکھی۔ اس کا ترجمہ لکھنے کے بعد اس کی تشریح میں لکھا۔ "یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے۔ انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں
اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اس لئے انہیں کو اللہ
صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کردیں تاکہ سب لوگوں
کو حال معلوم ہوجائے۔ سو انہوں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی
میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے
کا کیا کرسکوں" الخ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹،۲۸)

اور ماہر صاحب نے فاران توحید نمبر کے صفحہ ۸ پر قل لا املک لنفسی ضرا
ولا نفعا الا ماشاء اللہ اور صفحہ ۹ قل ما کنت بدعا من الرسول
وما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور قل لا اقول لکم عندی خزائن
اللہ ولا اعلم الغیب۔ الآیۃ۔ لکھنے کے بعد اپنے خیالات فاسدہ کا اظہار
کرتے ہوئے لکھا" ذاتی اور عطائی کی جاہلانہ اور گمراہ کن تفریق کے بت کو بھی پاش پاش
کردیا۔ جب نبی کے پاس بھی اللہ کے دیے ہوئے خزانے نہیں ہیں تو پھر اور کس
کے پاس ہو سکتے ہیں جب نفع و نقصان کا اللہ تعالٰے کے سوا اور کوئی مالک نہیں
ہے اور انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) تک اس معاملہ میں اپنے عجز و عدم
اختیار و قدرت کا اظہار کرتے ہیں تو نبی و رسول (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے بڑھ کر
ایسا کون "اللہ کا پیارا اور چہیتا" ہے جسے ہم اللہ کے دیے ہوئے خزانوں کا مالک،
انسانوں کے نفع و نقصان کا مختار اور احوالِ کائنات میں متصرف مان لیں" الخ

آیئے اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جن آیات سے وہابیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مجبور محض اور مطلقاً بے علم ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ ان کے
جہلِ مرکب کا کرشمہ ہے ورنہ ان آیاتِ مبارکہ سے یہ بات نہیں نکلتی جو یہ بعد کوشش
نکالتے ہیں۔ ملاحظہ ہو قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا "تم فرماؤ میں
اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں" یعنی مجھے نفع و نقصان کی ذاتی قدرت نہیں
الا ماشاء اللہ مگر جو اللہ چاہے یعنی میں اللہ کے چاہنے سے نفع و نقصان کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مالک ہوں۔ تفسیر صاوی میں ہے۔ قولہٗ الا ما شاء اللہ " ای تملیکہٗ لی فانا املکہٗ "۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان الا ما شاء اللہ کا مطلب یہ ہے۔ میں ذاتی طور سے نفع نقصان کا مالک نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے مجھے مالک بنا دینے سے نفع و نقصان کا مالک ہوں۔

ثابت ہوا کہ اس آیۃ میں ذاتی قدرت کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی بھی جس طرح کہ وہابیہ کا بیان ہے اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام کائنات کے مالک و مختار ہیں آیۃ انا اعطینٰک الکوثر اے محبوبؐ بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔ اس میں حوض کوثر بھی شامل (بخاری) اور تفسیر خازن میں ہے واصل الکوثر فوعل من الکثرت۔ اصل کوثر کا فوعل کے وزن پر کثرت سے ہے اور تفسیر نسفی میں ہے ھو فوعل من الکثرۃ وھو المفرط الکثرۃ کوثر فوعل کے وزن پر ہے کثرت سے جس کے معنی ہیں " بہت زیادہ کثرت "۔

اب دیکھئے تفسیر جلالین انا اعطینٰک یا محمد الکوثر ھُوَ نَھَرٌ فی الجنۃ ھو حوضہ ترد علیہ امتہٗ او الکوثر الخیر الکثیر من النبوۃ والقرآن والشفاعۃ ونحوھا : یا محمدؐ ! ہم نے تم کو کوثر عطا فرمایا، یہ نہر ہے جنت میں آپ کا یہ حوض ہے جس پر آپ کی اُمت وارد ہو گی یا کوثر خیر کثیر ہے نبوت سے اور قرآن سے اور شفاعۃ اور اسی طرح کی دوسری نعمتیں اور تفسیر صاوی میں کوثر کی تشریح میں پندرہ اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا؛ السادس عشر الخیر الکثیر الدنیوی والاخروی وکل من ھٰذہٖ الاقوال تحقیق بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفوق ذالک مما

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لایعلم غایتہ' الا اللہ تعالیٰ۔ سولہواں قول یہ ہے کہ کوثر سے مراد دنیوی اور اخروی خیر کثیر ہے اور یہ تمام اقوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے بتحقیق ثابت ہیں اور کوثر سے ان تمام چیزوں سے اور بھی زیادہ اتنا کچھ مراد ہے۔ جس کی حد و انتہا اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اتنا عطا فرمایا ہے کہ تمام مخلوق مل کر بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتی اور یہ ساری دنیا اس عطاء کوثر کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

قرآن مجید میں ہے "قل متاع الدنیا قلیل" تمام دنیا کا ساز و سامان، وہ سب کچھ جو دنیا میں ہے قلیل ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مالک کائنات بعطاءِ الٰہی ہونا۔ اسی آیۃ مبارکہ سے ثابت ہے کہ اے محبوبؐ! بیشک ہم نے آپ کو بہت ہی کثرت سے عطا فرمایا جس میں یہ تمام کائنات بھی شامل ہے۔ اب غور کیجئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بیشک ہم نے آپ کو بہت کچھ نہایت کثرت سے عطا فرمادیا ہے مگر وہابی کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ بھی عطا نہیں فرمایا حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں اور دیکھئے تفسیر کبیر میں ہے: "قولہ انا اعطینٰک الکوثر ای انا اعطینٰک الکثیر فاَعْطِ انت الکثیر ولاتبخل" اللہ تعالےٰ کے ارشاد انا اعطینٰک الکوثر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو بہت کچھ کثرت سے عطا فرمایا۔ پس آپ کثرت سے (سوالیوں، محتاجوں کو) عطا فرمائیں اور (عطا فرمانے میں) بخل نہ فرمائیں"

اللہ تعالےٰ کا ارشاد دیکھئے اور علمائے حق مفسّرین کی تفسیروں کو دیکھئے اور پھر وہابیہ کا بیان ملاحظہ کیجئے۔ اب چاہیں تو اللہ تعالےٰ کے ارشاد اور مفسّرین کے بیان کو صحیح قرار دیں یا وہابیہ کے بیان کو، یہ آپ کے انصاف پر چھوڑتا ہوں تاہم نتیجہ ظاہر ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلاً (الآیۃ) اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ مندرجہ بالا وضاحت سے وہابیہ کے اس مغالطہ کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بخوبی رد ہو گیا جو وہ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله سے دیتے ہیں۔

اب آپ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔ الآیتہ۔ کا بیان ملاحظہ کریں۔ تفسیر جلالین (پارہ ۹ سورۃ الاعراف رکوع ۲۳) اس آیتہ کے تحت حاشیہ پر تفسیر جمل کے حوالہ سے مرقوم ہے:۔

لقائل ان یقول قد اخبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو اعظم من معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ لو کنت اعلم الغیب قلت انہ یحتمل ان یکون قولہ علی سبیل التواضع والادب المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب فلما اطلعہ اللہ اخبر کما قال فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول۔

ترجمہ:۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت غیب کی خبریں دی ہیں اور صحیح احادیث وارد ہیں اور علم الغیب کا جاننا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان معجزات سے ہے اور پھر ولو کنت اعلم الغیب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو ان دونوں باتوں میں کس طرح تطبیق دی جائے تو اس سوال کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ یہاں احتمال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازروئے تواضع اور ادب کے اس طرح فرمایا ہو تو اس کے معنے یوں کئے جائیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بتانے اور علم غیب عطا فرمانے کے بغیر علم غیب نہیں رکھتا یعنی مجھے ذاتی طور پر علم غیب نہیں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کا ارشاد علم غیب عطا ہونے سے پہلے کا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب پر مطلع فرما دیا تو علم غیب عطا فرما دینے کی خبر دے دی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول و محبوب رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علاوہ اور کسی کو علم غیب عطا نہیں فرماتا"

اور دیکھئے "تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۹۷" :-

ان قلت ان ھٰذا یشکل مع ما تقدم لنا انہ اطلع علی جمیع مغیبات الدنیا والآخرۃ والجواب انہٗ قال ذالک تواضعا أو أنّ علمہٗ بالمغیب کلا علم من حیث انہٗ لاقدرۃ لہٗ علی تغیبہ ما قدّر اللہ وقوعہٗ فیکون المعنی حینئذ لو کان لی علمٌ حقیقیٌ بان اقدر علی ما ارید وقوعہٗ لاستکثرت من الخیر وما مسّنی السوء۔

ترجمہ :- اگر تو یہ کہے کہ اس فرمان سے کہ اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی ہوتی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔ اشکال واقع ہوتا ہے اس بات سے کہ بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کا سارا علم غیب عطا فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا ازروئے تواضع کے ہے یا اس لئے ہے کہ آپ کا غیب جاننا نہ جاننے کی طرح ہے۔ کیونکہ آپ کو اس چیز کے بدلنے پر قدرت نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی تو معنے یہ ہوئے کہ اگر مجھ کو علم حقیقی ہوتا اس طرح کہ میں اپنی مراد کے واقع کرنے پر قادر ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔

معلوم ہوا کہ خیر حاصل کرنا اور تکلیف سے محفوظ رہنا علم کے ساتھ قدرت پر موقوف ہے پس اس آیۃ میں علم غیب ذاتی کی نفی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے یعنی علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا و آخرت کے جمیع مغیبات کا علم حاصل ہے۔

ملاحظہ ہو تفسیر صاوی جلد دوم صفحہ ۹۷ :- آیۃ یسئلونک کانک حفیٌ عنھا کے تحت فرمایا :-

والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والآخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیھا کما انظر الی کفی ھذہ و ورد انہ اطلع علی الجنۃ ومافیھا والنار ومافیھا وغیر ذالک مما تواترت بہ الاخبار ولکن امر بکتمان البعض۔

ترجمہ:۔ اور اس پر ایمان لانا واجب یعنی فرض ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دنیا سے انتقال فرمانے سے پہلے اللہ تعالےٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کے تمام علوم غیب عطا فرما دیئے۔ پس حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دنیا و آخرت میں ہونے والے واقعات کو اس طرح جانتے ہیں جیسے کہ انہیں چشم یقین سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا میرے لئے دنیا کے تمام حجابات اٹھا دیئے گئے۔ پس دنیا میں اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح میں اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اور حدیث میں ہے کہ بیشک حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جنّت اور جو کچھ اس میں ہے اور جہنم اور جو کچھ جہنم میں ہے سب پر مطلع ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کو علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کے بارے میں تواتر کے ساتھ احادیث وارد ہیں، لیکن آپ بعض امور غیبیہ کو پوشیدہ رکھنے پر مامور ہیں۔"

یعنی کچھ امور غیبیہ ایسے بھی ہیں۔ جن کو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کسی پر ظاہر نہ فرمایا۔

یقین واثق ہے کہ ناظرین علمائے حق مفسّرین کی ان تصریحات کے مطالعہ سے حقیقت کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اور یہ واضح ہو چکا ہے کہ وہابیہ قرآن و حدیث کے نام سے قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم کے خلاف وہابیانہ عقائد کی نشر و اشاعت میں مصروف ہیں اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو مجبور محض اور مطلقاً بے علم ثابت کرنے کے لئے آیات و روایات حدیث کے اصل مفہوم کو سمجھنے سمجھانے کے بجائے غلط مفہوم نکال کر بے ہودہ استدلال کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہابیہ کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن دانی اور حدیث فہمی کا طریقہ ہی نرالا ہے اور ان کے عقائد جمہور علمائے امت اور بزرگانِ دین کے عقائد سے مختلف ہیں۔ آیۃ مبارکہ:۔

قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًّا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء سے وہابیہ کے غلط استدلال کی تردید میں ضمناً اس آیۃ مبارکہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ الآیۃ۔ کی تشریح و وضاحت بھی ہوگئی مگر چونکہ وہابیہ اس آیۃ مبارکہ کے ظاہری الفاظ سے عوام مسلمانوں کو بڑے زور کے ساتھ مغالطہ دیا کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ مبارکہ کا صحیح مطلب بھی بیان کر دیا جائے۔ ایک بار آپ پھر فاران توحید نمبر" میں ماہر صاحب کی وہ تشریح دیکھ لیں جو قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب۔ الآیۃ۔ کے تحت لکھی ہے " تو کہہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ کے اور نہ میں غیب جانتا ہوں"۔ پھر لکھا ہے " ذاتی اور عطائی کی جاہلانہ اور گمراہ کن تفریق کے بت کو بھی پاش پاش کر دیا جب نبی کے پاس بھی اللہ کے دیئے ہوئے خزانے نہیں ہیں تو پھر اور کس کے پاس ہو سکتے ہیں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماہر صاحب کے نزدیک، اللہ تعالٰی کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ عطا فرمانے پر ایمان لانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کو تسلیم کرنا کہ مجھے اللہ تعالٰی نے یہ نعمتیں، فضیلتیں اور خصوصیات عطا فرمائی ہیں۔ ذاتی اور عطائی کی جاہلانہ اور گمراہ کن تفریق ہے۔ ماہر صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں نہ اللہ تعالٰی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ عطا فرمایا اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالٰی سے کچھ لیا۔ ماہر صاحب کی طرح دوسرے وہابی بھی یہی مطلب لیتے ہیں۔

اس تشریح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیکھئے کہ آیا اس آیۃ کا واقعی یہی مطلب۔ صاحبِ قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق یوں فرمایا کہ میں تو مجبور محض

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوں۔ میں کسی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ میں کسی چیز کا مالک نہیں یا مجھے اللہ تعالٰی نے کچھ بھی عطا نہیں فرمایا۔ اس لئے مجھ سے شفاعت کی امید نہ رکھو۔ میرا وسیلہ اختیار نہ کرو، نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں، نہ غیب کی چیزوں کو دیکھتا ہوں، نہ غیب کی آوازوں کو سنتا ہوں۔ دیکھو دیکھو میرے متعلق ایسی باتوں کا عقیدہ ہرگز نہ رکھنا ورنہ تم مشرک ہو جاؤ گے اور کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آئمہ دین اور محدثین و مفسرین اور علمائے حق نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجبور محض اور مطلقاً بے علم جانا جیسے کہ نجدی وہابیوں کا عقیدہ اور بیان ہے۔ ان تمام باتوں کا جواب آپ گذشتہ صفحات میں اچھی طرح دیکھ چکے ہیں کہ نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق یوں فرمایا اور نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور علمائے اُمّت کا یہ عقیدہ ہے بلکہ آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشادات اور عمل سے اُمّت کو توسّل کی تعلیم دی ہے۔ یا رسول اللہ کہہ کر آپ سے اپنی حاجت روائی کے لئے عرض کرنا، آپ سے شفاعت کا طلب گار ہونا، دین و دنیا کی حاجات آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے پوری ہونا، دُور سے آپ کو پکارنا، آپ سے مدد مانگنا، آپ کا پکار کو سننا اور امداد فرمانا، روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر حاضر ہو کر استغاثہ و فریاد کرنا، آپ کا فریادیوں کی فریاد کو سننا اور سوالیوں کے سوال کو پورا فرمانا یہ سب کچھ صحیح حدیثوں سے واضح ہو چکا ہے۔

کیا ان ارشاداتِ نبوی اور اعمال صحابہؓ اور محدثین سے کسی طرح وہ عقیدۂ باطل ثابت ہوتا ہے جس کے اثبات کے لئے وہابیہ سرگرداں ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اُتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (بخاری جلد اول صفحہ ۴۱۸ اور مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲) "زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں (قبضہ میں) دے دی گئیں۔"

نیز فرمایا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳) قیامت کے روز کسی کو بزرگی دینا (عزت دینا) بہشت اور رحمت کے دروازوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی کنجیاں میرے ہاتھ (قبضہ) میں ہیں"۔

نیز فرمایا "انما انا قاسم وخازن واللہ یعطی (بخاری جلد اول صفحہ ۴۳۹) بیشک میں تقسیم کرنے والا اور خزانچی ہوں اور اللہ تعالٰی عطا فرماتا ہے"۔

نیز فرمایا "مَا اُعْطِیْکُمْ وَلَا اَمْنَعُکُمْ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ (بخاری جلد اول صفحہ ۴۳۹) ای لا اعطی احدا ولا امنع الا باھر اللہ (حاشیہ) نہ میں ذاتی طور پر تمہیں کچھ عطا فرماتا ہوں اور نہ ذاتی طور پر تم سے کچھ روکتا ہوں۔ میں صرف تقسیم فرمانے والا ہوں۔ میں اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق کسی کو کچھ دیتا یا روکتا ہوں"۔

نیز فرمایا "انی فرطکم وانا شھید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض (الحدیث) (بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۸ اور مسلم جلد دوم صفحہ ۲۵۰) میں (آخرت میں) تمہارے لئے سازو سامان اور تمہاری بہتری اور آسائش کا انتظام کرنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ تعالٰی کی قسم بیشک میں اب بھی حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرما رہا ہوں اور بیشک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں"۔

نیز فرمایا "انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون (بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۸ اور ترمذی اور ابن ماجہ) جو کچھ تم نہیں دیکھتے میں دیکھ رہا ہوں اور جو تمہیں سنائی نہیں دیتا میں سنتا ہوں"۔

نیز فرمایا "اِنِّی وَاللہِ لَاُبْصِرُ مِن وَّرَائِی کَمَا اُبْصِرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ (مسلم جلد اول صفحہ ۱۸۰) اللہ تعالٰی کی قسم بیشک جس طرح میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں"۔

قال وھبُ ابن مُنَبِّہٍ قرات فی احد وسبعین کتابا فوجدتُ فی جمیعھا ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارجح الناس عقلا وافضلھم رایا وکان یری فی الظلمۃ کما یری فی الضوء کما

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روت عائشۃ وکان یری من بعید کما یریٰ من قریب وکان یریٰ من خلفہٖ کما یریٰ من امامہٖ (نشر الطیب مطبوعہ تاج کمپنی صفحہ ۱۶۳) حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اکہتر (۷۱) کتابوں کو پڑھا ان سب میں یہ پایا کہ بیشک سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اسنح ہیں۔ از روئے عقل کے اور سب سے افضل ہیں از روئے رائے کے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح روشنی میں دیکھتے اسی طرح اندھیرے میں دیکھتے۔ جیساکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت فرمایا اور جس طرح قریب کی چیزوں کو دیکھتے اسی طرح دور کی چیزوں کو دیکھتے اور جس طرح اپنے سامنے دیکھتے اسی طرح اپنے پیچھے دیکھتے"

مگر افسوس کہ وہابیہ کو حدیث کی کسی کتاب میں ایسی کوئی روایت نظر نہیں آتی جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت ظاہر ہو۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳) میں تمام رسولوں کا قائد (پیشوا) ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور میں سب سے پہلے شفاعت فرمانے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہے اور اس پر کوئی فخر نہیں"۔ یعنی میں یہ باتیں از روئے فخر نہیں کہتا بلکہ حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔

نیز فرمایا: "شفاعتی لِاَھل الکبائر من اُمتی (الحدیث) میری شفاعت میری امت کے بڑے گنہگاروں کے لئے ہے"۔

اب دیکھئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں کہ مجھے تمام زمین کے خزانے عطا فرما دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے خزانے میرے قبضہ میں ہیں اور میں انہیں تقسیم فرماتا ہوں۔

نیز فرمایا: "زُوِیَ لی الارض حتیٰ رأیت مشارقھا ومغاربھا واُعطیتُ الکنزین۔ (مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰) سمیٹی گئی میرے لئے زمین حتیٰ کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں نے اس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو۔ اور مجھے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں۔ قال النووی قال العلماء المراد بالکنزین الذھب و الفضۃ (شارح مسلم) امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ علماء کا ارشاد ہے کہ کنزین سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں (جو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرما دیئے ہیں)

اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ۔ ہم نے آپ کو بہت کثرت کے ساتھ عطا فرمایا۔ پھر کیا کچھ عطا فرمایا اور کس قدر عطا فرمایا یہ دینے والا جانتا ہے یا لینے والا۔ مگر وہابی صاحبان "میں نہ مانوں" کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد ہے لا اقول لکم عندی خزائن اللہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ولا اعلم الغیب اور نہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں ولا اقول لکم انی ملک اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اس آیۃ مبارکہ میں ذاتی طور پر خزانوں کے مالک ہونے کی نفی ہے اور ذاتی علم غیب کی اور حضورؐ کا یہ ارشاد کفار کے لئے ہے کہ کفار حضورؐ سے کہتے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم کو مال و دولت دیجئے پہاڑوں کو سونا بنا دیجئے۔ آئندہ چیزوں کے بھاؤ بتا دیا کیجئے تاکہ ہم پہلے سے ہی تجارتی کاروبار کا انتظام کر لیا کریں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ ان چیزوں کا دعویٰ لہٰذا نبوت کی دلیل ان چیزوں سے جاننا غلط ہے۔ کفار یہ بھی کہتے کہ اگر آپ نبی ہیں تو نکاح کیوں کرتے ہیں۔ کھاتے پیتے کیوں ہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ کیونکہ نکاح نہ کرنا اور نہ کھانا پینا فرشتوں کے لئے ہے نہ کہ نبی کے لئے۔

نیز یہ بات کہ اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے خزانے موجود ہونے کی نفی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اوتیت مفاتیح خزائن الارض اور رب نے فرمایا انا اعطینٰک الکوثر اور پھر اسی طرح غیب جاننے کے دعویٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی ۔ پس اللہ تعالٰی کی عطاء سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام خزانوں کے بھی مالک ہیں اور علم غیب بھی آپ کو بعطاءِ الٰہی حاصل ہے جو کہ قرآن مجید کی دوسری آیات اور حدیث سے ثابت ہے۔

تفسیر خازن میں ہے : وانما نفی عن نفسہ الشریفۃ ھٰذہ الاشیاء تواضعاً للہ تعالٰی واعترافاً للعبودیۃ فلست اقول شیئا من ذالک ولا ادعیہ ۔ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ان چیزوں کی اپنی ذاتِ کریمہ سے نفی فرمائی۔ رب کے لئے عاجزی کرتے ہوئے اور اپنی بندگی کا اقرار و اظہار کرتے ہوئے یعنی میں اس میں سے کچھ نہیں کہتا اور کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا ۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے ای لا ادعی القدرۃ علی کل المقدورات والعلم بکل المعلومات یعنی میں تمام مقدورات پر قدرت رکھنے اور تمام معلومات کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا ۔

تفسیر کبیر میں ہے ای ولا ادعی کونی موصوفاً بعلم اللہ وبمجموع ھٰذین الکلامین حصل انہ لا یدعی الالٰھیۃ ۔ یعنی میں علم الٰہی سے متصف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان دونوں باتوں کے مجموعہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ۔

تفسیر صاوی میں ہے ھٰذا مرتب علی قولہ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین ۔ کانہ قال لیس علی الرسول الا البشارۃ والنذارۃ ولیس من وظیفتہ اجابتہم عما سألوہ عنہ ولا فعل ما طلبوہ منہ لانہ لیس عندہ خزائن اللہ ۔ الخ ۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا یہ ارشاد اللہ تعالٰی کے اس ارشاد پر مرتب ہے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین ۔ گویا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے کفار کو جواب میں یوں فرمایا : میرے فرائض میں سے تو یہ ہے کہ تمہیں اسلام قبول کرنے پر بشارت دوں اور کفر و انکار کرنے پر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ڈراؤں۔ کفار کے تمام سوالوں کو پورا کرنا اور جو کچھ یہ کفار آپ سے طلب کریں وہی کرنا آپ کے فرائض میں سے نہیں ہے (یعنی کفار کے الٹے سیدھے مطالبات کو پورا کرنا اور جو کچھ وہ کہیں وہی کچھ کرنا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ضروری نہیں ہے) اس لئے کہ آپ کے پاس (یعنی آپ کی ذاتی قدرت میں) اللہ تعالےٰ کے خزانے نہیں ہیں"۔

بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کی مشیت کے خلاف نہیں کر سکتے بلکہ فرمایا ما اعطیکم ولا امنعکم انما انا قاسم اَضَعُ حیث اُمِرْتُ۔ یعنی نہ میں ذاتی طور پر تمہیں کچھ عطا فرماتا ہوں اور نہ ذاتی طور پر تم سے کچھ روکتا ہوں۔ پس معلوم ہوا کہ اس آیۃ مبارکہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ میں کفار سے خطاب ہے لکم یعنی اے کافرو! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کے رسول کی توہین ہے کہ لوگوں کے مطالبات پورے کر کے ان کو خزانے تقسیم کر کے اپنی رسالت کا اقرار کرا دیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ آپ فرمائیے کہ تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم ان خزانوں کے لالچ سے مجھ پر ایمان لے آؤ۔ جب اللہ تعالےٰ مومنوں کے ایمان لانے کا احسان اپنے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے گوارا نہیں فرماتا کہ فرمایا یمنون علیك ان اسلموا قل لا تمنوا علیّ اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان تم پر یا رسول اللہ! یہ لوگ اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتلاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔ چہ جائیکہ کفار کو خزانوں کا لالچ دے کر انہیں اسلام لانے پر راضی کیا جائے بلکہ اللہ تعالےٰ خود بھی غنی ہے یعنی بے نیاز ہے اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بے نیازی کا بھی اظہار فرمایا فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر پس جس کا جی چاہے ایمان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لائے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔

اور ملاحظہ ہو۔ تفسیر صاوی میں آیۃ مبارکہ لیس لک من الامر شیئٌ کے تحت فرمایا جعل اللہ مفاتیح خزائنہ بیدہٖ فمن زعم انّ النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاٰحادِ الناس لا یملک شیئاً اصلاً ولا نفعٌ بہٖ لا ظاہرًا ولا باطنًا فھُوَ کافرٌ خاسرُ الدنیا والآخرۃِ و استدلالہٗ بھٰذہٖ الآیۃ ضلالٌ مّبین۔

وہابیہ عموماً آیۃ مبارکہ لیس لک من الامر شیئٌ سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو جی جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے فرما دیا ہے کہ آپ کو کسی امر میں کچھ دخل نہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کو نفع نقصان کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ ایسے منکرین کے رد میں صاحبِ تفسیر صاوی علامہ شیخ احمد صاوی مالکی قدسنا اللہ باسرارہٖ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں دے دیں (آپ کو تمام خزانوں کا مالک بنا دیا) پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ سے کچھ ظاہری یا باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے اور اس آیۃ سے یہ استدلال کرنا کہ آپ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ یہ کھلی گمراہی ہے"۔

الحمد للہ کہ ارشادِ الٰہی اور فرمانِ نبویؐ اور علمائے حق کی تفسیروں سے وہابیہ کے تمام خرافات کا رد ہو گیا۔ واضح رہے کہ منکرین وہابیہ کے سارے علم کلام اور ان کے مذہب کی بنیاد عموماً اِن دو باتوں پر ہے۔ ایک یہ کہ بتوں کے پجاریوں کی مذمت میں جو آیاتِ قرآن اور احادیث وارد ہیں ان کو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ پر اور ان سے توسّل اور استمداد کرنے والے مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ جن آیات و احادیث میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صفاتِ ذاتی کی نفی ہے۔ ان سے صفات عطائی کا بھی انکار کرتے ہیں۔ پھر چاہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کے اس طرح کے استدلال سے دوسری آیات و احادیث کا انکار ہی کیوں نہ لازم آتا ہو جس طرح کہ آپ مضمون بالا میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

پس جو صحیح العقیدہ مسلمان ان کے ان دونوں طریقوں سے بخوبی واقف ہو گیا وہ ان شاء اللہ العزیز ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسے گا۔

لیجئے اب آپ ائمہ دین، مفسرین، محدثین اور علمائے حق کے ارشادات و عقائد سے اپنے ایمان تازہ کریں اور دیکھیں کہ بزرگانِ دین اور وہابیہ کے عقائد میں کس قدر تضاد واقع ہے وہابیہ کے اصول سے تو تمام مسلمانانِ اُمت (معاذ اللہ) مشرک ٹھہرتے ہیں۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخلوق کے ظاہر و باطن

میں تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہے!

ملاحظہ ہو تفسیر کبیر پارہ ۸ سورۃ الانعام۔ زیر آیۃ وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ مرقوم ہے وثالثھا الانبیاء وھم الذین اعطاھم اللہ تعالیٰ من العلوم والمعارف مالاجلہ یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق وارواحھم وایضاً اعطاھم اللہ من القدرۃ والمکنۃ مالاجلہ یقدرون علی التصرف فی ظواھر الخلق"

ترجمہ :۔ اور تیسرے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی شان کے لائق علوم و معارف عطا فرمائے ہیں خلق کے باطنوں اور ان کی روحوں میں تصرف کی طاقت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی شان کے لائق قدرت اور قوت عطا فرمائی ہے مخلوق کے ظواھر میں تصرف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی طاقت سکتے ہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختارِ کل ہیں اور

علومِ خمسہ آپ کو حاصل ہیں

حضرت امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں " ھُوَ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَزَانَۃُ السِّرِّ وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"۔

الا بابی من کان ملکا وسیدا
وآدم بین الماء والطین واقف
اذا رام امرا لا یکون خلافہ
ولیس لذالک الامر فی الکون صارف

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خزانۂ رازِ الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضورؐ کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار سے اے مخاطب خبردار ہو میرے ماں باپ ان پر قربان جو بادشاہ اور سردار ہیں۔ اس وقت سے کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی آب و گِل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس بات کا ارادہ فرمائیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں"۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے

بہ خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ مسند میں طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُوتیتُ مفاتیحَ کلِّ شیءٍ الا الخمس سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزوں کے سوا ہر چیز کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔ اس کی شرح میں علامہ امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں اور امام ابن حجر مکی محدث فتح المبین اور جامع صغیر میں فرماتے ہیں ثُمَّ اُعْلِمَ بِہَا بعد ذالک پھر اس کے بعد ان پانچ چیزوں (علوم خمسہ) کا علم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دیا گیا"

حضرت ابو یعلیٰ اور امام احمد نے یہی مضمون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت فرمایا ہے (الامن والعلی) ؎

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مالک نہ جانے وہ حلاوتِ ایمان سے محروم ہے

امام اجل عارف باللہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اور امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں اور امام احمد قسطلانی مواہب اور علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض میں اور علامہ محمد بن باقی زرقانی شرح مواہب میں اور حضرت ملا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

من لم یر ولایة رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ فی جمیع احوالہ ولم یر نفسہ فی ملکہ لا یذوق حلاوۃ سنتہ "جو شخص ہر حال میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مِلک نہ جانے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنت (طریقہ اور دین) کی حلاوت سے اصلاً محروم رہے گا (نسیم الریاض صفحہ ۳۴۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے کوئی حاکم نہیں

نَبِیُّنَا الاٰمِرُ النَّاھِی فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِی قَوْلِ لَا مِنْہُ وَلَا نَعَمٖ

قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب امر ونہی ہیں دوسرا کوئی نہیں جو آپ کے مقابلہ میں ہاں اور نہیں کہنے میں سچا ہو" یعنی حضور فرمان "ہاں" کو "نہ" اور "نہ" کو "ہاں" کہنے کا کسی کو حق اور اختیار نہیں بلکہ آپ کا حکم اٹل ہے۔ اس کی تشریح میں علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اِنَّہٗ لَاحَاکِمَ سِوَاہُ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فَھُوَ حَاکِمٌ غَیرُ محکوم "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے کوئی حاکم نہیں پس آپ ایسے حاکم ہیں کہ (اللہ تعالٰی کے بغیر) کسی کے محکوم نہیں ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر سے کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ رفع لی الدنیا فانا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انظر الیھا و الیٰ ماھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھٰذہٖ۔ (طبرانی اور مواہب اللدنیہ اور نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۰۸)

امام زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں: "ای اظھر و کشف لی الدنیا" بیشک اللہ تعالےٰ نے میرے سامنے دنیا کی ہر چیز ظاہر فرما دی اور ہر بات کھول دی ہے۔ پس میں دنیا کی تمام چیزوں کو اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں واقعات و حالات ہونے والے ہیں۔ سب کو اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جس طرح میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔"

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حاضر و ناظر اور مفیض و مُربّی ہیں!

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہ "اقرب السبل الیٰ سیّد الرسل" میں فرماتے ہیں: "وباچندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت ہست یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہّم و تاویل دائم باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مرطالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرتؐ را مفیض و مربّی است"
(مکتوبات حضرت شیخ بر حاشیہ اخبار الاخیار "مجتبائی" صفحہ ۱۵۵)

ترجمہ:- باوجود اس قدر اختلافات اور کثرتِ مذاہب کے جو علمائے امت کے درمیان ہے اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بغیر کسی شائبہ و مجاز اور توہّم اور تاویل کے بحقیقت حیات اور دائم و باقی ہیں اور آپ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور جو (خوش نصیب) آپ کی جانب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

متوجہ ہوں اور طالبان حقیقت ہوں ان کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں:
معلوم ہوا کہ وہابیہ جو اس حقیقت کے منکر اور اس عقیدہ کو شرک کہتے ہیں، یہ لوگ جاہل اور بے خبر ہیں اور ان کا شمار علمائے امت میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے وسیلہ ہیں

علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) میں خلیفہ ابو جعفر اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے درمیان کسی بات پر بحث چھڑ گئی اثنائے گفتگو میں خلیفہ کی آواز کچھ بلند ہو گئی۔ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا: اے امیر المومنین! حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مسجد میں کیوں آواز بلند کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: "لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" الآیۃ۔ اور ان کی مدح فرمائی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤدب ہیں کر فرمایا: "ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ۔ الآیۃ۔ اور تو اس بات کو جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حرمت ویسی ہی ہے جیسی کہ آپ کی حیات ظاہری میں تھی۔ خلیفہ کو یہ سن کر ایک رقت پیدا ہوئی اور اس پر خشوع و خضوع کی حالت طاری ہو گئی اور کہنے لگا: یا ابا عبد اللہ! دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف۔ حضرت امامؒ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے فرمایا کیوں : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منہ پھیرے گا۔ حالانکہ آپ تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بھی، خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں، پس تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو کر آپ سے طلبِ شفاعت کر تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری شفاعت فرمائیں"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جہان میں چلتے پھرتے

اعمالِ اُمت دیکھتے اور مشکلات حل فرماتے ہیں

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "انتباہ الاذکیاء" میں فرماتے ہیں:۔

"النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لھم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنھم والترددُ فی اقطار الارض لحلول البرکۃ فیھا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ھٰذہ الامور من جملۃ اشغالہ فی البرزخ کما وردت بذالک الاحادیث والآثار"

"سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کے اعمال کو ملاحظہ فرمانا۔ ان کے لئے گناہوں کی مغفرت طلب کرنا اور ان سے بلاؤں، مصیبتوں کے دفعیہ کے لئے دعاء کرنا اور اطراف زمین میں نزول برکت کے لئے چلنا پھرنا اور امت کے صالحین (اولیاء اللہ) کے جنازوں پر تشریف لانا یہ امور آپ کے اشغالِ برزخیہ میں سے ہیں جیسے کہ اس سلسلہ میں احادیث و آثار وارد ہیں"۔

واضح رہے کہ وہابیہ کے مذہب میں یہ تمام باتیں شرک میں داخل ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت بخشے۔

— آمین :—

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں

حضرت علامہ ابن حاج علیہ الرحمۃ مدخل میں اور شارح بخاری علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب میں فرماتے ہیں :۔

لا فرق بین موتہٖ وحیوٰتہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاھدتہٖ لامتہٖ ومعرفتہٖ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندی جلیٌ لا اخفاء بہٖ۔

ترجمہ :۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر اپنی امت کا مشاہدہ فرماتے اور جملہ امت کے حالات ان کی نیتوں ان کے ارادوں ، ان کے دلوں کے خطروں کو بخوبی جانتے پہچانتے ہیں اور یہ بات میرے نزدیک بالکل ظاہر اور ثابت ہے اس میں کوئی شک وشبہ یا پوشیدگی نہیں ؛۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کی حیات

دُنیاوی زندگی کی طرح ہے !

حضرت علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ الانتباہ الاذکیاء لحیوٰۃ الانبیاء للسیوطی میں فرماتے ہیں "حیوٰۃ الانبیاء والشہداء فی القبر کحیوٰتھم فی الدنیا ویشھد لہٗ صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہٖ فان الصلوٰۃ تستدعی جسداً "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ:۔ انبیاء اور شہداء کی زندگی قبر میں اسی طرح ہے جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے اور اس بات پر حدیث شاہد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پس نماز پڑھنا اس امر کا مقتضی ہے کہ نماز پڑھنے والا۔ جسم اور روح کے تعلق کے ساتھ حیات ہو۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ حیاتِ ظاہری حیات

اور کائنات میں متصرف ہیں!

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "التنویر" میں فرماتے ہیں:۔

"ان النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیٌّ بجسدہٖ و روحہٖ و انہٗ یتصرف و یسیر فی اقطار الارض و فی الملکوت و ھیئتہ التی کان قبل وفاتہٖ ولم یبدل منہ شیئٌ و اذن لھم ای الانبیآء فی الخروج من قبورھم و التصرف فی الملکوت العلوی والسفلی وان حیات النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قبرہٖ وحیات سائر الانبیآء معلومۃ عندنا علمًا قطعیًا لما قام عندنا من الادلۃ القطعیۃ" فی ذالك وتواترت بہ الاخبار منھا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الانبیآء احیاءٌ فی قبورھم یصلون ومنھا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم اللہ علی الارض ان تاکل اجساد الانبیآء۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجمہ :- بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم اور روح کے تعلق کے ساتھ حیات ہیں اور جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات سے پہلے اطراف زمین اور ملکوت میں چلنے پھرنے کی قدرت حاصل تھی، اُسی طرح اب بھی زمین میں چلتے پھرتے اور اطرافِ زمین اور عالمِ ملکوت میں تصرف فرماتے ہیں۔ ان امور میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اجازت دے رکھی ہے کہ قبروں سے نکل کر سیر فرمائیں اور ملکوت علوی اور سفلی میں تصرف فرمائیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضۂ اطہر و اقدس میں حیات ہیں۔ اسی طرح سارے انبیاء علیہم السلام حیات ہیں۔ یہ بات ہمارے نزدیک علم قطعی سے ثابت ہے اس لئے کہ اس کے ثبوت میں قطعی دلائل اور حجتیں موجود ہیں اور متواتر حدیثیں وارد ہیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ اجسادِ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو کھائے۔"

اب ان ارشادات کے مقابلے میں وہابیہ کا عقیدہ دیکھئے امام الوہابیہ مشکوٰۃ شریف کی روایت تقویۃ الایمان صفحہ ۸۶ میں نقل کر کے اس سے غلط مفہوم نکالتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہتان لگاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب کرنا کہ آپ نے یوں فرمایا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تاویل فاسدہ نکال کر یہ کہنا کہ آپ کے ارشادات کا یہ مطلب ہے "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ انتہائی شقاوت نہیں تو اور کیا ہے؟ وہابیہ سے پوچھئے کہ یہ حدیث کہاں ہے، کونسی کتاب میں ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ الفاظ ثابت ہوں تو ہرگز نہیں دکھا سکیں گے۔ پس اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ الفاظ نہیں فرمائے تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ السلام کے کلامِ مبارک سے ایسا فاسد مفہوم نکالے جس سے آپ کی توہین ہوتی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تردید ہوتی ہو۔ پس امام الوہابیہ کے اس طرح لکھنے اور وہابیہ کے تسلیم کر لینے سے یہ بات صاف طور سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ان کے دلوں میں شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین اللہ تعالےٰ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی کتنی محبت اور کتنی تعظیم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہابیہ کے عقائد باطل، فاسد اور مردود ہیں۔ ان کے عقیدہ کی رُو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "مر کر مٹی میں مِل چکے ہیں"

نعوذ باللہ من ھفوات الوھابیہ

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں متصرف ہیں اہل اللہ

سے ملاقات کرتے ہیں اُن کے وسیلہ سے بلائیں رد ہوتی ہیں

علامہ ابن حجر محدث علیہ الرحمۃ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:۔

نقل الیافعی وغیرہ عن الشیخ الکبیر ابی عبد اللہ القرشی انہ وقع بمصر غلاء کبیر فتوجہ للدعاء برفعہ فقیل لا تدع فلا یسمع لاحد منکم فی ھذا الامر دعاء فسافرت الی الشام فلما وصلت الی قریب من ضریح الخلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تلقانی نقلت یارسول اللہ اجعل ضیافتی عندک الدعاء لاھل مصر فدعا لھم ففرج اللہ عنھم ثم رأیت ابن العربی صرح بما ذکرناہ من انہ لا یمتنع رؤیۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لانہ وسائر الانبیاء احیاء ردت الیھم ارواحھم بعدما قبضوا واذن لھم فی خروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلوی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والسفلی ولامانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد۔

ترجمہ:۔ امام یافعی وغیرہ رحمہم اللہ نے شیخ کبیر ابی عبداللہ قرشی سے نقل کیا۔ مصر میں بڑی گرانی واقع ہوئی تو حضرت شیخ دعا کے لئے متوجہ ہوئے۔ اس پر آپ سے کہا گیا کہ تم دعا نہ کرو اس باب میں تم سے کسی کی دعا سُنی نہ جائے گی۔ شیخ فرماتے ہیں پھر میں نے شام کی طرف سفر کیا۔ جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے روضۂ اقدس کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؑ میری میزبانی وضیافت میں اہلِ مصر کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ گرانی دور فرما دی۔ پھر میں نے شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی اکرم علیہ التحیۃ والثناء کی ذاتِ اقدس کو روح اور جسم مبارک کے ساتھ دیکھنا ممتنع نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ ان کی روحیں قبض کرنے کے بعد ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں اور انہیں اپنی قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی وسفلی میں تصرف کرنے کا اذن دے دیا گیا ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ ان کو بہت سے لوگ بہ یک وقت دیکھیں"۔

یقیناً انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حیات ہونا

ثابت اور بالاستمرار معلوم ہے

حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

لاشک ان الحیوٰۃ الانبیاء ثابتۃ مستمرۃ معلومۃ ونبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضلھم۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا حیات ہونا ثابت ہے اور بالاستمرار معلوم ہے اور پھر ہمارے نبی تو جملہ انبیاء سے افضل ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام"۔

موت عدمِ محض کا نام نہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

اور شہدا حیات ہیں

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

الموت لیس بعدم محض وانّما انتقال من حال الی حال ویدل علیٰ ذالک انّ الشہداء بعد قتلھم وموتھم احیاءٌ عند ربّھم یرزقون وھٰذا صفۃ الانبیآء فی الدنیا واذا کان ھٰذا فی الشہداء فالانبیآء احق واولیٰ بذالک ونصوص العلمآء فی حیٰوۃ الانبیآء کثیرۃ (قرطبی)

ترجمہ :۔ موت عدم محض کا نام نہیں۔ موت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا ہے اور دلیل یہ ہے کہ شہداء قتل ہو جانے اور موت واقع ہو جانے کے بعد بے شک وشبہ حیات ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں اور یہی صفت دنیاوی زندگی کی ہے پس جب شہداء کا زندہ ہونا ثابت ہے تو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جو کہ شہداء سے افضل ہیں شہداء کی زندگی سے زیادہ مکمل زندگی کے مستحق ہیں۔ اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حیات ہونے کے بارے میں نصوص علماء بکثرت ہیں"۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا انتقال مکانی

جہاں چاہیں تشریف لیجاتے ہیں

شیخ المحققین عبد الحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہم فرماتے ہیں"۔قبر شریف کے قیام اور پروردگار کے پاس قیام ان دونوں باتوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ قبر کی زندگی کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ آپ جہاں چاہیں جائیں بعینہٖ یا بمثالہٖ۔ لیکن ہر حال میں اپنی قبر شریف کے ساتھ ایک خصوصی نسبت قائم رہتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک مومن کی قبر کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مومن کی قبر جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے تو پھر اس لحاظ سے نبی کی قبر تو جنت کا بہترین ٹکڑا ہونا چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کی قبر مبارک اور زمین و آسمان اور جنت و عرش کے درمیان سے تمام پردے اٹھا دیئے ہیں اور آپ کو اتنا تصرف و نفوذ حاصل ہو گیا ہے کہ آپ بلا انتقالِ مکانی جہاں چاہیں جلوہ گر ہوں"۔

ائمہ دین و علمائے حق، مفسرین و محدثین کی مندرجہ بالا عبارتیں اسقدر واضح ہیں کہ ان عبارتوں کی تشریح مزید کرنا تحصیل حاصل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام علمائے حق و بزرگانِ دین کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں ___ حاضر و ناظر ہیں، تمام اُمت کے احوال سے باخبر ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کے پیشِ نظر ہے۔ ملکوت علوی اور سفلی میں تصرف فرماتے ہیں۔ فریادیوں کی فریادیں اور سائلین کے سوال سنتے اور قبول فرماتے ہیں۔ خوش نصیبوں سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ملاقات فرماتے اور ہمکلام ہوتے ہیں۔ مخلوق کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت فرماتے ہیں۔ دین و دنیا کی تمام نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے خزانوں کے بعطائے الٰہی مالک ہیں اور عالم ما کان و ما یکون ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

مگر وہابیہ ان باتوں کو شرک قرار دیتے ہیں تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا تمام علمائے دین توحید و شرک کے مفہوم کو نہ سمجھ سکے اور جن آیات و روایات کے سہارے وہابیہ ان عقائد کو شرک ٹھہراتے ہیں یہ بلند پایہ محدثین و مفسرین جن کی مبارک کوششوں سے اسلام جہان میں مستحکم ہوا، ان آیات و روایات کو سمجھنے سے قاصر رہے؟ دیکھئے امام الوہابیہ کس بے خوفی کے ساتھ بڑے دھڑلے سے یہ فتویٰ صادر کرتا ہے۔

"اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء اور انبیاء علیہم السلام میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں" (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹) اور صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے" پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

اب ناظرین بتائیں کہ امام الوہابیہ کے فتویٰ کی رو سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام علمائے حق جن کے ارشادات آپ نے مطالعہ فرمائے ان میں سے کون ہے جو مشرک نہ ٹھہرتا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہ وہابیہ ہی صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں جو کہ حسب فرمانِ الٰہی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ (پارہ ۵ رکوع ۱۴) اور جو رسول ؐ کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مخالفت کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راستہ چلے ہم اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی ہے"۔ مسلمانوں کی راہ سے جدا ہو کر جہنم کے مستحق بن چکے ہیں۔ نیز اور دیکھئے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعجاز بصارت و رؤیتہ اور علم غیب کے

متعلق حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

ہدایت کے ستارے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعت پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں عرض کی سے

نبیّ یریٰ مالا یریٰ الناس حولہٗ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

فان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم اوغد

نبی ایسے کہ دیکھیں وہ نہ دیکھیں، دوسرے جس کو
پڑھیں حق کی کتاب پاک ہر مشہد میں اے مومن!
جو فرمائیں کسی دن بات کوئی غیب کی حضرت
تو تصدیق اس کی ہو جائے اسی دن یا کہ اگلے دن

دیکھئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی نے آپ کی رؤیتہ و بصارت اور علم غیب کے متعلق اعجازی شان کا بیان آپ کے حضور میں کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں منع نہ فرمایا بلکہ خوشنودی کا اظہار فرما کر تصدیق فرما دی۔ حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے کہ مسجد نبوی میں حسان (رضی اللہ عنہ) کے لئے منبر بچھایا جائے اور حضرت حسان منبر پر رونق افروز

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بیان فرماتے اور حضورؐ خوش ہوتے اور دعاء فرماتے اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اے اللہ حسّان کی روح القدس سے تائید فرما۔ مگر وائے افسوس کہ وہابیہ خانہ ساز توحید کے زعم باطل میں ان عقائد کو شرک بتاتے ہیں۔ گویا یہ نجدی وہابی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی زیادہ توحید کے محافظ ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بارگاہِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حضرت زہیر بن

صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فریاد و استغاثہ

اُمْنُنْ علینا یارسول اللہ فی کرم

فَاِنَّکَ المرءُ نرجوہُ وننتظرُ

اُمْنُنْ علیٰ بَیضۃٍ قد عاقھا قَدَرٌ

مُشَتَّتٌ شملُھا فی دھرِھا غِیَرُ

یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم پر احسان فرمائیے اپنے کرم سے کہ حضورؐ ہی وہ مردِ کامل و جامع فواضل و محاسن شمائل ہیں۔ جس سے ہم امید کریں اور جسے وقتِ مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔ احسان فرمائیے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کی آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہوگئی۔

اِنْ لَّمْ تَدَارِکْھُمْ نُعْمَاءُ تَنْشُرُھا

یَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِیْنَ یُخْتَبَرُ

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتیں جنہیں حضورؐ نے عام فرما دیا ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ اے آزمائش کے وقت تمام جہاں سے زیادہ عقل رکھنے والے"۔ (الامن والعلی صفحہ ۵۱)

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فریاد

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی موکب والمزدھم

اے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! زین العابدین کی فریاد کو سن کر مدد کے لئے پہنچیے جو ظالموں کے اژدحام میں قید ہے"۔

یارسول اللہ المدد

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے "قنسرین" سے کعبؓ بن ضمرہ کو ایک ہزار سوار دے کر فتح حلب کے لئے روانہ کیا اور فرمایا: "میں بھی تمہارے پیچھے چلا آ رہا ہوں"۔

ادھر "یوقنا"، حاکم حلب کو جاسوسوں سے خبر ملی کہ عرب ایک ہزار کے لشکر سے حلب فتح کرنے آ رہے ہیں اور شہر سے چھ میل دور رہ گئے ہیں۔ "یوقنا" نے اپنے آدھے لشکر کو ساتھ لیا اور آدھا لشکر پیچھے مقرر کیا اور مقابلے کے لئے آیا۔

حضرت کعبؓ نے فرمایا: "میرے اندازے کے مطابق دشمن کا لشکر پانچ ہزار

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے جس سے ہمارا مقابلہ ہے"۔ لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے اور مسلمانوں کو فتح کا یقین ہو گیا مگر اسی وقت یوقنا کا باقی نصف لشکر بھی آ پڑا۔ جس سے کچھ مسلمان گھبرا گئے۔ حضرت کعبؓ نے یہ صورت حال دیکھ کر پکارنا شروع کیا: "یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اِنْزِلْ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَثْبُتُوْا اِنَّمَا ھِیَ سَاعَۃٌ وَیَاْتِی النَّصْرُ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔" اور مسلمان فتح یاب ہو گئے۔ (فتوح الشام مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۵۱)

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت علیہ

الصلوٰۃ والسلام میں استغاثہ اور فریاد کرتے ہیں

یا سیّد السادات جئتك قاصدا

ارجو رضاك و احتمی بحماك

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ

جُدلی بجودك و ارضنی برضاك

انا طامع بالجود منك ولم یکن

لابی حنیفة فی الانام سواك

(قصیدۃ النعمان)

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کی بارگاہ میں قصد کر کے حاضر ہوا ہوں۔ میں آپ کی رضامندی کی امید رکھتا ہوں اور آپ کی حمایت پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اے موجودات میں سب سے زیادہ عزت و شان والے، اور اے نعمتِ الٰہی کے خزانے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے ابھی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں سے مجھے بھی کچھ عطا فرمایئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی فرمایا ہے۔ مجھے آپ راضی فرمائیں۔ میں آپ کے بحرِ سخاوت سے بھیک ملنے کی طمع رکھتا ہوں اور آپ کے سوائے مخلوق میں سے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و حمایت کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔" حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں یا حرفِ ندا سے خطاب کرتے ہوئے استغاثہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام اعظم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حیات جانتے اور حاضر و ناظر مانتے ہیں کہ لفظ "یا" حاضر کے لئے ہی مستعمل ہے نہ کہ غائب کے لئے نیز حضرت امام الائمہ نے براہِ راست حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے توسّل اور استمداد کر کے ان گستاخ وہابیہ کی مکمل تردید کر دی جو اپنے حنفی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور پھر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو "یا" حرفِ ندا سے پکارنے اور آپ سے مدد چاہنے کو شرک بھی کہتے ہیں اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حاضر و ناظر نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے نام نہاد حنفیوں کے مکر سے بچائے (آمین)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حاضر و ناظر ہونے کے ثبوت میں گذشتہ صفحات میں بہت کچھ مذکور ہو چکا ہے تاہم:-

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کا عقیدہ و ارشاد

بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ۔ تفسیر فتح العزیز میں آیۃ مبارکہ ویکون الرسول علیکم شھیدًا کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تحت فرماتے ہیں :۔

"و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نورِ نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہاں شمارا و درجاتِ ایمانی شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔"

ترجمہ :۔ اور تمہارا رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوگا۔ اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مطلع ہیں اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے رتبۂ دین پر کہ وہ آپ کے دین میں کس درجہ پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس حجاب کی وجہ سے وہ ترقی سے رہ گیا، وہ حجاب کون سا ہے ۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے درجوں کو اور تمہارے اچھے اور برے اعمال کو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے اخلاص کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے نفاق کو بھی پہچانتے ہیں لہذا آپ کی گواہی دنیا میں شرع کے حکم سے امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے ۔"

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو پکارنا اور آپ سے مدد چاہنا

یَارسول اللہ اسمع قالنا

یَاحبیب اللہ انظر حالنا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انـنی فی بحـرِ هـمٍّ مغـرق

خـذ یـدی سهّل لنا اشکالنا

ترجمہ :- یارسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) ہماری فریاد کو سُنئیے یاحبیب اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) ہمارے حال پر رحم فرمائیے ۔ تحقیق میں بحرِ غم میں غرق ہوں ۔ آپ میری دستگیری فرمائیں اور ہماری مشکلات کو حل فرمائیں۔"

حضرت امام بوصیری قدس سرہٗ بارگاہِ رسالت میں

فریاد و استغاثہ کرتے ہیں

ما سامنی الدهرُ ضیمًا واستجرتُ به

اِلّا و نلتُ جوارًا منهُ لم یُضَم

ولا التمستُ غنی الدارین من یدِهٖ

اِلّا استلمتُ الندیٰ من خیر مُستلِم

"جب کبھی میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلب امان وحمایت کی تو آپ نے مجھے اپنی پناہ وامان میں لے لیا اور میں زمانہ کے ظلم وستم سے محفوظ ہو گیا اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے مرضِ فالج سے شفا پائی اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا وآخرت کی تونگری کا سوال کیا تو آپ نے مجھے دنیا وآخرت کی تونگری عطا فرمائی اور میں نے اس عطا کو بوسہ دیا جو منجانب بہترین اس ہاتھ کے تھا جس کو بوسہ دیا جاتا ہے یعنی میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا و بخشش کو نہایت تعظیم وتکریم سے قبول کیا۔"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شارح قصیدہ بردہ مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی نے عطر الوردہ شرح البردہ صفحہ ۴۹ میں لکھا: "خلاصہ ہر دو شعر یہ ہے کہ دفع مصائب و جلب منافع امت مرحومہ کو بتوسل شریف حاصل ہوتا ہے۔ آمنا بہ وصدقنا" یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے مصیبتوں سے نجات ملتی ہے اور مشکلات حل ہوتی ہیں، اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس عقیدے کی تصدیق کرتے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ پکڑنا، آپ سے حمایت چاہنا، امان حاصل ہونے کا سوال کرنا، آپ سے دنیا و آخرت کی نعمتیں طلب کرنا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے نہ کہ شرک و کفر جیسے کہ نجدی وہابی کہتے ہیں۔ نیز امام بوصیری قدس سرہٗ عرض کرتے ہیں ؎

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

ترجمہ: "اے بزرگ ترین مخلوقات یا اے بہترین رسل بوقت نزول حادثۂ عظیم و عام کے آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی پناہ میں آؤں صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے۔"

اس کے خلاف اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۷ میں بتوں کی تردید میں بت پرستوں، مشرکین کی مذمت میں نازل شدہ آیت مبارکہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہوئے لکھا "اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔" الخ۔ پھر اسی طرح صفحہ ۱۸ پر لکھا "جو کوئی کسی کو اپنا حامی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور ناشکر۔"

نیز اسی طرح سے صفحہ ۱۹ پر لکھا: "مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں شہیدوں سے، خواہ بھوت و پری سے۔" (تقویۃ الایمان)

ناظرین: مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور فیصلہ کر کے بتائیں کہ اگر وہابیہ کا کہنا صحیح ہے تو پھر سلف و خلف صالحین میں سے کون ایسا ہے جس پر شرک عائد نہ ہوتا ہو۔

نعوذ باللہ من ھفوات الوھابیہ

خواجہ خواجگان شیخ معین الدین چشتی اجمیری

قدس سرہٗ کی بارگاہِ رسالت میں فریاد

یارسول اللہ شفاعت از تو میدارم امید
باوجود صد ہزاراں جرم در روزِ حساب

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میں لاکھوں جرم کرنے کے باوجود قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔"

حضرات یہ وہ بلند پایہ بزرگانِ دین ہیں جن کے دم سے کفرستان میں اسلام کے جھنڈے نصب ہوئے۔ ہزاروں لاکھوں کفار و مشرکین ان کی دعوت و تبلیغ سے سچے مسلمان اور پکے مومن بنے۔ ان کی تعلیم و تربیت اور فیوض سے خدا جانے کتنے خوش نصیب مقاماتِ ولایت پر فائز ہو گئے۔ ان کا فیض عام ہے۔ ان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے فیوض و برکات سے بہت سی مخلوق ہر زمانہ میں بہرہ ور ہے۔ یہ بندگانِ دین بارگاہِ رسالت میں نداء غائبانہ سے عرض معروض کرتے اور دین و دنیاوی امور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسّل و استمداد کرتے ہیں کہ عین حق و صواب ہے۔

مگر آخر زمانہ کے گستاخ علماء سوء جو خود قرآن و حدیث کی تعلیم سے بے بہرہ اور حلاوت و حقیقت ایمان سے محروم ہیں۔ نہایت بے خوفی کے ساتھ ایسے فتاویٰ باطلہ صادر کرتے ہیں جو ان بزرگانِ دین کو ہی اسلام سے خارج اور مشرک ٹھہراتے ہیں۔

نعوذ باللہ من ذالک۔ نیز ملاحظہ فرمائیے

عارف باللہ مولینا رُوم قدسنا اللہ باسرارہٖ کا

رُوح پرور عقیدہ

بے فروغت روز روشن ہم شب است
بے پناہت شیر اسیرِ ارنب است!
خضرِ وقتی غوث ہر کشتی توئی!
ہمچوں رُوح اللہ مکن تنہا روی

(مثنوی شریف)

یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) آپ کا نور ضیاء پاش نہ ہو تو روزِ روشن بھی اندھیری رات ہو جائے اگر آپ کی پناہ نہ ہو تو شیر کو خرگوش قید کر لے۔ آپ ہی رہنمائے زمانہ ہیں اور ہر کشتی کے ناخدا و مددگار آپ ہی ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پس جس طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام اپنی امت کو چھوڑ کر آسمانوں پر تشریف لے گئے کہیں اسی طرح آپ بھی اپنی گنہگار امت سے اپنی نظرِ کرم نہ ہٹالیں یعنی ہم ہر وقت ہر حال میں آپ کی نظرِ کرم اور مدد وحمایت اور شفاعت کے محتاج اور طلب گار ہیں۔

عارفِ ربّانی مولٰینا جامی قدسنا اللہ باسرارہٖ

کا نورانی عقیدہ

وصلی اللہ علیٰ نورے کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حبِ او ساکن فلک در عشق او شیدا
اگر نامِ محمد را نیا ور دے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجّینا

اللہ تعالےٰ کی رحمتیں نازل ہوں اس نورِ پاک پر کہ جس نور سے سارے نور پیدا ہوئے ہیں۔ اس کی محبت کی وجہ سے زمین ساکن اور اس کے عشق میں فلک سرگرداں ہے یعنی سارا نظامِ عالم آپ ہی کے دم سے قائم ہے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وسیلہ نہ پکڑتے تو نہ آدم کی توبہ قبول ہوتی اور نہ ہی حضرت نوح طوفان سے نجات پاتے۔

حضرت مولٰینا جامی علیہ الرحمتہ کی بارگاہِ رسالت میں فریاد

زمہجوری برآمد جان عالم ☆ ترحّم یا رسول اللہ ترحّم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) آپ کے فراق میں سارا جہاں جاں بلب ہے۔ رحم فرمائیے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) رحم فرمائیے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطّار علیہ الرحمۃ

کا عقیدہ

آنکہ آمد نُہ فلک معراج او
انبیاء و اولیاء محتاج او

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ بلند شان والے ہیں کہ معراج کی شب آپ نے نو افلاک کی سیر فرمائی۔ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ آپ کے محتاج ہیں۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی

علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اگر خیریتِ دنیا و عقبےٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن

اگر تجھے دنیا و آخرت کی خیریت مطلوب ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوجا اور جس چیز کی خواہش ہو آپ سے مانگ لے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

معلوم ہوا کہ محدثین کا عقیدہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کائنات کے مالک و مختار، اللہ تعالٰی کے خزانوں کے مالک ہیں۔ فریادیوں کی فریاد سوالیوں کے سوال سنتے، قبول فرماتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت کا نگہبان اور مختارِ کل جانتے ہیں!

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ!

واضح رہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہم کے پیر و مرشد ہیں اور علمائے اہلِ سنت بھی ان کے مرید ہوئے۔ علومِ باطنی کے علاوہ علومِ ظاہری میں بھی بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے نگہبان، محافظ اور مختارِ کل ہیں۔ آپ جسے چاہیں دنیا و آخرت میں کامیاب و سرفراز فرما دیں اور جسے چاہیں محروم رکھیں مگر افسوس کہ ان کے ناخلف مریدوں کا یہ حال ہے کہ ان عقائد کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ آپ نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کیا کہ وہ درود تاج پڑھنے کو اس لئے ممنوع قرار دیتے ہیں کہ اس میں شرکیہ کلمات ہیں۔ حالانکہ جن کلمات "دافع البلاء

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والوبار والقحط والمرض والالم" کو مسلک دیوبندیہ وہابیہ کے مفتی صاحب نے شرکیہ کلمات قرار دیا ہے ہرگز شرکیہ نہیں بلکہ علمائے سلف وخلف اور بزرگانِ دین اور خود ان کے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب ان ہی عقائد پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وعطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان صفات سے متصف ہیں۔ مجازاً اس لحاظ سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صفاتِ الٰہی کے مظہر اتم واکمل واعلیٰ ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

چونکہ مضمون خلافِ توقع طویل ہو رہا ہے اس لیے اب اتمامِ حجت کے لیے منکرین وہابیہ کے معتمد علیہ علماء کے اقوال ان کی معتبر کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عقائد کا نمونہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ خلقت کی طرف متوجہ ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں:۔

"وہ چیز تو مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ ہیں بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد ہونا اس کا آپ کے ساتھ اس حقیقت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں۔ گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا ہی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہورہ کے کہ

افلت شموس الاولین وشمسنا ❊ ابدا علی افق العلی لا تغرب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہلوں کے آفتاب چھپ گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندئ آسمان پر تاباں رہے گا اس حقیقت سے آپ کے متحد ہونے کو میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا، اور اتحاد کا سبب میں نے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قائم اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے آپ کو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ۔ ہاں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر ایسی برکتیں اضافہ کریں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلوموں، محتاجوں کی فریاد رسی میں معروف ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کو سنتے، قبول فرماتے اور امداد فرماتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

"جب تیسرا روز ہوا، میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر۔ پھر عرض کیا کہ یارسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عنایت ہو ہم کو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم آپ کی عطاء کے شوقین آئے ہیں اور آپ رحمۃ اللعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا۔ یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عنایت کی اس چادر نے لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپا لیا اور ظاہر کئے مجھ پر اسرار پہنچوائے مجھ سے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھ کو کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں میں مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں۔ جب آپ پر کوئی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح (فریاد و زاری) کرے"۔

________ (فیوض الحرمین)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا میں سیر فرماتے

اور لوگوں کے اعمال و احوال کو ملاحظہ فرماتے ہیں

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "در ثمین فی مبشرات النبی الامین" میں فرماتے ہیں:۔

"مجھے میرے سردار والد صاحب نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے شیخ قاری عبداللہ نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا میں نے قرآن کریم قاری زاہد سے حفظ کیا۔ وہ بیابان میں رہتے تھے۔ اس اثناء میں کہ ہم قرآن مجید کا دور کر رہے تھے، ایک عرب کی جماعت آئی اور ان کا سردار ان کے آگے تھا۔ انہوں نے قاری صاحب کی قرأت سنی اور اس سردار نے فرمایا: اللہ تجھے برکت دے۔ تو نے قرآن کا حق ادا کر دیا۔ پھر وہ تشریف لے گئے اور ایک اور شخص اسی شان میں آیا تو اس نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں گذشتہ شب خبر دی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فلاں بیاباں میں قاری صاحب کی قرأت سننے تشریف لے جائیں گے تو ہم نے جان لیا کہ جو سردار جماعت کے آگے تھا وہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم تھے۔ شیخ سید عبداللہ قاری صاحب نے کہا کہ میں نے ان کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے"۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلاء، مشکل کشا،

حاجت روا، حامی، مددگار، فریادرس اور بخشش

کے خزانوں کی کنجی ہیں!

ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا قصیدہ :-

"اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم"

ومعتصم المکروب فی کل غمرۃ
ومنتجع الغفران من کل تائب

آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بغیر مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ جہاں کہ مصیبت زدہ امداد کے لئے ہاتھ مارے ہر سختی کے وقت اور جہاں سے کہ ہر توبہ کرنے والا طلب مغفرت کر سکے ؎

واَحسن خلق اللہ خُلقاً وخِلقتاً
وانفعھم للنّاس عند النوائب

خدا کی مخلوق میں سب سے بہترین ہیں از روئے خلق کے اور از روئے خُلق کے اور از روئے پیدائش کے اور مصیبتوں اور حاجتوں کے لئے سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں ؎

واَجودُ خلق اللہ صدرًا ونائلا
وابسطھُم کفاً علی کل طالب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق میں سب سے زیادہ سخی ہیں بہ اعتبار سینہ کھولنے اور بہ اعتبار عطا فرمانے کے اور ہر سوالی کے لئے سب سے زیادہ سخاوت فرمانے والے ہیں ۔

وصلی اللہ علیک یا خیر خلقہٖ

ویا خیر مامول ویا خیر واھبٖ

تم پر درود کبریا اے بہترین کائنات ۔ اے بہترین امید گر اے بہترین صاحبِ عطا ۔

ویا خیر مَن یُرجیٰ لکشف رَزِیَّۃٍ

وَمَن جُودُہٗ فَاقَ جُودَ السحائبِ

اے بہترین ان سے ہے جن سے دفع مصیبت کی امید فائق ہے جودِ ابر سے سرکار کی جود وسخا !۔

فَاشھَدُ اَنَّ اللہَ مُترحِمُ خَلقِہٖ

وانّک مِفتاح لکنز المواھبٖ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰے اپنی مخلوق پر رحم فرمانے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم بخشش کے خزانوں کی کنجی ہیں یعنی آپ کے وسیلہ کے بغیر کسی کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

وانت مجیری من ھجوم ملمۃ

واذا انشبت فی القلب شر المخالب

سختی کے حملوں سے مجھے آپ ہی پناہ دینے والے ہیں جب دل میں پنجے ڈال دے بدتر مصیبت بلا کی ۔

فما انا اخشی ازمۃ مدلھمۃ

ولا انا من ریب الزمان براھبٖ

(پس چونکہ آپ میرے حامی ہیں اس لئے) میں سختیوں کی تاریکیوں سے نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ڈرتا اور نہ ہی مجھے گردشِ زمانہ کا کچھ خوف ہے۔

فانی منکم فی قلاع حصینۃ

وحدید من سیوف المحارب

پس میں (آپ کی پناہ کے) مضبوط قلعوں میں محفوظ ہوں۔ آپ نے میری حفاظت کے لئے جنگجو پہریدار مقرر فرما رکھے ہیں جو اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے میرے گرد گھیرا کئے ہوئے ہیں اور وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ میرے گرد آہنی دیوار بن گئی ہے۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

بارگاہِ رسالت میں فریاد کرتے ہیں

ترے بعد فرد یہ رکھتا ہے عزۂ طاعت
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بُرا ہوں بد ہوں گنہگار ہوں پہ تیرا ہوں
یہ ہے اجابتِ حق کو تری دعا کا لحاظ
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت
رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت

گناہِ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار
بنے گا کون ہمارا ترے سوا غمخوار
ترا کہیں ہیں مجھے گو کہ ہوں میں نا ہنجار
قضائے مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار
جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے رب سے ہے سروکار
کسی نے تجھ کو نہ جانا بجز ربِ ستار

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مولوی اشرف علی تھانوی بارگاہ رسالت میں

استغاثہ و فریاد کرتے ہیں

یاشفیع العباد خذ بیدی

أنت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کی شفاعت فرمانے والے : دستگیری کیجئے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی (مددگار)

لیس لی ملجاء سواک أغث

مسّنی الضُّر سیدی سندی

میرے لئے آپ کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ۔ آپ میری فریاد سُن کر میری مدد کو پہنچیں ۔ اے میرے سردار اور اے میری سَنَدْ ۔ میں مصیبت میں مبتلا ہوں ۔

غشنی الدھر یا ابن عبداللہ

کن مغیثا فانتَ لی مددی

اے ابن عبداللہ زمانہ میرے خلاف ہو گیا ہے ۔ آپ میری فریادرسی فرمائیں کہ آپ ہی میرے مددگار ہیں ۔

یارسول الالٰہ بابک لی

من غمام الغموم ملتحدی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے لئے صرف آپ کا ہی دروازہ ایسا ہے جہاں سے مجھے ہجوم غم سے پناہ ملتی ہے ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مدرسہ دیوبند کی تعمیر کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے عصائے مبارک سے زمین پر نشانات لگائے

سنہ ۱۲۹۲ ہجری ۱۸۷۶ء میں جب دار العلوم دیوبند کی موجودہ عمارتوں میں سب سے پہلی عمارت نودرہ کی بنیاد کھدوائی گئی تو اس وقت کے مہتمم مدرسہ مولانا رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجوزہ مقام پر تشریف رکھتے ہیں اور ان سے خطاب فرماتے ہیں کہ "یہ احاطہ تو بہت مختصر ہے" یہ فرما کر خود عصائے مبارک سے احاطہ و عمارت کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ "ان نشانات پر تعمیر کی جائے"

مولانا نے صبح اٹھ کر دیکھا تو نشانات موجود تھے۔ چنانچہ ان ہی نشانات پر بنیادیں کھدوا کر تعمیر شروع کرائی گئی۔ (تاریخ دیوبند صفحہ ۱۹۲) اس کے ساتھ ہی ایک دوسری حکایت ملاحظہ ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا "تم نے کس قدر

چندہ وصول کیا ہے؟

"دار الحدیث کی تعمیر کے لئے سید یوسف علی مرحوم اپنے وطن ٹونک میں چندہ جمع کر رہے تھے کہ انہیں خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا! "تم نے کس قدر چندہ وصول کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "باسٹھ روپے" (تاریخ دیوبند صفحہ ۸۶-۸۷)

تعجب کا مقام ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم غیب اور قوتِ تصرف کے منکر ہیں، انہیں بھی اپنے مدرسۂ دیوبند کی فضیلت و برتری ثابت کرنے کے لیئے مشرکانہ عقیدوں کا سہارا لینا پڑا۔ اگر ان واقعات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کوئی بھی شخص ان سے سوال کر سکتا ہے کہ مدینہ منورہ سے ہزاروں کوس دُور ہندوستان کے شہر دیوبند میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری، مہتمم مدرسہ سے ہمکلام ہونا، مجوزہ احاطہ کو مختصر فرمانا اور پھر خود عصائے مُبارک سے احاطہ و عمارت کا نقشہ کھینچ کر بتلانا کہ "ان نشانات پر تعمیر کی جائے" نیز سید یوسف علی کے پاس حضورِ انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا تُونک پہنچ کر دریافت فرمانا کہ "تم نے کس قدر چندہ وصول کیا ہے؟" کیا غیب دانی اور اختیار و تصرف کی اس قوت کو ثابت نہیں کرتا جسے کسی مخلوق میں بعطائے الٰہی تسلیم کرنے کو بھی اسماعیل دہلوی اور دیگر دیوبندی وہابیہ شرک قرار دیتے ہیں؟

پس اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا تو انہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ہندوستان کے ایک شہر میں مدرسۂ دیوبند کی بنیاد رکھی جانے والی ہے اور یہ بھی کہ آئندہ چل کر یہ مدرسہ بڑی ترقی کرے گا۔ طلباء کا ہجوم اس قدر ہو گا کہ مجوزہ احاطہ میں نہیں سمائے گا۔ نیز یہ کہ اس مدرسہ کا مہتمم کون ہے —— کہاں سو رہا ہے۔ پھر اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرتِ تصرف نہیں تھی تو اپنے حریم اقدس سے زندوں کی طرح کیونکر باہر تشریف لائے اور اس پیکر میں ظہور فرمایا کہ دیکھنے والے نے ماتھے کی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور پہچان لیا اور پھر یہ بھی نہیں کہ یہ سارا واقعہ صرف خواب تک ہی محدود رہا ہو کہ اسے کوئی واہمہ قرار دے سکے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے عصائے مبارک سے احاطہ و عمارت کا تمام نقشہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کھینچ کر فرمایا کہ "ان نشانات پر تعمیر کی جائے" تو وہ نشانات موجود پائے گئے۔ ان نشانات کو عالم واقعہ میں موجود پاکر انہی نشانات پر مدرسۂ دیوبند کی بنیادیں قائم کی گئیں اور انہی بنیادوں پر تعمیر شدہ مدرسہ تاحال موجود ہے۔

ناظرین: یہ سارے اختیارات و تصرفات وہ ہیں کہ بعطائے الٰہی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب ان کی نسبت کی جائے جب بھی دیوبندی مذہب میں یہ شرک صریح ہے لیکن یہ سارا شرک صرف اس جذبے میں گوارا کر لیا گیا ہے کہ ان کے اپنے مدرسہ کی شان کسی طرح ثابت ہو جائے۔ بہ نفسِ نفیس سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مدرسہ کی بنیادوں کے نشانات لگائیں۔ مہتمم مدرسہ کو شرف ملاقات بخشیں۔ ان سے ہمکلام ہوں اور مدرسہ کے لئے چندہ فراہم کرنے والوں سے بھی مل کر ان کے حالات و کوائف دریافت فرمائیں۔ اس مدرسہ کی شان و برتری کا کیا عالم ہوگا۔"

شُفْ ہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حاجی امداد اللہ نے فرمایا: "مولوی قلندر صاحب کو ہر روز زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی۔ ایک دن کسی حمّال (بوجھ ڈھونے والے مزدور) کے لڑکے کو کہ "سید تھا" طمانچہ مارا۔ اُس دن سے زیارت منقطع ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا۔ انہوں نے ایک زنِ ولیۂ مجذوبہ کا حوالہ فرمایا۔ جب وہ عورت مسجدِ نبوی میں آئی، مولانا نے عرض کیا۔ سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا "شُفْ، ھٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (چپ رہ۔ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

پس (مولانا نے) بیداری میں چشمِ ظاہر سے زیارت کی۔ اس سے پہلے اُس لڑکے سے عفو بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا تھا (امداد المشتاق صفحہ ۱۱۷)۔ اس واقعہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے ثابت ہوتا ہے کہ :۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے تمام واقعات اور لوگوں کے احوال سے باخبر ہیں اور سب کو جانتے پہچانتے بھی ہیں کہ مولوی قلندر صاحب نے سید صاحب کو طمانچہ مارا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی صاحب سے ناخوش ہو گئے اور روزانہ کی زیارت منقطع فرما دی۔ نیز یہ کہ اولیاء اللہ کے وسیلہ اور توسط سے خطائیں معاف ہوتیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں کہ" ولیہ مجذوبہ" کے وسیلہ سے مولوی قلندر صاحب کو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بیداری میں چشم ظاہر سے نصیب ہو گئی۔ نیز یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ سے باہر تشریف لاتے۔ خوش نصیبوں کو شرف زیارت سے نوازتے۔ اور بعالم خواب اور عالم بیداری ہیں جس سے چاہیں، جب چاہیں، جہاں چاہیں ملاقات فرماتے ہیں اور یہ وہ امور ہیں جو دیوبندی مذہب میں سراسر شرک و کفر میں داخل ہیں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست :۔

میں نے کیا کیا کہ تو نے میری سنت ترک کر دی؟

مولانا اشرف علی صاحب نے ایک حکایت بیان کی کہ حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے مرشد سے شکایت عدم رویت حق تعالیٰ کی کی۔ جواب دیا کہ: اس وقت عشاء کی نماز نہ پڑھو مقصد حاصل ہو جائے گا"۔

اس کو تعجب ہوا اور فرض کا ترک کرنا گوارا نہ ہوا صرف سنت نہیں پڑھی۔ رات کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا (خواب میں) کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:" میں نے کیا کیا کہ تو نے میری سنت ترک کر دی"؟ صبح کو اُس (مرید) نے مرشد سے کیفیت بیان کی۔ انہوں نے کہا:" اگر فرض

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(نماز) ترک کرتے خدا کا دیدار ہوتا ہے۔ (امداد المشتاق صفحہ ۹۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

اُنصُرنِی اَنصُرکَ

دیوبندیوں کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا: "ایک شامی جن کا نام غالباً سید احمد تھا۔ یہاں مکہ مکرمہ میں بہ انتظار امام مہدی آخر الزماں کہ ان کے مرشد نے ان کو قرب زمانہ امام مہدی کی خبر دی تھی مقیم تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں: "اُنصُرنِی اَنصُرکَ" (تو میری مدد کر، میں تمہاری مدد کروں گا) اور مجھ سے ارشاد کرتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ہندی کے پاس ایک تلوار ہندی ہے۔ تم ان سے تلوار لے کر امام مہدی علیہ السلام کے معین و ناصر ہو۔" (امداد المشتاق صفحہ ۱۲۲)

مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو تم یہاں سے چلے جاؤ

مولوی حسین احمد مدنی نے ایک مرتبہ درس بخاری میں ارشاد فرمایا: "ایک حاجی صاحب مدینہ منورہ پہنچے اور یہ کہہ دیا کہ: "مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہوتا ہے۔" رات کو جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ: "جب مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو آپ یہاں کیوں تشریف لائے، یہاں سے چلے جاؤ۔" یہ صاحب جب بیدار ہوئے تو بہت گھبرائے۔ لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے کہ اب کیا کروں۔ کسی صاحب نے فرمایا کہ حضرت حمزہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے مزار پر جاکر دعا کرو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالٰے تمہارے حال پر رحم فرمائے۔
چنانچہ یہ صاحب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے مزار پر گئے اور رو رو
کر اللہ تعالٰے سے دعائیں کیں۔ رات کو حضرت حمزہ خواب میں تشریف
لائے اور فرمایا "مدینہ منورہ سے چلے جاؤ ورنہ ایمان کا خطرہ ہے"۔
(انفاس قدسیہ صفحہ ۲۵۹)

ان تینوں حکایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کی باتیں
جاننا، دنیا کے تمام واقعات سے باخبر ہونا اور لوگوں کو پہچاننا، ان کی باتوں کو سننا،
گفتگو کرنا وغیرہ۔ سب باتیں خود دیوبندیوں کے پیشواؤں کے ارشادات سے
ثابت ہوتی ہیں۔ نیز مزاراتِ اولیاء اللہ پہ حل المشکلات کے لئے حاضری دینا
بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی کہ صاحب مزارات زیارت کے لئے آنے والوں کے
کلام کو سنتے۔ ان کی مشکل حل ہونے یا نہ ہونے کو جانتے ہیں اور ہدایات بھی
دیتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف انہی دیوبندیوں کے فتاویٰ کے بموجب یہ تمام امور
شرک و کفر میں داخل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مولوی نانوتوی کو ابھی

چادر میں ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی

باہر لے جاتے ہیں!

مدرسہ دیوبند کے مولویوں کے خلاف کسی نے حکومت برطانیہ کی مخالفت کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الزام لگایا۔ حکومت نے تفتیش کے لئے بعض حکام کو مقرر کیا۔ نانوتہ پہنچ کر ایک حاکم نے مولوی محمد قاسم نانوتوی سے ملنے کے لئے مسجد میں آنے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر حاکم آیا اور بیٹھا نہیں۔ چُپ چاپ مولوی نانوتوی کے سامنے کھڑا رہا۔ واپس جا کر اس نے حکومتِ ہند کو رپورٹ کی کہ جو لوگ ایسی مقدس صورتوں پر نقضِ امن اور غدر و فساد کا الزام لگاتے ہیں وہ خود مُفسد ہیں اور یہ محض چند مفسدوں کی شرارت ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت نانوتوی نے فرمایا کہ:۔

"میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی رداء مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں کبھی باہر لے جاتے ہیں، سوتے اور جاگتے اکثر اوقات یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے کہ حضور رداءِ مبارک میں لئے رہتے ہیں اور الگ کرنا نہیں چاہتے"۔

یہ تو تھی روایت۔ اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس افسانے کو سن کر کسی دیوبندی مفتی یا مولوی کی رگِ وہابیت پھڑکی؟ کسی نے بھی اس کو شرکِ صریح قرار دے کر اس کی تردید کی؟ یا اپنے مذہب سے کھلے انحراف پر کسی نے ناک بھوں چڑھائی؟ نہیں۔! چونکہ یہ معاملہ اپنے گھر کا تھا اس لئے اپنے عقیدۂ توحید سے تصادم، اپنے مذہب سے انحراف اور منہ بولے شرک کو بڑی وسعتِ قلبی سے اپنے حق میں اسلام و ایمان مان لیا۔ اس پر حاشیہ آرائیاں کیں۔ اس وہابیت سوز کہانی سے اپنے "حضرت" کی تقدس آبی کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اور مولوی نانوتوی کو مقبولِ بارگاہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ "راوی" کا بیان ہے کہ: "سب حضرات نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ ان مفسدوں کی مفسدہ پردازی اور شر سے تحفظ منظور ہے"۔ لیکن حضرت (رشید احمد) گنگوہی نے فرمایا کہ: "نہیں۔ بلکہ مولانا کی عمر ختم ہو چکی ہے اور حضور کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ جب لوگ اپنے ہو کر ایسے مفسد ہو گئے کہ خدا کے ایسے مقدس بندوں پر الزام لگانے سے نہیں شرماتے تو ہم بھی ایسی ہستی کو اب ایسے لوگوں میں رکھنا نہیں چاہتے کہ یہ لوگ اس قابل

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت (نانوتوی) زیادہ دیر زندہ نہیں رہے۔ قریب ہی زمانہ میں وفات ہو گئی۔"

اس حکایت پر حاشیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے: قولہ "سوتے جاگتے الخ۔ یہ ایک کشف صحیح ہے جس میں کچھ استبعاد نہیں اور اس کی جو تعبیر حضرت گنگوہی نے سمجھی۔ شاید ڈھانپنے سے ماخوذ ہو مگر صرف احتمال کافی نہیں۔ اصل مبنی وجدان ہے۔"

(ارواح ثلاثہ صفحہ نمبر ۲۲۳-۲۲۴)

اس حکایت کی رُو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا اثبات ہوتا ہے کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جان کر کہ ہندوستان کے قصبہ "نانوتہ" میں مولوی محمد قاسم نانوتوی اس وقت فلاں پریشانی میں مبتلا ہے۔ نانوتہ میں تشریف فرما ہوئے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مقدرت تصرف ثابت ہوتی ہے کہ حضور انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے نانوتہ میں جلوہ گر ہوئے۔ مولوی نانوتوی کو اپنی چادر مبارک میں ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے اور کبھی باہر لے جاتے رہے اور مولوی نانوتوی کو نہ صرف خواب میں بلکہ عالم بیداری میں بھی اس کے پاس موجود رہے اور اس پر شفقت فرماتے رہے۔ نیز یہ کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصیبت زدوں کی مدد فرماتے اور مفسدوں کی مفسدہ پردازی سے تحفظ فرماتے ہیں۔

نیز یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو جب تک چاہیں دنیا میں رہنے دیں اور جس کو جب چاہیں نہ رہنے دیں اور اس شخص کی موت واقع ہو جائے۔ نیز یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں کی قابلیتوں کو بھی جانتے ہیں۔

حالانکہ یہ وہ امور ہیں جنہیں تمام دیوبندی مولوی و مفتی شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ مسلمانان اہل سنت وجماعت کو بات بات پر مشرک و بدعتی ٹھہرانے والوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے پوچھا جائے کہ کیا۔ تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ براہین قاطعہ اور بہشتی زیور وغیرہ کتب تعزیرات وہابیہ۔ صرف دوسرے مسلمانوں کو بدعتی و مشرک بنانے کے لئے ہیں اور یہ خود ہر قانون سے بالاتر ہیں؟

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سیّد احمد بریلوی کو نیند سے جگایا

تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی نے سید احمد صاحب بریلوی کے متعلق اپنی کتاب "سیرت سید احمد شہید" میں ان کا ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے۔ لکھا ہے کہ :۔

"ستائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کی داہنی طرف رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں کہ "سید احمد جلد اٹھ اور غسل کر"۔

سید صاحب ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "فرزند: آج شب قدر ہے۔ یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور دعا و مناجات کرو"۔ اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔ (سیرت سید احمد شہید صفحہ ۱۴۲)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حد ہوگئی اکابر پرستی کی کہ مولوی ابوالحسن علی ندوی جیسا ترقی پسند مصنف، جس نے ساری زندگی قدامت پسند مسلمانوں کے عقائد و روایات کا مذاق اڑایا ہے۔ اسے بھی اپنے مورثِ اعلیٰ کی فضیلت و برتری ثابت کرنے کے لئے مشرکانہ عقیدوں کا سہارا لینا پڑا۔

وہابیوں کی اس کہانی سے علم غیب۔ قوتِ تصرف۔ وفات کے بعد دنیا میں چلنا پھرنا۔ ملاقاتیں کرنا۔ گفتگو کرنا۔ جناب حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علاوہ اولیاء اللہ کے لئے بھی ثابت ہوتا ہے۔ یہ سارا واقعہ چشم زدن میں ختم نہیں ہوگیا کہ اسے واہمہ کا کرشمہ قرار دیا جاسکے، بلکہ حضورِ انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اتنی دیر تک وہاں تشریف فرما رہے کہ سید احمد صاحب غسل سے فارغ ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید احمد کی بیداری میں اس سے کلام فرمایا کہ "فرزند! آج شب قدر ہے۔ یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور دعاؤ مناجات کرو"۔

اور پھر سید احمد نے عالم بیداری میں ان ہر دو حضرات کو جاتے ہوئے دیکھا بھی۔

یہ سارے اختیارات و تصرفات وہ ہیں کہ بعطاتِ الٰہی بھی جناب حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جانب ان کی نسبت کی جائے جب بھی دیوبندی مذہب میں یہ شرک صریح ہے۔ لیکن یہ سارا شرک صرف اس جذبے میں گوارا کر لیا گیا ہے کہ "قبیلے" کے "دو شیخ" کی بڑائی کسی طرح ثابت ہوجائے۔ بہ نفسِ نفیس خود حضورِ انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جس کا ہاتھ پکڑ کر نیند سے اٹھائیں، اندازہ لگا لیجئے کہ اس کے منصب کی برتری کا کیا عالم ہوگا؟

(منقول از "زلزلہ")

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مولوی حسین احمد مدنی نے بعالم بیداری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی

مولوی حسین مدنی جن دنوں مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ ایک دن آپ پارہ دو شعروں کی کتاب پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سامنے یہ مصرعہ آیا "ہاں لے حبیب رُخ سے ہٹا دو نقاب کو"۔ یہ آپ کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ روضۂ اطہر کے قریب پہنچ کر صلوٰۃ و سلام کے بعد نہایت بیقراری کے عالم میں یہ مصرعہ پڑھنا اور شوقِ دیدار میں رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد آپ کو اسی بیداری میں نظر آیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کا چہرۂ مبارک سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے"۔

(ملخصا۔ نقش حیات جلد ا صفحہ ۱۲)

معلوم ہوا کہ حضور سرکارِ دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فریادوں کو سنتے اور حل مشکلات فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی حسین احمد کی بیقراری کو محسوس فرمایا۔ ان کی فریاد سنی اور حسین احمد کو بیداری کے عالم میں اپنے رُخِ انور سے حجاب اٹھا کر اس کی مشکل کو حل فرما دیا۔

روضۂ اطہر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا

"وعلیکم السلام یا ولدی"

مشہور عالم اور بزرگ مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی مرحوم نے بیان فرمایا کہ ایک بار زیارتِ بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربارِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضری

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوئی تو مدینہ منورہ کے دورانِ قیام مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سُنا کہ امسال روضۂ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے۔ ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا تو دربارِ رسالت سے "وعلیکم السلام یا ولدی" کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنی کا فرزندِ ارجمند ہے۔ گھر پہنچا ملاقات کی۔ تنہائی پاکر اپنی طلب و جستجو کا راز بتایا۔ ابتداءً خاموشی اختیار کی۔ لیکن اصرار کے بعد کہا کہ: "بیشک جو آپ نے سُنا وہ صحیح ہے"۔ یہ نوجوان تھے مولانا حسین احمد مدنی"۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۲۹)

دیوبندی وہابیہ کے دو رُخ ہیں۔ ایک رخ تو وہ ہے جس سے وہ ان امور کے تحت مسلمانانِ اہلِ سنت کو بدعتی، مشرک اور کافر ٹھہراتے ہیں اور دوسرا رُخ یہ ہے جو انہی کے اقوال و احوال سے دیکھ رہے ہیں کہ انہی امور کے قائل و مرتکب ہونے کے باوجود نہ بدعتی بنتے ہیں اور نہ مشرک و کافر۔ بلکہ اسلام کے ٹھیکیدار اور خدائی فوجدار بنے پھرتے ہیں ؎

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔!

واضح رہے کہ اس سلسلہ میں اور بھی بہت کچھ پیش کیا جا سکتا ہے مگر اظہارِ حق اور اتمامِ حجت کے لئے یہ بھی بہت ہے۔ منصف مزاج حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر، مخلوق کی طرف متوجہ، نگہبان، حامی و شفیع، فریاد رس، مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء، جائے پناہ، صاحبِ جود و عطاء، خالق و مخلوق کے درمیان واحد وسیلہ اور کائنات میں متصرف اور مختارِ کل جانتے ہیں اور دوسری طرف اسماعیل دہلوی کا فتویٰ یہ ہے کہ:-

"اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوجاتا ہے گو کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔"

(تقویۃ الایمان صفحہ ۔۔)

نیز لکھا ہے کہ "اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے وقت میں بھی کافر اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔"

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)

ماہر صاحب فاران توحید نمبر کے صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں "اب اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس انداز میں تعریف کرتا ہے کہ ساری مخلوقات آپ کے در سے پل رہی ہے۔ آپ کائنات کے مالک و مختار ہیں۔ آپ حاضر و ناظر ہیں۔ آپ ہر امتی کے حال پر نگاہ رکھتے ہیں۔ آپ پریشان حالوں کی فریاد سنتے ہیں اور ان کی مشکلوں کو کھولتے ہیں تو وہ آپ کو حد سے بڑھاتا ہے۔" پھر صفحہ ۲۶ پر لکھا: "عیسائی۔ ہندو اور بدھ جتنے مشرکین اور کفار زمین کے پردے پر پائے جاتے ہیں۔ ان کا فساد عقائد اس باب میں مشترک ہے۔"

تو اب دیوبندی صاحبان بتائیں کہ اگر تقویۃ الایمان میں اسماعیل دہلوی کے فتوے صحیح اور ماہر صاحب کا مندرجہ بالا فتویٰ درست ہے تو خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بھی ابوجہل کے برابر اور عیسائی، ہندو اور بدھ وغیرہم تمام کفار کے زمرہ میں آتے ہیں یا نہیں؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انصاف شرط ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اسماعیل دہلوی اور ماہر صاحب اور ان کی طرح کے دوسرے جملہ وہابیہ کے ایسے تمام فتاوی سراسر غلط، باطل اور بیہودہ ہیں۔ ان کے عقائد جمہور علمائے اُمت کے عقائد سے مختلف ہیں۔ ان کے تحریر و بیان سے واضح ہوتا ہے کہ :۔

وہابیہ توحید اور شرک کے مفہوم سے نا آشنا ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہراتے ہیں اور انبیاء و اولیاء کو بتوں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ لوگ صفاتِ ذاتی اور صفاتِ عطائی کے فرق کو نہیں سمجھتے۔ نسبتِ حقیقی اور نسبتِ مجازی میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ وہابیہ کے مذہب میں کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا بھی کفر و شرک میں داخل ہے کہ یہ صفت یہ شان یہ کمال اسے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہے۔ چنانچہ ماہر صاحب نے فاران توحید نمبر کے صفحہ ۲۵ - ۲۶ پر لکھا ہے: "یہ ذاتی اور عطائی کی بحث و تفریق جس کی طرف چند صفحے پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے بڑی دھوکے میں ڈالنے والی چیز ہے۔ اگر اللہ تعالٰے نے انبیاء و اولیاء اور شہید کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ کائنات میں جس طرح چاہیں تصرف کریں۔ قبر و برزخ میں ہزاروں میل سے لوگوں کی فریاد سن کر ان کی مصیبتوں کو ٹال دیں، کون و مکان کا کوئی ذرہ ان سے پوشیدہ نہ ہو۔ رزق، اولاد، جاہ و منصب کے وہ بانٹنے اور عطا کرنے والے ہوں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالٰے نے جو ذاتی خدا ہے بہت سے عطائی خدا بنا دیئے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰے کی غیرت تفرید و توحید اس شرک کو کسی عنوان گوارا نہیں کر سکتی۔"

امام الوہابیہ نے تقویۃ الایمان صفحہ ۲۱ میں لکھا: "اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

صفات ذاتی اور صفات عطائی کا فرق بیان کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توحید و شرک کی تعریف و حقیقت بیان کر دی جائے تاکہ یہ مسئلہ سمجھنے میں مزید آسانی ہو جائے۔

توحید کی تعریف

کلمہ طیبہ لا الٰہ اِلّا اللہ میں توحید کا مکمل بیان ہے یعنی اس بات کا زبان سے اقرار اور دل سے یقین کرنا کہ سچا معبود اللہ تعالٰی کے سوا کوئی نہیں۔

لا الٰہ اِلّا اللہ کی شرح میں حضرت العلامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:۔

(لا الٰہ) لا۔ ھی النافیۃ للجنس علی تنصیص علی نفی حدے کل فرد من افرادہ (اِلّا اللہ) قیل خبر۔ لا۔ والحق اَنّہ محذوف والاحسنُ فیہ لا الٰہ معبودٌ بالحق فی الوجود۔ اِلّا اللہ۔ ولکون الجلالۃ اسمًا للذات المُستجمع لکمال الصفات وعلما للمعبود بالحق قیل لو بدّل بالرحمان لا یصح بہ التوحیدُ المُطلقُ ثم قیل التوحید۔ ھو الحکم بوحدانیتہ منعوتا بالتنزہ عمّا یُشابہُ اعتماداً فقولا وعملا فیقینا و عرفانا فمشاھدۃ و عیانا فثبوتا ودواما:

ترجمہ:۔ لا الٰہ میں لا نفی جنس کا ہے جو ہر فرد اِلٰہ کی نفی پر نص ہے اور اِلّا اللہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ "لا" کی خبر ہے اور حق یہ ہے کہ خبر محذوف ہے اور احسن یہ ہے کہ ہستی میں کوئی "الٰہ" معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیونکہ اسم اللہ ذات مستجمع صفات کمال کا اسم اور معبود برحق کا علم ہے۔ کہا گیا ہے کہ اگر اس کی جگہ الرحمان لایا جائے تو توحید مطلق اس سے صحیح نہ ہو۔ پھر کہا گیا ہے کہ توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور اس کو جاننا ہے اور اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزہ ثابت کرنا اعتقاداً پھر قولاً و عملاً پھر یقیناً و عرفاناً پھر مشاہدۃً وعیاناً پھر ثبوتاً و دواماً۔"

شرک کی تعریف

شرک وہی ہے جس کو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ نے باطل کیا یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود ٹھہرانا۔ تفسیر خازن میں ہے "مَنْ یُّشْرِكْ بِاللہِ یعنی یجعل معہٗ شریکا غیرہٗ" شرک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک ٹھہرایا جائے۔"

شرح عقائد میں ہے "اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْكِ فِی الْاُلُوْهِیَّةِ یعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لِعَبَدَۃِ الاصنام یعنی شرک کرنا یہ ہے کہ شریک کا ثابت کرنا ہے۔ الوهیۃ میں یعنی وجوب وجود میں جیسے کہ مجوسی کرتے ہیں یا یعنی استحقاق عبادت میں جیسے کہ بت پرست کرتے ہیں۔ کذا فی شرح الفقہ الاکبر۔"

حضرت شیخ المحققین عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہٖ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت۔" خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے دوسرے یہ کہ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے سوا حقیقۃً خالق جانے۔ تیسرے یہ کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غیر اللہ کی عبادت کرے یا اللہ کے سوا کسی کو مستحق عبادت سمجھے۔

معلوم ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات و صفات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالےٰ ہے اور فقط وہی عبادت کے لائق ہے اور حقیقۃً وہی خالق ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ذات و صفات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات جانے یا اسے حقیقتاً خالق جانے یا مستحق عبادت سمجھے تو وہ مشرک ہے مثلاً آریہ جو اللہ کے سوائے روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور خالق سے بے نیاز جانتے ہیں مشرک ہیں۔ اور مثلاً ستارہ پرست کہ تغیراتِ عالم کو تاثیرِ کواکب سے جانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ستارے اپنی تاثیرات میں غنی بالذات ہیں، کسی کے محتاج نہیں، پس یہ بھی مشرک ہیں۔ یا بت پرست جو بتوں کو مستحق عبادت جانتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں یہ بھی مشرک ہیں۔ لیکن جو لوگ اشیاء کو اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے موجود مانتے اور ان کی تاثیرات و صفات کو اللہ تعالےٰ کی عطاء سے جانتے ہیں وہ کسی طرح مشرک نہیں ٹھہرتے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات و صفات میں۔ واجب الوجود۔ ازلی۔ ابدی۔ مستقل۔ غیر متغیر۔ قائم بالذات۔ خالق و مالک حقیقی۔ غنی عن الغیر۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ پس اللہ کی سی صفات اوروں کے لئے تسلیم کرنے یا اللہ کی سی صفات کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنے کا یہ مطلب ہوا کہ غیر اللہ کے لئے صفاتِ ذاتی۔ قدیم۔ مستقل۔ غیر متغیر کا اعتقاد رکھا جائے اور اسے عطائے الٰہی کے بغیر کسی صفت سے متصف تسلیم کیا جائے جو کہ یقیناً شرک ہے۔ پس اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کی رُو سے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے ذرہ بھر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اور تسلیم کرنا یا کسی بھی صفت کو ماننا اگر بالذات ہو تو شرک ہے۔ لیکن غیر اللہ کے لئے کسی صفت کا اثبات بعطاءِ الٰہی ہرگز شرک نہیں جبکہ وہ صفت از روئے قرآن و حدیث اس کے لئے ثابت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین آثار کو اسباب کی طرف حقیقتاً منسوب کرتے
ہیں اور انہیں مستقلاً بالذات مؤثر جانتے ہیں۔ مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتے
ہیں اور ان وسائل کے حجابات میں قادرِ مطلق کے دستِ قدرت کو دیکھتے ہیں،
اختیار بالذات اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں اور افعال، صفات، اور تاثیرات کو اسباب و
وسائل کی طرف مجازاً منسوب کرتے ہیں نہ کہ حقیقتاً۔ پھر اگر اس فرق و امتیاز کو
تسلیم نہ کیا جائے تو انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے اور ایمان کی کوئی راہ
ہی نہ رہے۔ پس مخلوق میں سے کسی کے لئے صفات و کمالات کو بہ عطائے
الٰہی جاننا ہی "اللہ کی سی صفات اوروں کے لئے تسلیم یا ثابت کرنے" کے
حکم سے خارج ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بالذات ہیں نہ کہ بالعطاء یعنی
اللہ تعالےٰ کی کوئی صفت یا کمال غیر سے حاصل شدہ نہیں۔ اس کا ہر کمال ذاتی اور
غیر کسبی ہے تو ثابت ہوا کہ کسی اور کے لئے صفات و کمالات بعطائے الٰہی تسلیم
یا ثابت کرنا شرک نہیں وھو المراد۔

پس معلوم ہوا کہ سفہاء الاسلام وہابی اب تک ذات و صفات الٰہی سے بے خبر
اور جاہل ہیں کہ یہ مسئلہ ان کی سمجھ میں نہیں آسکا ہے۔ اسی لئے یہ لوگ انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کے لئے کوئی صفت و کمال بعطائے الٰہی تسلیم
کرنے کو بھی اللہ کی سی صفت تسلیم کرنا قرار دے کر خواہ مخواہ صحیح العقیدہ
مسلمانوں کو مشرک ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ ہنوز وہ خود توحید و شرک کی حقیقت سے
بے خبر ہیں۔ قصور تو ہے خود ان کے فہم و علم کا مگر مجرم ٹھہراتے ہیں دوسرے
بے گناہوں کو۔ ان کے اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کا یہ ناقابل تردید ثبوت ہے کہ
یہ مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی کوئی صفت بعطائے الٰہی تسلیم کرنے کو تیار
نہیں۔ پھر بھلا اگر کوئی ان سے پوچھے کہ اگر تم کسی کے لئے کوئی صفت بعطائے
الٰہی تسلیم کرنے کو شرک ہی ٹھہراتے ہو تو بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ کی صفت حیٰ
ہے یا نہیں۔ پھر کیا شرک سے بچنے کی خاطر تم اپنے آپ کو مردہ کہو گے یا کیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمہارے بڑے بھی کسی زمانہ میں صفتِ حیات متصف نہیں رہے ہیں اور کیا اب تم بھی اس دنیاوی زندگی میں صفت حَیٌّ سے متصف ہو یا نہیں، اور اللہ تعالےٰ کی ایک صفت عَالِمٌ ہے تو کیا تم خود کو یا اپنے پیشواؤں کو عالم نہیں سمجھتے ؟ علےٰ ھٰذا القیاس، سَمِیْعٌ اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اور بَصِیْرٌ بھی تو کیا تم سمیع اور بصیر نہیں ہو۔ پھر کلام کرنا بھی اللہ کی صفت ہے اور ارادہ و قدرت بھی اللہ تعالےٰ کی صفات ہیں. پھر شرک سے بچنے کے لئے تم کیا کروگے ؟ کیا یوں کہتے ہو کہ ہم میں اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت نہیں۔ ہم سب مُردے ہیں، جاہلِ مطلق ہیں، بہرے ہیں، اندھے ہیں، گونگے ہیں اور ہم میں نہ ارادہ ہے نہ قدرت تو کیا پھر تم خاک ہو یا پتھر اور پھر اگر تمہاری یہ بات بھی بالفرض تسلیم کر لی جائے کہ تم سب کے سب اجساد جامد ہو تو بھی تمہارا پیچھا شرک سے نہیں چھوٹتا کہ جسم جامد ہونے کی صورت میں بھی "موجود ہونا" پایا جائے گا اور موجود ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو پھر شرک سے بچنے کے لئے اپنے وجود کا بھی انکار کر دوگے ؛ یعنی کہ دنیا میں تمہارا وجود ہی نہیں ہے۔ پھر اگر تمہاری یہ باتیں صحیح ہیں تو بتاؤ کہ تم کیا ہو ؟ تم کس حیثیت سے موجود ہو ؟ دنیا میں کیونکر چلتے، پھرتے، دیکھتے، سنتے، دنیاوی کاروبار کرتے اور یہ شرک و کفر کی گردانیں رٹتے اور اوٹ پٹانگ تحریریں لکھتے اور لمبی چوڑی تقریریں جھاڑتے پھرتے ہو. تم میں یہ صفات کہاں سے آگئیں ؟ کیا تم میں یہ صفات بالذات یعنی خود بخود ہیں یا اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ ؟

تو اب لامحالہ انہیں تسلیم کرنا پڑے گا اور کہنا پڑے گا کہ ہمیں یہ صفات اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہیں. مگر اس قدر خرابیِ بسیار کے بعد بھی اپنے خانہ ساز اصول کی بنا پر شرک سے نہ بچ سکے بلکہ مشرک ہی ٹھہرے۔ کیونکہ ان کا اصول یہ ہے کہ :" پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے. خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے ." تو ان کو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چاہیئے کہ کوئی تیسری صورت نکالیں اور شرک سے بچنے کی تدبیر کریں ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور پھر یہ بات بھی غورِ طلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو کوئی صفت عطا نہیں فرمائی تو پھر افراد و اشیاء مخلوقات میں ہزارہا لکھوکھہا بلکہ لاتعداد اقسام صفات کیونکر پائی جاتی ہیں۔ مثلاً مختلف اقسام کی ادویہ اور جڑی بوٹیاں کہ نفع بھی پہنچاتی ہیں اور نقصان بھی۔ اور چاقو، چھُری، تیر و تفنگ، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم وغیرہ ہتھیاروں میں یہ قوت کہاں سے ہے کہ جانداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیں اور پہاڑوں کو اڑا دیں اور علاقوں کے علاقے چشم زدن میں تباہ و برباد کر کے رکھ دیں۔ نیز ٹیلیفون، وائرلیس، ریڈیو اور ٹیلیویژن وغیرہ میں یہ صفات کہاں سے آگئیں کہ سینکڑوں، ہزاروں میل دور ہلکی سے ہلکی آوازوں اور تصویروں کو بھی آنِ واحد میں پہنچا دیں اور یہ بات تو صاف ہے کہ ان اشیاء میں صفات و تاثیرات ذاتی نہیں ہیں تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان اشیاء میں یہ صفات و تاثیرات بعطائے الٰہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات و قدرتوں کا ظہور ان کے ذریعہ ہوتا ہے۔

تو پھر جبکہ ایسی ادنیٰ اور بے جان اشیاء کے لئے بھی صفات و تاثیرات بعطائے الٰہی تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں تو حضرت انسان کے لئے جو کہ اشرف المخلوقات ہے، صفات بعطائے الٰہی تسلیم کرنے میں کیونکر تامل ہو سکتا ہے۔ پس وہابیہ کے انکار سے واضح ہے کہ یہ بیچارے عام انسان کے مقام و منصب سے بھی واقف نہیں چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارہم کے مقامات و مناصب کو جان سکیں۔

پس آئیے اور دیکھئے کہ حضرت قبلہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سترۃ العزیز اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو" : تفسیر فتح العزیز پارہ اول زیر آیۃ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۔

خلیفتہ اللہ کو زمین کی چیزوں اور ساکنان آسمان و

مؤکلان کواکب پر حکمرانی حاصل ہے

بر تحقیق من گردانندہ ام در زمین خلیفہ را کہ خلافت من نماید در اشیاء زمین تصرف کند وچوں تصرف در اشیائے زمین بدوں تصرف در اسباب آں اشیاء کہ مربوط بہ آسمان است متصور نیست پس ہرچند آں خلیفہ از عناصر زمین پیدا شود و در محل کون و فساد ساکن و مستقر گردد اما در وے روحے آسمانی نیز خواہم دمید کہ بہ سبب آں روح بر سکان، آسمان و مؤکلان کواکب نیز حکمرانی نماید و آنہا را بکار خود مصروف سازد چنانچہ گوئندہ گفت ؎

گدائے مصطبہ ام لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

ترجمہ :- اللہ تعالٰے نے فرمایا "میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں" جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے ۔ اور چونکہ اشیائے زمین میں تصرف کا تصور نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس کے اسباب میں کہ جو اشیاء مربوط بہ آسمان میں تصرف حاصل نہ ہو۔ اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہوگا اور محل کون و فساد میں سکونت اختیار کرے گا ۔ لیکن میں اس میں آسمانی روح پھونکوں گا۔ جس کے سبب وہ ساکنانِ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آسمان اور مؤکلان کواکب پر بھی حکمرانی کرے گا۔ اور انہیں اپنے کام میں مصروف کرے گا"

اور اس کے بعد شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو ایسی قدرت عطا فرمائی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے!

"اورا قدرتے داد مذکر نمونہ قدرت خود است بہ آں معنے کہ چنانچہ قدرتِ کاملہ الہٰی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابتۃ الآثار است ہمچناں قدرت ایں خلیفہ بجمع و تفریق و تحلیل و ترکیب و حکایت و تصویر سبب مصنوعات بیشمار گردید۔ پس در جمیع صفات و آثار آنہا حکایت و انموذج صفات علیائے الہٰی گشت و معنئ خلافت متحقق شد۔"

ترجمہ:۔ "پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو ایسی قدرت عطا فرمائی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے۔ بہ ایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کے وجود کا سبب ہے۔ ایسے ہی خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق، تحلیل و ترکیب اور حکایت و تصویر میں بیشمار مصنوعات کا سبب ہے پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیاء کا نمونہ ہو گیا اور خلافت کے معنے ثابت ہو گئے۔"

فافہم و تدبر ولا تکن من الوھابیین

اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین وہابیہ نے یہ اصول ٹھہرا رکھا ہے کہ مسلمانوں کو بہر نوع مشرک ثابت کرنے کے لئے جائز و ناجائز باتوں کو خلط ملط

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے ناجائز امور کی آڑ میں جائز امور پر بھی ناجائز ہونے کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ مثلاً اسی عبارت کو لیجئے " اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے " یہ بات صحیح ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ جو کوئی کسی کے لئے اللہ کا سا تصرف ثابت کرے یا تسلیم کرے یعنی غیر اللہ کے لئے قدرتِ تصرف ذاتی، مستقل، ازلی، ابدی، جانے اور مانے تو یقیناً مشرک ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارہم میں سے کسی کے لئے تصرف و علم وغیرہ کوئی صفت ذاتی، مستقل، ازلی، ابدی نہ جانتا ہے اور نہ مانتا ہے مگر وہابیہ کا مسلمانانِ اہلِ سنت و الجماعت پر یہ الزام رکھنا کہ وہ انبیاء و اولیاء کے لئے صفاتِ ذاتی جانتے اور مانتے ہیں سراسر ظلم عظیم اور بہتان و افتراء ہے۔ پس " اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے " لکھ کر اس صحیح بات کے ساتھ اس غلط بات کو جوڑ دیا کہ " پھر خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے " اور پھر دونوں باتوں پر یکساں طور پر شرک ہونے کا فتویٰ ٹھونک دیا۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

نعوذ باللہ من شرور الوھابیہ

مخلوق کے لئے تصرف بعطائے الٰہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے چنانچہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے برگزیدہ بندے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے خطاب فرماتا ہے :-

واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتٰی باذنی۔ الآیہ (پ سورۃ المائدہ ع ۱۵)

ترجمہ :- اور جب مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا[1]۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔

اِنّی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتٰی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔

الآیۃ (سورۃ آل عمران رکوع ۵)

ترجمہ:۔ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔"

اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ میں نے قوت اور قدرت تصرف عطا فرمائی کہ تم مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ زندگی

---

[1] اس آیۃ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی بحکم الٰہی دافع البلاء اور مشکل کشا ہوتے ہیں۔ کیونکہ اندھا یا کوڑھی ہونا بلاء ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے دفع ہوتی تھی اور آپ قبر میں دفن شدہ مردوں کو زندگی بخشتے تھے۔ چنانچہ آپ نے صدہا سال پیشتر فوت شدہ حضرت سام بن نوح علیہ السلام کی قبر پر جا کر انہیں زندہ فرمایا۔ لہٰذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی کشتی کو صحیح سلامت نکالا ہو تو کیا بعید ہے۔ اس برات کے دولہا کا نام کبیر الدین ہے۔ لقب دریائی دولہا۔ اب انہیں شاہدولہ کہا جاتا ہے ان کی قبر شریف گجرات (پاکستان) میں ہے۔

(نور العرفان فی حاشیۃ القرآن ص۲۰۰)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پا کر اڑنے لگتا اور تو مادر زاد اندھے اور برص والے کو شفاء دیتا اور تو مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "میں مٹی سے پرندہ کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ زندگی پا کر اڑنے لگتی ہے۔ ناقابلِ علاج امراض والوں، مادر زاد نابینا ہونے اور برص والے کو شفاء بخشتا ہوں۔ میں مُردے زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ گھروں میں رکھتے ہو سب کچھ بتا دیتا ہوں اور یہ تو ظاہر ہے کہ یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی خاص صفات سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان صفات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات خاص کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور یہ اس لئے کفر و شرک میں داخل نہیں کہ ان افعال وصفات کی نسبت باذن اللہ یعنی بہ عطائے الٰہی ہے نہ کہ بالذات۔ پھر اگر وہابیہ کے اصول کو تسلیم کیا جائے تو نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرک ثابت ہوتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ من ھفوات الوھابیہ۔

چنانچہ وہابیہ کا اصول ہے کہ: "پھر خواہ یوں سمجھیے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھیے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان)

اور حضرت ماہر صاحب فرماتے ہیں کہ: "یہ عطائی اور ذاتی کی بحث و تفریق بڑی دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے۔" (فاران توحید نمبر) صحیح و درست قرار دیا جائے تو پھر ان آیاتِ قرآنی اور روایاتِ حدیث کے متعلق کیا کہا جائے گا، جن میں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بیان بالوضاحت مذکور ہے۔ کیا یہ وہابی صاحبان ایسے فرمانِ الٰہی اور فرمانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) بڑی دھوکہ میں ڈالنے والی چیز کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے عطا فرمایا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے"۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرما دیا"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ۔ (رواہ احمد و ابو بکر بن ابی شیبۃ عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم)

ترجمہ:- مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا۔ رُعب سے میری مدد فرمائی گئی، اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں"۔

اس مضمون کی حدیثیں گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکی ہیں۔ نیز قرآن مجید میں ایسی آیات بکثرت ہیں جن میں عطاءِ الٰہی کا بیان ہے۔

قولہ تعالیٰ: "وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی"۔

وقولہ تعالیٰ: "فَقَدْ اٰتَیْنَا اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا۔ الآیۃ۔ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا"۔

یہودی کہتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں۔ نبوت اور حکومت کے ہم مستحق ہیں تو پھر ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عرب کی اطاعت کیسے کریں۔ یہود کے جواب میں یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی: "اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَا اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا۔ (پ۵ سورۃ النساء ع۸) یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا"۔ یعنی نبوت اور علم کے ساتھ دنیاوی سلطنت جیسے حضرت یوسف، حضرت داؤد، حضرت سلیمان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہم السلام کو اللہ نے انہیں نبوّت اور سلطنت دونوں بخشیں۔ ایسے ہی اگر ہم نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت اور سلطنت بخشی تو تم کو کیوں بُرا لگا۔ (نور العرفان)

وقولہٗ تعالیٰ "اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَآتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا (پ۱۶ سورۃ الکہف ع ۱)"۔ بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔"

تفسیر جمل میں ہے: "مکّنّالہٗ امرہٗ من التصرف فیھا کیف یشآء" یعنی ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی جس طرح چاہے تصرف کرے۔"

نیز معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام قدس اللہ باسرارھم کے متعلق ان صفات اور فضائل کو جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں (معاذ اللہ) عطائی خدا مان لیا گیا ہے۔ یہ محض ماہر صاحب کی شاعرانہ جدت طرازی اور نکتہ نوازی کا کرشمہ ہے جس کی کچھ حقیقت نہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف اور قدرتوں کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف فرمائی جو خاص اوصافِ الٰہی ہیں۔ مگر ساتھ ہی باذن اللہ فرما کر واضح فرما دیا کہ میرے برگزیدہ بندے عیسیٰ (علیہ السلام) میں یہ صفات میرے اذن اور میری عطا سے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور برگزیدہ بندوں کو ایسی صفات سے متصف فرماتا ہے جس سے دوسرے عام انسان بہرہ ور نہیں ہوتے اور ان مقبول برگزیدہ نفوس قدسیہ کے متعلق ان صفات کو تسلیم کرنا قرآن و حدیث پر ایمان لانا ہے نہ کہ کفر و شرک۔

پس یہ کہنا کہ "ذاتی اور عطائی کی بحث و تفریق بڑی دھوکے میں ڈالنے والی چیز ہے" بجائے خود دھوکہ میں ڈالنا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بحمدہ تعالیٰ مسئلہ توسل و استمداد، قرآن و حدیث اور ارشادات بزرگان دین سے احسن و اکمل طور پر اظہر من الشمس ہوا۔ نیز اکابرین وہابیہ کے اقوال سے اتمام حجت ہو چکی اور ضمناً منکرین کے خیالات فاسدہ و عقائد باطلہ کی مکمل تردید بھی ہو گئی اور مضمون پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

رسالہ تنویر الایمان جلد اوّل کے تتمہ میں تبرکاً و تیمناً

مسئلہ توسّل و استمداد پر شیخ محقق شاہ عبدالحق

محدّث دہلوی کا محققانہ محاکمہ

تحریر کرتا ہوں جو حرفِ آخر کا مقام رکھتا ہے۔ وھو ھٰذا "یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان چاروں مواطن میں پہلا موطن اس جناب عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص ہے یعنی جیسا کہ توسّل کیا گیا آپ کی روحِ مبارک کے ساتھ قبل آپ کے خلعت جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی روح کے ساتھ وقوع میں نہیں آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمیٰ میں آپ کے ساتھ شریک نہیں اور نہ وارد ہوا نص کا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اس باب میں کفایت کرتا ہے۔ مگر توسّل اس جناب کے ساتھ نشاۃ حیات دنیا میں ظاہر ہے کہ آپ کے خصائص سے نہیں ہے بلکہ آپ کے تابعین کو بھی جو آپ کے شرف اتباع اور شرفِ قرابت سے مشرف ہیں ثابت ہے اور ثبوت کرامات

سلہ (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں بظاہر تشریف آوری سے قبل (۲) آپ کے حین حیات ظاہری (۳) آپ کی رحلت کے بعد قیام بہ عالم برزخ کے زمانہ میں (۴) روز قیامت۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور تصرفات غیر متناہیہ ان حضرات کا مکتوبات میں اس مطلب کے اثبات میں کافی ہے اور توسل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باراں میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالم کا اس میں خلافِ معمول متحقق نہیں [1] ہے اور اسی طرح توسل اور طلب۔ مدد بہ وسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیاء اور اولیائے [2] امت کو بھی جائز ہے، چنانچہ عقائد کی کتابوں میں موجود ہے۔ اب رہا تبرک و توسل عالمِ برزخ اور موطن قبر میں وہ بھی حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولیاء و صلحائے امت کے ساتھ جائز ہے۔ اس جہت سے کہ حالتِ حیات میں تو جواز توسل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہے اور بہ سبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس کو شعور و ادراک و قرب و منزلت خدا تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے تو بعد مرنے کے بھی ان کے ساتھ توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ساتھ اس کے کہ حقیقت معنے توسل و استمداد کے سوال و دعا ہے۔ جناب باری سے بہ واسطہ اس محبت و اکرام کے جو اس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اس بندہ کی روح سے طلب و التماس ہے اس بات کی کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب میں بوسیلہ اپنے قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اس میں نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ جس کو وسیلہ ٹھہرایا ہے اس کی ذات باقی ہے بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اس کے

---

[1] حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے واضح ہے کہ منکرین توسل و استمداد وہابیہ جاہلِ مطلق ہیں۔ ان کا شمار علماء میں نہیں کیا جا سکتا۔

[2] اولیاء اللہ سے توسل و استمداد کے ثبوت میں تنویر الایمان جلد دوم میں مکمل و مدلل مضمون ملاحظہ کریں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منع پر کافی ہے ۔ ہاں اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اس بات پر کہ سوائے انبیائے کرام علیہم السلام کے اور کسی کے ساتھ توسّل کرنا درست نہیں تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہیں" انتہی کلام الشریف (جذب القلوب)

شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہ کے محاکمہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کے جواز پر تمام علمائے امت متفق ہیں اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اولیاء کے مزاراتِ مقدسہ پر حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرنا اور ان کی خدمت میں یوں عرض کرنا کہ ہماری حاجت روائی اللہ تعالٰی سے کروا دیں ۔ ہماری مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالٰی کی بارگاہِ عالیہ میں شفاعت فرمائیں ۔ بلاخلاف جائز و مستحسن ہے اور اس کے ممنوع ہونے پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ثابت نہیں ۔

شاہ صاحب کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ تک منکرین گستاخ نجدی وہابیوں کا ظہور نہیں ہوا تھا جو کہ قرآن مجید کی ان تمام آیات اور حدیث کی روایات کو جو بتوں کی تردید اور بُت پرست کفار و مشرکین کی مذمت میں وارد ہیں نفوسِ قدسیہ ، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارہم اور ان سے توسّل و استمداد کرنے والے مسلمانانِ اہلِ سنت والجماعت پر چسپاں کرتے ہیں اور آپ کے ارشاد سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جن آیاتِ قرآن و روایات حدیث کے سہارے سے منکرین وہابیہ توسّل و استمداد کو ناجائز و حرام اور کفر و شرک ثابت کرتے ہیں ۔ ان آیات اور روایات سے توسّل و استمداد کے ناجائز و حرام یا کفر و شرک ہونے پر کوئی دلیل ثابت نہیں ہوتی ۔

یہ محض نجدیہ وہابیہ کی تحریف قرآن و حدیث کا ہی کرشمہ ہے جو یحرّفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق افتراء علی اللہ و علی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الرسول کرکے جرم عظیم کے مرتکب ہیں جو کہ عنقریب اپنے کئے کی جزا و سزا کو پہنچنے والے ہیں کہ روز قیامت دُور نہیں ہے تاہم ان کی یہ تمام اچھل کود بیکار ہے اور حق و صداقت اپنے مقام پر قائم و دائم ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذالک ؎

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اعلحضرت مجدد دین و ملّت مولٰینا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ؎

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور ان سے اپنی پناہ میں رکھے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ جنّ اور آدمی جو بہت گمراہ کن ہیں، ایسے انسان بہت خیر خواہ بن کر لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ اگر ان کی ایک بات مان لو تو آئندہ زیادہ منانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر پہلے ہی انہیں درکار دیا جائے تو ہٹ جاتے ہیں۔ ان سے غافل نہ رہنا چاہیئے کہ دولت ایمان کے ڈاکو بہت ہیں۔

اللّٰھم اعذنا منھم امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ بجاہ نبیک حبیبک شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیدنا و مولٰینا محمد و علیٰ الہٖ واصحابہٖ واولیائہٖ وعلمائے امتہٖ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسائر اہل السنۃ والجماعۃ اجمعین۔

حرفِ آخر

مورخہ ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ بمطابق ۴ر جنوری ۱۹۵۸ء
الفقیر الی الرحمان ابوالحسان حکیم محمد رمضان علی قادری قریشی غفرلہٗ
خطیب جامع مسجد غوثیہ اہل سنت وجماعت۔ سنجھورو ضلع سانگھڑ
(سندھ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

استمدادِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

یا خاتم الرسل المبارک ضنوہٗ — صلی علیک منزل القرآن

اے ختم الرسل آپ برکت و سعادت کے چشموں کا منبع ہیں قرآن نازل کرنے والے نے آپ پر درود بھیجا ہے

حضرت عمر جن صحابی رضی اللہ عنہ

فصلوٰۃ اللہ الخلق علیک — وجاد فمکلت السکب

خلقت کے معبود (اللہ تعالیٰ) کا درود آپ پر ہو اور آپ کے روضۂ انور پر رحمت کی موسلا دھار بارش ہو

غوث اعظم قدس سرہٗ

چو ذرہ ذرہ شود ایں تنم بخاکِ لحد — تو بشنوی صلوات از جمیع ذراتم
سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے — قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

خاک لحد میں میرے جسم کا ریزہ ریزہ بھی ہو جائے تب بھی آپ میرے جسم کے تمام ذرات سے صلوٰۃ وسلام کی آواز سنیں گے میرا ہر سانس آپ پر درود و سلام پڑھتا ہے۔ آپ اپنے کرم سے میرے اس صلوٰۃ وسلام کو قبول فرمائیں۔

حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ

یا صاحب الجمال ویا سید البشر — من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ابن خلدون ولی الدین عبدالرحمٰن

انی دعوتک واثقاً بلجابتی — یا خیر مدعو وخیر مجیب

میں نے بڑے وثوق سے آپ کو پکارا ہے اب میری دعا ضرور قبول ہوگی اے پکارے جانے والوں اور جواب دینے والوں میں سب سے بہتر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عبدالرحمٰن جامی

یا شفیع المذنبیں بارگنہ آوردہ ام
بدرت ایں بار باپشتِ دوتاہ آوردہ ام

چشمِ رحمت برکشا موئے سفیدِ من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیہ آوردہ ام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

خرابم در غمِ ہجر جمالت یارسول اللہ
جمالِ خود نما سوئے بہ جانِ زار شیدا کن

بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما
بہ لطفِ خود سرو سامانِ جمع بے سروپا کن

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

صلی اللہ علیک یا خیر خلقہٖ
ویا خیر مامول ویا خیر واہب

آپ پر اللہ کا درود ہو، اے بہترین کائنات، اے بہترین امیدگاہ، اے بہترین صاحبِ عطا!

شاہ رفیع الدین ابن شاہ ولی اللہ

یا احمد المختار یا زین الوریٰ
یا خاتم الرسل ما اعلاک

اے احمد مختار، اے مخلوق کو زینت بخشنے والے، اے خاتم الرسل (خاتم النبیین) آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

دلش نالد چرا نالد نداند
نگاہے یارسول اللہ نگاہے

مولانا رومی قدس سرہٗ

نامِ احمد چوں چنیں یاری کند
تاکہ نورش چوں مددگاری کند

نامِ احمد چوں حصارے شد حصیں
تاچہ باشد ذاتِ آں روح الامیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیش لفظ

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمان الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علے شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین سید الاولین والاٰخرین وسیلتنا فی الدنیا وفی یوم الدین خاتم النبیین محمد رسول اللہ وعلٰے آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المکرمین المعظمین واولیاء امتہ واحبائہ وعلینا معھم اجمعین ۔

برادرانِ اسلام۔ کتاب "تنویر الایمان" حصہ اول میں آیاتِ قرآن مجید، روایات حدیث شریف، مفسرین، محدثین اور فقہاء وعلماء امت کے ارشادات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ دنیا کا سارا کارخانہ بمشیت ایزدی سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پہ ہے۔ تمام جہان اور اسکا قیام انہی کے دم قدم سے ہے۔ عالم جیسے ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاک لما خلقت الدنیا۔ یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے۔

آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنا ہو جائے۔ ؎

وہ نہ تھے تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو باغ ہو سب فنا

وہ ہیں جان جان سے ہے بقا وہی بن ہیں بن سے ہی بار ہے

الغرض بارگاہِ الٰہی کا سب لینا دینا، اخذ وعطا سب سرکار دوعالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں، ان کے وسیلہ سے ہے کہ یہی "خلافتِ عظمٰی" ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبعیت ونیابت میں ان کے فرمان کے تحت مخلوق کا رزق پانا، مدد ملنا۔ بارش برسنا، بلائیں دور ہونا، دشمنوں پہ فتح پانا۔ عذاب کا ٹلنا یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگانی، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے۔ اولیاء کی برکت۔ اولیاء کے ہاتھوں اور اولیاء کی وساطت سے ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فقیر ابوالحسان قادری غفرلہٗ "تنویر الایمان" حصہ دوم میں یہ سب کچھ بعون اللہ تعالیٰ وبعون رسول الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، قرآن مجید، حدیث شریف، مفسرین، محدثین اور فقہاء وعلماء امت کے ارشادات سے بخوبی واضح کرے گا۔

ونیز منکرین، پیشوایانِ وہابیہ کے اقوال وافعال سے بطورِ اتمامِ حجت یہ ثابت کرے گا کہ ایک طرف تو یہ لوگ ان امور کو شرک وکفر قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ان تمام امور کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیاء کرام سے توسل واستمداد کو خلاف قرآن وحدیث اور ناجائز وحرام بتاتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ خود توسل واستمداد پر عامل ہیں۔

پھر طرفہ تماشہ یہ کہ لوگ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیاء عظام قدسنا اللہ باسرارہم کے جن فضائل وبرکات کی تردید کرتے ہیں انہی فضائل وبرکات کو وہ اپنے گروہ کے پیشواؤں کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ المختصر نجدیہ وہابیہ جن عقائد واعمال کی بنا پر مسلمانوں کو مشرک وکافر ٹھہراتے اور خدائی فوجدار بنتے ہیں۔ خود انہی عقائد کے حامل اور انہی اعمال پر عامل ہونے کے باوجود اسلام کے واحد ٹھیکیدار بھی بنتے ہیں۔ ناظرین ان کے گورکھ دھندے کو دیکھ کر خود پکار اٹھیں گے کہ ؎

لبوختِ عقل زحیرت کہ ایں بوالعجبی ست

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّابعد۔

برادرانِ اسلام۔ تنویرالایمان حصہ دوم کی تمہید بھی وہی ہے جو حصہ اوّل میں لکھی گئی ہے۔ اس لئے حصہ دوم کے مطالعہ سے قبل اُس کو پھر غور کے ساتھ پڑھ لیں۔ اسی پر مستزاد یہ کہ فقیر ضروری سمجھتا ہے کہ اولیائے اللہ سے توسّل اور استمداد کو ناجائز و حرام اور کفر و شرک قرار دینے والے وہابیہ کے گمراہ کن فتاویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی مزید وضاحت کر دی جائے تاکہ قارئین کے لئے کوئی الجھن باقی نہ رہ جائے۔

حاصل بات یہ ہے کہ گروہ وہابیہ کا سلسلۂ نسب معنوی اس منافق "ہرقوص بن زہیر" گستاخ رسول سے ہے۔ جس نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا بدترین مظاہرہ کیا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم "یمن سے آیا ہوا مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا گھنی ہوئی گھنی داڑھی والا، ابھرے رخساروں دھنسی ہوئی آنکھوں والا، اُسترے سے سر منڈا ہوا، اس نے کہا: اے محمد خدا سے ڈرو"!

(یعنی مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں بے انصافی نہ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں تو وہ کون اللہ کی فرمانبرداری کرے گا؟ اللہ۔ تو مجھے زمین والوں پر امین بناتا ہے، اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے"؟ پھر جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر مڑا (یعنی واپس جانے لگا) تو جماعت میں سے ایک آدمی خالد بن ولید نے حضور سے اس شخص کو قتل کر دینے کی اجازت طلب کی، حضور انور نے فرمایا: اس کی اصل سے ایک ایسی قوم نکلنے والی ہے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے تعرض نہیں کریں گے، وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے پار نکل جاتا ہے" اور ایک روایت میں ہے۔ اس (معترض) کو جانے دو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(یعنی اس کو قتل کر دو) پس یقیناً اس کے ایسے ساتھی پیدا ہونے ہیں جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، وہ قرآن کے قاری ہوں گے، لیکن قرآن انکی گردنوں سے نیچے نہیں اترے گا۔" (مسلم ص۳۴۰، ۳۴۱ ج اوّل) شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔" محدث قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اس کے دو معنے بیان فرمائے۔ایک یہ کہ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے دل تعلیماتِ قرآن کو نہیں سمجھ سکیں گے۔اور تلاوتِ قرآن سے کچھ نفع حاصل نہیں کریں گے، حلق، حنجرہ اور منہ سے ادائیگی حروفِ تقطیع و تلاوت کے سوائے قرآن سے ان کے لئے کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ان کا کوئی عمل اور تلاوتِ قرآن بارگاہِ الٰہی میں نہ پہنچے گا۔ اور نہ قبول کیا جائے گا۔"

بخاری ص۶۴۳ ج ۲ پر اسی گستاخِ رسول کے مندرجہ بالا حلیہ کے ساتھ مشمر الازار بھی وارد ہے یعنی اس معترض نے تہبند کھینچ کر باندھ رکھا تھا، نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوارج کی ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی۔ سیماھم التحالق (مسلم ص۳۴۲ ج ۱) "استرے سے سر منڈانا ان کی خاص علامت ہے۔"

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلی علیہ الرحمۃ، اشعۃ اللمعات ص۵۶۱ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

"ایں حلیہ دلالت دارد بر شرارت و جہالت و قساوت قلب و ہمہ خوارج ہم چنیں بودند" یہ حلیہ شرارت و جہالت اور قساوتِ قلب پر دلالت کرتا ہے اور سارے خارجی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی یہ علامت بھی بیان فرمائی ہے۔" یتلون کتاب اللہ رطبا لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیہ۔" (بخاری) اور مسلم ص۳۴۱ ج ۱ میں ہے" یتلون کتاب اللہ لینا رطبا۔ الحدیث" اس کے تحت امام نووی فرماتے ہیں" ومعناہ سھلا لکثرۃ حفظھم وقیل لینا ای یلوون السنتھم بہ ای یحرفون معانیہ وتاویلہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے اور کثرت سے حافظِ قرآن ہوں گے۔ نیز یہ معنے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن مجید کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے" یعنی یہ لوگ قرآن کے معنوں میں گڑبڑ کریں گے اور غلط مطلب نکالیں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔ لَا یَزَالُوْنَ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ آخِرُھُمْ مَعَ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ ھُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَةِ۔ یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی۔ اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام خلقت میں بدتر ہیں۔ اور حضورِ انور نے مسلمانوں کو تاکیداً فرمایا۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ۔ ان لوگوں کو اپنے قریب نہ آنے دو اور نہ تم ان کے قریب جاؤ۔ انہیں خود سے دُور رکھنا اور خود بھی ان سے دُور رہنا۔ تاکہ تم ان کی گمراہیوں سے بچے رہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ فتنۂ خوارج نے اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اتنا کفار نے نہیں پہنچایا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خارجی ہر زمانہ میں مختلف شکلوں اور صورتوں میں موجود رہے ہیں اور مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دیتے اور انہیں قتل و غارت کرتے رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کبھی بت پرست کافروں کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق کر دکھایا۔ یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان (مسلم و بخاری) ہمیشہ ملتِ اسلامیہ ہی کے خلاف سرگرمِ عمل رہے ہیں۔ کبھی زیرِ زمین رہ کر اور کبھی علی الاعلان۔ حتیٰ کہ یہی خارجی مختلف زمانوں میں روپ بہروپ بدلتے ہوئے تیرہویں صدی ہجری میں موجودہ وہابیہ کی صورت میں نمودار ہو گئے۔ ان کے صحیح و مستند اور مفصل حالات سے واقفیت کے لئے فقیر کی تالیف۔ "مکمل تاریخِ وہابیہ" کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ تاکہ ان کے اصلی خدوخال پہچان کر ان کے مکروفریب سے بچے رہ سکیں۔ وہابیہ کی حقیقت سے بےخبر مسلمان ان کی مومنانہ صورتوں کو دیکھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مسلمان نہیں کیا یہ نمازیں نہیں پڑھتے۔ روزے نہیں رکھتے، قرآن نہیں پڑھتے۔؟ آخر ان لوگوں میں کونسی برائی ہے کہ علماءِ اہلسنت انہیں اچھا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ علمائے اُمت اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ مخبرِ صادق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشادات امت تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ یہ حضورِ انور ہی کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ بہترین نمازی ہوں گے، بہترین روزے رکھنے والے ہوں گے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود دینِ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جیسے تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جس طرح منافق ہرقوص بن زہیر ابوالخوارج نے بظاہر کلمہ پڑھنے، نمازیں پڑھنے، روزے رکھنے اور حضور کی رسالت کا اقرار کرنے کے باوجود "اِتَّقِ اللہ یا محمد" کہہ کر حضور کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تھی۔ حضورِ انور کو عام انسانوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پر قیاس کرتے ہوئے "اعدل" عدل و انصاف سے مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا وعظ سنا کر حضور رسالتماب کی توہین کا مرتکب ہوا تھا۔ اسی طرح یہ وہابی بھی کلمہ پڑھنے، نمازی، روزے دار اور قاری و حافظِ قرآن ہونے کے باوجود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بیحد گستاخ ہیں۔ اپنی تحریروں اور تقریروں میں حضور انور کے فضائل کا انکار کرتے اور توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق قرآن ان کی زبانوں پر ہے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ یہ لوگ قرآن مجید کے نور اور فیوض و برکات سے محروم اور قرآن و حدیث کے صحیح مفہوم سے ناآشنا ہیں۔ یہ لوگ قرآن و حدیث کے معنوں میں تحریف کرتے اور غلط مطلب نکالتے ہیں۔ وہابی مولوی تحریف کے زور سے کفار کے معبودانِ باطل بتوں وغیرہ کی تردید و مذمت میں نازل شدہ آیات کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ پر اور کفار کے بارے میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں یعنی بتوں کی جگہ انبیاء و اولیاء کو اور مشرکین کی جگہ مسلمانوں کو مراد لیتے ہیں اور ان کی یہ مذموم حرکت ان کے خارجی الاصل ہونے کی محکم دلیل ہے۔

• کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (بخاری ص ۱۰۲۴) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ ان آیاتِ قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تکون بعدی ائمۃ لا یھتدون بِھُدَایَ وَلَا یَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِیْ وَسَیَقُوْمُ فِیْھِمْ رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جُثمان اِنسٍ (مسلم ص ۱۲۷ ج ۲) میرے بعد ایسے پیشوا پیدا ہوں گے جو میری ہدایت سے ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میرے طریقہ پر چلیں گے ان میں ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے جن کے دل شیاطین کے دل ہوں گے انسانی لباس میں۔"

نیز فرمایا۔ دعاۃ علی ابواب جہنم مَنْ اَجَابَھُمْ اِلیھا قَذَفُوْہُ فیھا حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صِفْھُمْ لنا۔ قال نَعَمْ۔ ھُمْ قَوْمٌ مِنْ جلدتنا وَیَتَکَلَّمُوْنَ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِاَلْسِنَتِنَا (مسلم ص۱۲۷ ج ۲۔ بخاری ص۱۰۵۰ ج ۱) دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے، جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ان کی باتیں ماننے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے (یعنی ایسے پیشوا جو لوگوں کو ہدایت کے لباس میں گمراہی دیں گے، ہنر دکھا کر شعبدہ دکھائیں گے، توحید کی آڑ میں گستاخیِ رسول کی تعلیم دیں گے، شریعت ظاہر کرکے زہر پلائیں گے، یہ لوگ دوزخ میں بھیجنے کا سبب ہوں گے، وہ ہمارے گروہ (مسلمانوں میں) سے ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے۔"

نیز فرمایا۔ یخرج فی آخر الزمان رجالٌ یَّخْتِلُوْنَ الدُّنیا بالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّأْنِ اَلْسِنَتُھُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُھُمْ قلوب الذِّیاب۔ الحدیث۔ (ترمذی ص۶۳ ج۲)

آخری زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے بہانے دنیا کمائیں گے (دنیا کو دین کے ذریعے دھوکہ دیں گے) لوگوں کے سامنے بھیڑوں کی کھال پہنیں گے۔ (خود کو صلح پسند اور خوش اخلاق ظاہر کریں گے تاکہ لوگ انہیں پاکباز اور خدا رسیدہ سمجھیں) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی (حالانکہ) ان کے دل بھیڑیوں کے سے (خونخوار) ہوں گے۔

یعنی دھوکے سے چھپ کر لوگوں کے دین و ایمان کو لوٹنے والے ہوں گے۔ اور واقعات شاہد ہیں کہ یہ تمام باتیں سارے وہابیوں میں بتمام و کمال موجود ہیں۔ المختصر مذہب وہابیہ کی تمام تر بنیاد تحریف قرآن و حدیث اور دھوکہ و فریب پر قائم ہے یہ لوگ قرآن و حدیث کا نام لے کر قرآن و حدیث کے خلاف راہ دکھاتے ہیں۔ اسلام کی دعوت دے کر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ ان کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مخالف ہے۔ جو اُمور قرآن و حدیث سے بالوضاحت ثابت ہیں، جن اُمور پہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین سے لے کر آج تک مفسرین، محدثین، علمائے حق اور اولیائے اُمت عمل پیرا ہیں۔ وہابی ان امور کو شرک و کفر قرار دے کر ان سب کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ ان کے اس طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے مسلّمہ راستہ سے ہٹ چکے ہیں اور ملتِ مسلمہ سے کٹ چکے ہیں۔ وہابیوں کے تمام گروہ پر قرآن کریم کا فیصلہ ناطق ہے۔

کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدٰی ویتبع غیر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سبیل المؤمنین نولہ ما تولّٰی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا (پ ۵ ع ۱۴) اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔" اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے۔ اس کی تائید حضور انور کی حدیث سے ہوتی ہے کہ فرمایا "اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَم فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ" (مشکوٰۃ باب الاعتصام) سواد اعظم کی اتباع کرو۔ امت کی بڑی جماعت کے ساتھ رہو بلاشبہ جو سواد اعظم سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔" وما علینا الا البلاغ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب اوّل

تنویر الایمان حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی ما علم و ھدانا للدین الاقوم وسلک بنا السبیل الاسلم وصلی ربنا و بارک وسلم علی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم۔ سیدنا ومولانا ومالکنا ومأونا محمد مالک الارض ورقاب الامم وعلی آلہ وصحبہ اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم۔ آمین۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ○ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون۔

(المائدہ ع ۸)

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اے مسلمانو۔ تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا مددگار (دوست) بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔"

اس آیہ مبارکہ میں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں۔ ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ کہ فرمایا ہے۔ والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔"

جن آیات قرآن کو منکرین وہابیہ پیش کرکے اولیاء اللہ سے توسل و استمداد کو شرک ٹھہراتے ہیں۔ مثلاً وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ یا۔ آیہ مبارکہ۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے (یعنی بتوں کو) جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں (کیونکہ وہ جمادات بے جان ہیں) یا آیہ مبارکہ۔ انهم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انهم مهتدون۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو والی بنایا اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

ایسی تمام آیات میں انبیاء و اولیاء کی نفی نہیں بلکہ من دون اللہ کی نفی ہے۔ جنہیں کفار نے از خود اپنے ناصر و مددگار بنا رکھا ہے جیسے بت، شیاطین وغیرہ۔ ولی اللہ وہ جسے اللہ تعالٰے نے ناصر و مددگار بنایا، جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہم۔ گورنر وہ ہے جسے گورنمنٹ گورنر بنائے۔ اگر کوئی شخص کسی کو از خود گورنر مان لے تو وہ مجرم و باغی ہے۔

مِنْ دُوْنِ اللہ کی تشریح

من دون اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ واقعی اور غیر واقعی۔

واقعی وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالٰی سے حقیقتاً منقطع ہے، معبودانِ باطل۔ اللہ تعالٰے نے انہیں مخلوق کے لئے شفیع و مددگار نہیں بنایا، انہیں کچھ اختیار نہیں۔ دون کے لغوی معنے "قصر" (مفردات راغب) یعنی علیحدگی کٹ جانا۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ وَمُعَقِّبٰتٌ۔ لہٰذا من دون اللہ وہ ہے جو اللہ سے کٹا ہوا ہو متعلق نہ ہو یہ سب اولیاء اللہ نہیں بلکہ قطعاً اولیاء من دون اللہ ہیں۔ جیسے بت اور کفار کے اوتار رام، لچھمن، کرشن، مہادیو وغیرہم۔ جن کی تردید قرآن و حدیث نے فرمائی۔ غیر واقعی۔ وہ مقبول ہستیاں جنہیں کفار و مشرکین نے مستقل بالذات متصرف و صاحب قدرت مان لیا اور انہیں بھی معبود جان کر ان کی عبادت کرنے لگے یا انہیں خدا کی بیٹیاں اور بیٹے جان کر انہیں خدائی میں شریک ٹھہرا لیا اور ان میں خدائی مان لی، جیسے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو نصارٰی نے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو یہود نے خدا یا خدا کا بیٹا مان کر معبود ٹھہرا لیا۔ یا بعض مشرکین نے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں بنا دیا۔ پس یہ نفوس قدسیہ از روئے عقیدہ کفار و مشرکین کے من دون اللہ ہیں۔ مگر حقیقتاً اولیاء اللہ ہیں۔ حقیقتہً من دون اللہ نہیں۔

اللہ عزوجل نے ان کی تردید فرمائی جو حقیقتہً من دون اللہ ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِہِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِہِمْ کٰفِرِیْنَ (پ۲۶ ع ۱)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے (یعنی بتوں کو) جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں (کیونکہ وہ جماد بے جان ہیں) اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے (یعنی بت اپنے پجاریوں کے) اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔ اور کہیں گے کہ ہم نے انہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی درحقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ نیز ارشاد

کفار کے معبودان باطل۔ بتوں کی تردید میں اللہ عزوجل نے فرمایا۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیأً وھم یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غیر احیاء وما یشعرون ایان یُبْعَثُون (پ۱۴ ع ۸)

اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں (یعنی بتوں کو) وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور (بنا ہی کیا کر) وہ خود بنائے ہوئے ہیں (اور اپنے وجود میں بنانے والے کے محتاج ہیں اور وہ) مردے ہیں (بے جان) زندہ نہیں اور انہیں خبر تک نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔" ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے بتوں کے پجاری مشرکین کفار کو بڑے ظالم اور گمراہ ٹھہرا کر تردید فرمائی اور بتوں کی مذمت میں فرمایا کہ ان کی حقیقت یہ ہے کہ مطلقاً بے جان ہیں۔ اپنے بنانے والوں کے محتاج ہیں کہ مشرکین ان کو گھڑ گھڑ کر تراش کر بناتے ہیں اپنے پجاریوں کی عبادت سے بے خبر ہیں اپنے پجاریوں کی بات سن بھی نہیں سکتے اور انہیں خبر تک نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ اور جب حشر ہوگا تو اپنے پجاریوں سے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے دشمن ہوں گے۔

تفسیر جلالین میں ہے

والذین یدعون۔ بالتاء والیاء تعبدون۔ من دون اللہ و ھو الاصنام۔ لا یخلقون شیأً وھم یخلقون۔ یصورون من الحجارۃ وغیرھا اموات۔ لا روح فیھم۔ خبر ثان۔ غیر احیاء۔ تاکید۔ وما یشعرون ای الاصنام۔ ایان۔ وقت۔ یبعثون۔ ای الخلق فکیف یعبدون اذ لا یکون الٰھا الا الخالق الحی العالم بالغیب۔" اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے بتوں کی یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں لیعنی بتوں کو لوگ پتھر وغیرہ سے گھڑ کر بناتے ہیں، اموات ہیں ان میں مطلقاً

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روح نہیں۔ غیر احیاء تاکید کے لئے ہے۔ یہ بت نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ اور حاشیہ میں ہے۔ ای الخلق فالضمیر فی یشعرون للاصنام وفی یبعثون للخلق وقیل الضمیران للاصنام۔ ای لا یعلمون وقت بعثھم ای اعادتھم فانھم تعادون کما قال اللہ تعالیٰ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم۔" یعنی یشعرون میں ضمیر بتوں کے لئے ہے۔ اور یبعثون میں مخلوق کے لئے اور بعض علماء نے فرمایا۔ دونوں ضمیریں بتوں کے لئے ہیں یعنی یہ بت نہیں جانتے کہ انہیں دوبارہ کب اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ یقیناً بتوں کو بھی حشر میں اٹھایا جائے گا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شاہد ہے کہ۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حصب جھنم۔

تم اور جو معبودانِ باطل کو تم اللہ کے سوائے پوجتے ہو سب کے سب جہنم کا ایندھن ہیں۔" اور

تفسیر خازن میں ہے:۔ والذین تدعون من دون اللہ۔ یعنی الاصنام التی تدعونھا آلھۃ من دون اللہ اموات۔ ای جمادات میتۃ لا احیاء فیھا غیر احیاء کغیرھا والمعنی لو کان ھذہ الاصنام آلھۃ کما تزعمون لکانت احیاء غیر جائز الموت لان الالٰہ الذی یستحق ان یعبد ھو الحی الذی لا یموت وھذہ اموات غیر احیاء فلا یستحق العبادۃ فمن عبدھا فقد وضع العبادۃ فی غیر موضعھا۔ ما یشعرون یعنی ھذہ الاصنام ایان یبعثون یعنی متی یبعثون وفیہ دلیل علی ان الاصنام تجعل فیھا الحیوۃ وتبعث یوم القیامۃ حتی تتبرأ من عابدیھا"

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے جن کی الٰہ قرار دے کر اموات بے جان جمادات ہیں ان میں (مطلقاً) زندگی نہیں ہے۔ غیر احیاء اپنے علاوہ دوسروں کی طرح۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر یہ بت الٰہ (خدا) ہوں جس طرح کہ (بت پرست) گمان کرتے ہیں تو ان (بتوں میں) وہ زندگی ہوتی جس کے لئے موت جائز نہیں اس لئے کہ قابل پرستش وہ خدا ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں ہے۔ اور یہ (بت) بے جان ہیں ان میں مطلقاً زندگی نہیں ہے۔ پس اس لئے یہ بت عبادت کے مستحق نہیں ہیں۔ پس جس نے ان کی پرستش کی تو اس نے بلا شبہ غیر موضع عبادت میں عبادت کی۔ یہ بت نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا اور اس آیت مبارکہ میں اس امر پر دلیل ہے کہ بلا شبہ قیامت کے دن

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بتوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ بت اپنے پجاریوں سے برأت (بری الذمہ ہونے) کا اظہار کریں گے۔" فیض۔

تفسیر فتح البیان میں ہے: اِنَّ ھٰذِہِ الاصنام اجسادھا جماد میتۃ لاحیات لھا اصلاً فزاد قولہ غیر احیاء لبیان انّھا الاجساد الّتی یمیتون بعد ثبوت الحیات بھا بل لاحیات لھٰذہ الاصنام اصلاً۔" ان بے جان مورتیوں کے جسم بے جان پتھر کے جسم ہیں انہیں بالکل کوئی زندگی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اَمْوَاتٌ کے آگے غَیْرُ اَحْیَآءٍ کا جو اضافہ فرمایا وہ اسی حقیقت کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ یہ مورتیاں ان بعض اجسام کی طرح نہیں ہیں جو ثبوت حیات کے بعد مُردہ ہو جاتے ہیں بلکہ یہ مورتیاں سرے سے کوئی حیات رکھتی ہی نہیں ہیں۔"

تفسیر عرائس البیان میں ہے: اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔ مَثَلُھُمْ مثال الاصنام الّتی لا اَرْوَاح فیھا ولا استعداد لھا لقبول الحیواۃ (وکذالک اھل الجھل بہ لیس لھم استعداد لقبول الحیواۃ المعرفۃ وروح المحبۃ) لذالک اکّدَ فی حقّ الاصنام بعد قولہ اَمْوَاتٌ بقولہ غَیْرُ اَحْیَاءٍ قطع الحیواۃ الاصلیۃ عنھا وقطع عنھا ایضاً استعداد قبول الحیوٰۃ لِاَنّھَا جَمَادَاتٌ۔ ترجمہ (جن کی نسبت یہ حکم وارد ہوا ہے) ان کی مثال بتوں کی مثال ہے کہ ان میں کوئی روح نہیں ہے اور نہ ہی حیات ہونے کی استعداد رکھتے ہیں (ان میں زندگی قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے) پس ایسی ہی مثال اہلِ جہالت کی ہے کہ ان میں بھی معرفت کی زندگی اور محبت کی روح قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بتوں کے بارے میں اَمْوَاتٌ فرمانے کے بعد غَیْرُ اَحْیَاءٍ کے ارشاد سے تاکیداً بتوں کی حالت بیان فرمائی کہ ان بتوں سے حیاتِ اصلیہ قطع کر دی گئی ہوئی ہے۔ زندگی قبول کرنے کی استعداد بھی ان میں ودیعت نہیں فرمائی گئی۔ اور یہ اس لئے کہ جمادات ہیں۔" فیض

تفسیر بیضاوی میں ہے: "وہ بتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب ہوگی اور یہ کب اٹھائے جائیں گے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بُتوں کو بھی حشر فرمائے گا جن کے ساتھ شیاطین ہوں گے۔ پس سب کو دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم فرمائے گا۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہ" نہیں ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار سے مناظرہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بُت تھے۔ نضر بن حارث، حضور کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا۔ حضور نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ۔ یہ فرما کر حضور تشریف لے آئے۔ پھر عبداللہ بن زبعری سہمی آیا، اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی۔ کہنے لگا "بخدا اگر میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا" اس پر لوگوں نے حضور کو بلایا، ابن زبعری یہ کہنے لگا کہ "آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں" حضور نے فرمایا ہاں" کہنے لگا یہود تو عزیر کو پوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح کو پوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پوجتے ہیں؟" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ (پ ۱۷ ع ۷) اور بیان فرما دیا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں، اور حضور نے فرمایا درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔" ان جوابات کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی۔ اور وہ ساکت رہ گیا۔ اور درحقیقت اس کا اعتراض کمال عناد سے تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں مَا تَعْبُدُوْنَ ہے اور مَا زبان عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا۔ یہ اعتراض تو اہلِ زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا۔ مگر مزید بیان کے لئے اس آیت میں توضیح فرما دی گئی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

مشہور و متداول اور بلند پایہ تفاسیر قرآن اور حدیث سے واضح ہوا کہ "من دون اللّٰہ" بُت پرست مشرکین و کفار کے معبودانِ باطل بُت اور ان کی وہ مزعومہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسیلہ مددگار نہیں بنایا۔ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے منقطع ہے۔ اور جن انبیاء علیہم السلام یا فرشتوں کو کفار نے اپنے زعم فاسد سے از خود معبود بنا لیا ہے وہ بھی حقیقۃً من دون اللہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مقبولان بارگاہ رب العزت ہیں۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد سے واضح ہوا کہ انبیاء و فرشتگان کو معبود ٹھہرا لینے والے درحقیقت شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔

لیکن وہابی کس قدر ظالم ہیں کہ وہ قرآن و حدیث کے منشا کے خلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، فرشتوں اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ قرار دیتے ہیں۔ انہیں بتوں کے مقام میں شمار کر کے انبیاء و اولیاء سے توسل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مشرکین و کفار کے زمرہ میں شامل کر دیتے ہیں۔

چنانچہ تمام وہابیوں کا پیشوا اسمٰعیل دہلوی "تقویۃ الایمان" میں۔ کفار و مشرکین کی مذمت اور بتوں کی تردید میں وارد آیاتِ قرآن نقل کر کے لکھتا ہے۔ "جو کوئی کسی کو اپنا حمائیتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور ناشکرا" مزید لکھتا ہے۔ "اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں بھی کافر اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔" مزید لکھتا ہے۔ "اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے۔" (تقویۃ الایمان ص۱۸،۱۹) نعوذ باللہ من ھفوات الوہابیہ۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کے بعد ملاحظہ موجودہ دور کے خدائی فوجدار۔

مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کے نام سے تحریف القرآن کا نمونہ

ملاحظہ فرمائیں۔ ابوالاعلیٰ مودودی۔ پ۱۴ س النحل ع۲ میں آیہ مبارکہ۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یُخلَقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا ترجمہ یا ترجمانی یوں فرماتے ہیں "اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی خالق نہیں ہیں۔ بلکہ مخلوق ہیں مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔" پھر تفہیم کے نام پر تحریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور سے جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی، پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں۔ اس لئے کہ شیاطین اور فرشتے تو زندہ ہیں ان پر اموات غیر احیاء کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے مایشعرون ایان یبعثون کے الفاظ انہیں خارج از بحث کر دیتے ہیں۔ اب لا محالہ اس آیت میں الذین یدعون من دون اللہ سے وہ انبیاء، صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی مراد ہیں جن کو غالی معتقدین' داتا، مشکلکشاء، فریاد رس، غریب نواز اور گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دیکر اپنی حاجت روائی کیلئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔"

مودودی صاحب نے خارجیوں کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے کس صفائی اور ہنرمندی کے ساتھ خاص بتوں کے حق میں نازل شدہ آیت مبارکہ سے بتوں کو خارج کر کے انبیاء و اولیاء کو بتوں کے مقام میں رکھ دیا ہے۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے لے کر آج تک صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین۔ تمام بلند پایہ مفسرینِ قرآن اور علمائے امت صراحۃً یہی لکھتے اور کہتے چلے آ رہے ہیں کہ اس سے مشرکین کے معبودانِ باطل بت اور مورتیاں ہی مراد ہیں۔ نیز یہ کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ من دونِ اللہ نہیں ہیں۔ لیکن مودودی صاحب ہیں کہ بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں کہ بت اور مورتیاں مراد نہیں انبیاء و اولیاء مراد ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء ہی من دون اللہ ہیں۔"

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

مودودی صاحب کی تفہیم سے واضح ہوتا ہے کہ فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق مودودی صاحب بھی انہی لوگوں میں شامل ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم۔ "یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا" اور جن کے متعلق امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یحرفون معانیہ وتاویلہ۔ "یہ لوگ قرآن مجید کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے" مگر اس کے باوجود مودودی صاحب بڑے طمطراق سے دعوے یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرتے ہیں کہ جس چیز کو ہم سے کراٹھ رہے ہیں وہ عین اسلام اور اصل اسلام ہے۔ گویا کہ مودودی صاحب کی پیدائش اور ظہور سے قبل تقریباً چودہ سو سال تک۔ تمام علمائے امت "عین اسلام اور اصل اسلام" سے بے خبر ہی رہے ہیں۔ اور اب مودودی صاحب ہی نے "عین اسلام اور اصل اسلام" کو دریافت فرمالیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فقیر نے تفسیر جلالین، تفسیر خازن، تفسیر فتح البیان، تفسیر عرائس البیان، تفسیر بیضاوی اور تفسیر خزائن العرفان کی تصریحات درج کر دی ہیں اور مودودی صاحب کی تفہیم کی عبارت بھی درج کر دی ہے۔ ناظرین خود موازنہ کر کے ازروئے دیانت وازروئے انصاف فیصلہ کریں کہ مودودی صاحب کے عین اسلام اور اصل اسلام کی حقیقت کیا ہے اور وہ اپنی نام نہاد تفہیم القرآن پڑھا کر علم دین سے ناواقف مسلمانوں کو کونسی راہ دکھا رہے ہیں۔ اور انہیں کس طرف لے جانے کی کوشش میں ہیں۔

مودودی منکرِ حدیث ہے!

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ بتوں کو بھی حشر فرمائے گا جن کے ساتھ شیاطین ہوں گے پس ان سب کو دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم فرمائے گا"۔

لیکن اس کے برعکس مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ "لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمچوں من دیگرے نیست۔ اور اَنا وَلَا غیری کے زعم فاسد میں گرفتار مودودی صاحب فہم قرآن سے بے بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم حدیث سے بھی عاری ہیں، یا پھر منکر حدیث ہیں کہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو بھی نہیں مانتے۔

مودودی صاحب کی تفہیم کا پوسٹ مارٹم

مودودی صاحب کی تفہیم کی رو سے قرآن مجید میں تعارض واقع ہوتا ہے

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ تمام اصحاب قبور جملہ انبیاء و صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ ہیں۔ یعنی مردہ ہیں جن میں کچھ حیات نہیں۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ ع ۱۹)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جو اللہ تعالٰی کے راستے میں قتل ہو جائے اس کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ (شہداء) زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔" اور سورہ آلِ عمران ع ۱۷ میں ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ "اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی پاتے ہیں، شاد ہیں، اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا، اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔"

تفسیر خازن اور دیگر تفاسیر میں ہے کہ شہداء زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق اس آیۃ پر دلالت کرتا ہے کہ "حیات" روح و جسم دونوں کے لئے ہے۔ تفسیر جلالین کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ شہداء کی زندگی دنیاوی زندگی سے افضل و اعلٰی ہے اور جسم و روح کے تعلق کے ساتھ ہے۔ شہداء جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

علماء نے فرمایا ہے کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ زمانۂ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ پائے گئے۔ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واضح ارشادات موجود ہیں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ رزق پاتے ہیں، اپنے مزاراتِ مقدسہ میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں۔ اور حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ پر تمام امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر تنویر الایمان حصہ اول میں تفصیلاً روشنی ڈالی جا چکی ہے اور صالحین (اولیاء اللہ) کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ (پ ۱۴ ع ۱۳) جس کا مطلب یہ ہے کہ جس مرد اور عورت نے عمل صالح کیا اور وہ ایماندار ہے تو البتہ ضرور ہم ان کو زندہ رکھتے ہیں نہایت ہی اعلٰی اور پاکیزہ زندگی کے ساتھ۔ یعنی مومن صالح اپنے ایمان اور عمل صالح کے ثمرہ سے بلا فاصلہ و بلا تاخیر و توقف و توسط حیاتِ طیبہ کی نعمت سے علی التسلسل والدوام سرفراز ہوتا ہے۔ حیاتِ اولیاء کے ثبوت میں بھی تنویر الایمان حصہ اول میں کافی و شافی دلائل تحریر کئے جا چکے ہیں۔ اور آئندہ اوراق میں بھی بڑی تفصیل کے ساتھ ناقابلِ تردید دلائل تحریر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کئے جائیں گے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء بفضلہٖ تعالیٰ و بفیض رسول اللہ علیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ہیں۔ کلام و سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ زائرین کو پہچانتے اور بعض خوش نصیبوں سے ہمکلام بھی ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات سے فیوض و برکات جاری و ساری ہیں۔

پھر جب کہ یہ سب کچھ قرآن و حدیث، مفسرین، محدثین اور اولیاء امت کے ارشادات سے ثابت و مبرہن ہے تو اولیاء انبیاء کے متعلق مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ انبیاء صالحین مردہ ہیں۔ زندہ نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مودودی صاحب ان کی حیات برزخیہ کے بھی منکر ہیں۔ تو مودودی صاحب کی تفہیم کو اگر صحیح مان لیا جائے تو قرآن میں اختلاف، تضاد و تعارض لازم آتا ہے۔ جو کہ باطل اور محال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اگر قرآن اللہ کا کلام نہ ہوتا اور کسی دوسرے کا ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر پایا جاتا۔" پس جب کہ قرآن مجید میں اختلاف محال اور باطل ہے۔ تو اس دلیل سے بھی مودودی صاحب کی تفہیم غلط اور باطل ٹھہرتی ہے کہ اس کی تفہیم بالصراحت آیات قرآن و صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واضح ارشادات سے متعارض ہے اس کے علاوہ۔

مودودی صاحب کی تفہیم کی رو سے انبیاء و صالحین جہنمی ٹھہرتے ہیں

مودودی صاحب تفہیم میں انبیاء و اولیاء کو مسلمانوں کے بناوٹی معبود قرار دیکر لکھتے ہیں۔

"یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور سے جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ فرشتے، یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں اور الذین یدعون من دون اللہ سے وہ انبیاء و صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی مراد ہیں جن کو غالی معتقدین داتا، مشکلکشا، فریادرس، غریب نواز اور گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دیکر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں"

اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ مودودی صاحب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم کو حقیقۃً من دون اللہ قرار دیکر معبودان باطل ٹھہراتے ہیں۔

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جَهَنَّمَ۔ اے مشرک لوگو۔ تم اور تمہارے وہ معبود جن کو تم سوائے خدا کے پوجتے ہو سب کے سب جہنم کا ایندھن ہو" یعنی معبودانِ باطل اور ان کے پجاری سب دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔

برادرانِ اسلام۔ للّٰہ انصاف فرمائیں کہ جہل مرکب میں گرفتار مودودی نے انبیاء و اولیاء اور شہداء کو بنا وٹی معبود قرار دیکر محبوبانِ خدا کو جہنمی ٹھہرایا نہیں۔؟ نعوذ باللہ من ذالک

حالانکہ کوئی مسلمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام اور شہداء کو معبود نہیں جانتا اور نہ ہی کوئی مسلمان اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے۔ مسلمان انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کرتے ہیں۔ اور نفوسِ قدسیہ سے توسّل و استمداد قرآن و حدیث سے بالبداہت ثابت ہے جس پر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین سے لے کر آج تک سب عمل پیرا ہیں۔ اگر بقولِ مودودی، توسّل و استمداد واقعی شرک ہے اور جس سے توسّل کیا جارہا ہے۔ اس کی عبادت کرنے کے مترادف ہے۔ تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشرک ٹھہرے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، سارے مفسرین و محدثین اور علمائے اُمت بلکہ پوری اُمت کے سب مسلمان مشرک و کافر اور جہنمی ٹھہرتے ہیں۔!

میں سمجھتا ہوں کہ جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان یا کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو وہ اس طرح کی جسارت نہیں کر سکتا تھا کہ وہ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر خود کو توحید کا علمبردار و محافظ ٹھہرانے یا توحید و شرک کا مقتضیات کا سمجھنے والا بننے کی مذموم حرکت کرتا۔

صاحبِ تفہیم اپنی قرآن فہمی کا ماتم کریں

مودودی صاحب لکھتے ہیں "یہ شیاطین اور فرشتے تو زندہ ہیں ان پر اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ کا اطلاق نہیں ہو سکتا" اس لئے اموات غیر احیاء سے اصحاب قبور انبیاء و اولیاء مراد ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مودودی صاحب کا یہ بیان جہلِ مرکب کی بدترین مثال ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ لکھتے وقت صرف لفظ "اموات" پر نظر رکھی اور "غیر احیاء" کے مفہوم کو سمجھنے کی ضرورت نہ سمجھی اور جھٹ سے اَمْوَاتٌ کے معنے مردے بیان کر کے اصحاب قبور پر ایمان سوز فتوے جڑ دیا۔ یعنی اَمْوَاتٌ کے ساتھ جو غَيْرُ اَحْيَاءٍ فرمایا گیا ہے اس کو بلا ئے بیت بھرتی کے الفاظ سمجھ کر یا قرار دیکر ان کی طرف اعتناء نہیں کیا۔ مگر ان کو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو کہ بلیغ ترین کلام ہے۔ ایسا بلیغ کہ طاقتِ بشری سے اس کی بلاغت خارج ہے۔ اس میں کوئی کلمہ غیر ضروری، بیکار، برائے بیت حشو و زوائد اور لضرورتِ شعری نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے غیر احیاء فرما کر ان مردوں کو جو کبھی صفت حیات سے متصف تھے۔ اس آیتِ مبارکہ کے مفہوم سے مستثنیٰ فرما دیا ہے یعنی اصحابِ قبور کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ فرمایا ہے کیونکہ وہ اَموات ہوں بھی تو غیر احیاء نہیں ہیں۔ ان پر احیاء کا اطلاق ہو چکا ہے احیات ان کے حق میں ثابت ہو چکی ہے اس لئے اَموات غیر احیاء کے حکم میں صرف وہی چیزیں آ سکتی ہیں جو کبھی صفت حیات سے متصف نہیں ہوئیں اور ان میں صفت حیات معلومہ کے حصول کی استعداد نہیں ہے اور اس سے مراد لکڑی و پتھر وغیرہ کے بُت اور مورتیاں ہیں نہ کہ اصحاب قبور۔ ! فافہم وتدبر۔ پس ایسے شخص کو جو فہم قرآن سے اس حد تک کورا ہو اسے تفہیم القرآن لکھنے کی حماقت کرنے کے بجائے یہی مناسب ہے کہ اپنی فہم کا ماتم کرے اور اپنی غلطی کو صدقِ دل سے قبول کر کے فوراً توبہ کر لے

مودودی صاحب کی ایک اور تحریف

صاحب تفہیم لکھتے ہیں " اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے 'ما یشعرون ایان یبعثون' کے الفاظ انہیں خارج از بحث کر دیتے ہیں " ان کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قرآن مجید کے علاوہ علم حدیث سے بھی بالکل کورے ہیں یا پھر دیدہ دانستہ مغالطے دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک تعالیٰ توبت پرستوں کو شرم دلاتا ہے کہ تم بتوں وغیرہ ایسی چیزوں کی پرستش کیونکر کرتے ہو جو کہ کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ اُلٹا تم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں گھڑ کر بناتے ہو۔ اور جو کہ ایسے مُردے ہیں جن میں نہ کچھ حیاتِ معلومہ ہے اور نہ حیاتِ معلومہ کے قبول کرنے کی استعداد ہی رکھتے ہیں۔ پس نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں اور نہ کچھ عقل ہی رکھتے ہیں۔ اور جن کو یہ شعور تک نہیں کہ یہ کب اٹھائے جائیں گے۔ اور قیامت کب ہو گی تو بھلا ایسی چیزوں سے تم ایسی حالت میں کیا امید رکھتے ہو کہ تم کو ان کی پوجا کرنے سے کچھ نفع ہو گا یا ثواب ملے گا یا ضرر و عذاب دور ہو گا۔ یہاں علامہ بیضاوی علیہ الرحمۃ کی تفسیر پھر ملاحظہ فرمالیں۔ فرماتے ہیں۔ بتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب ہو گی۔ اور یہ کب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اٹھائے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بت بھی مثل آدمیوں کے حشر میں اٹھائے جائیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو بھی حشر فرمائے گا جن کے ساتھ شیاطین ہوں گے۔ پس سب کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم فرمائے گا۔" .... لیکن۔ میں نہ مانوں کا کیا علاج کہ مودودی صاحب کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی بات نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہ کسی مفسر، محدث یا دوسرے کسی عالم کی بات۔

اور اس کے باوجود یہ دعوے کرتے ہیں کہ "جس چیز کو ہم نے کرما کھڑا ہے ہیں وہ عینِ اسلام اور اصلی اسلام ہے۔" (تسنیم مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۵۵ء)

ناظرین:۔ چونکہ مذہب گروہ وہابیہ کا تمامتر دارو مدار مسئلہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" پر ہے۔ اس لئے فقیر نے اسی مسئلہ کی وضاحت کو اس قدر تفصیل سے بیان کر دینا ضروری سمجھا۔ مجھے امید ہے کہ قارئین اس مسئلہ کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ تاہم اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے۔ اس مسئلہ پر حضرت قبلہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز کے فتوے سے مزید روشنی ڈالدینا مناسب معلوم ہوا کہ منکرین پر اتمام حجت ہو جائے اور متلاشیانِ حق کے لئے بھی کوئی اشکال باقی نہ رہ جائے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا مفصل و مدلل فتوے

سوال: ایک بت پرست بت سے مدد مانگ رہا تھا اور ایک عالم نے منع کیا کہ "شرک مت کر"۔ بت پرست نے کہا کہ اگر خدا کا شریک جان کر پوجوں تو ضرور شرک ہے اور اگر مخلوق سمجھ کر پرستش کروں تو کیسے شرک ہوگا؟" عالم نے کہا۔ "قرآن شریف میں متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد مت مانگو"۔ بت پرست نے کہا: "انسان ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں؟"۔ عالم نے کہا: "انسان زندہ ہیں اور تیرے بت مثل کنہیا، کالکا وغیرہ کے مردہ ہیں۔ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔" بت پرست نے کہا: "تم قبر والوں سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو، چاہیئے کہ تم پر بھی شرک عائد ہو۔" خلاصہ یہ کہ اہل قبور سے جو تمہارا مقصود و مراد ہے ویسا ہی کالکا اور کنہیا کی تصویروں سے ہمارا ہے۔ ظاہری طور پر قبر والے طاقت رکھتے ہیں نہ بت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر کہو کہ ہم اہلِ قبور سے کہتے ہیں کہ خدا سے ہمارے لئے شفاعت کیجیئے تو ہم بھی بتوں سے ایسی استدعا کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اگر اہلِ قبور سے استمداد کا جواز ثابت ہو تو لیجئے ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے؟

جواب:- اس سوال میں چند جگہ اشتباہ واقع ہوا۔ اس سے خبردار رہنا چاہیئے تاکہ اللہ کے فضل سے سوال کا جواب اچھی طرح سمجھ میں آئے۔ مدد چاہنا اور چیز ہے اور پرستش دوسری چیز۔ عام مسلمان

خلافِ متوقع اہلِ قبور سے مدد چاہتے ہیں اور پرستش نہیں کرتے۔ بت پرست مدد بھی چاہتے ہیں۔ اور پرستش بھی کرتے ہیں پرستش یہ ہے کہ سجدہ کرے یا طواف کرےٰ یا اس کے نام کو بطورِ تقرب ورد کرے یا اس کے نام پر جانور ذبح کرے یا اپنے آپ کو اس کا پجاری کہے۔ اگر کوئی جاہل مسلمان اہلِ قبور کے ساتھ بھی ایسا کرے تو وہ فوراً کافر ہو جائے گا۔ دوسرے مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے جیسے امراء و بادشاہ سے نوکر اور فقراء بھی مدد چاہتے ہیں۔ اور عوام النّاس اولیاء سے چاہتے ہیں کہ جناب الٰہی میں ہماری حاجت عرض کیجئے۔ اس طرح کی مدد شرع میں زندہ اور مردہ دونوں سے جائز ہے۔ دوسرا طریقہ مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں بالاستقلال جنابِ الٰہی کے ساتھ خاص ہیں، جیسے بیٹا دینا یا مینہ برسانا یا بیماری دور کرنا یا عمر دراز کرنا وغیرہ کسی مخلوق سے (بالاستقلال) چاہے اور اللہ تعالےٰ سے مطلقاً سوال کرنا نیّت میں نہ ہو۔ (یعنی یہ سمجھے کہ یہ چیزیں بغیر اللہ تعالےٰ کے دیئے یہ بزرگ خود دے دیں گے) اس طرح کی مدد چاہنا حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی زندہ یا مُردہ سے اس قسم کی مدد چاہے تو اسلام سے خارج ہو جائے۔ بخلاف بُت پرستوں کے کہ وہ اسی قسم کی مدد اپنے معبودانِ باطل سے چاہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور یہ بات جو بُت پرست نے کہی کہ "میں بھی اپنے بتوں سے شفاعت چاہتا ہوں" یہ بڑے دھوکے اور فریب کی بات ہے، اس لئے

حاشیہ ؎: یعنی جو کوئی قبر کا طواف بہ نیتِ عبادت کرے یہ شرک ہے۔ اور ولی اللہ کی قبر کا طواف حصولِ فیض کے لئے جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں "بعدہٗ ہفت کرت طواف کند ودراں تکبیر بخواند وآغاز از راست کند بعدہٗ طرف پایاں رخسارہ نہد وبیاید نزدیک روئے میت وبنشیند بگوید یارب بست ویک بار۔" (مؤلف)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ بت پرست ہرگز شفاعت نہیں چاہتے بلکہ شفاعت کے معنے تک نہیں جانتے ان کے دلوں میں شفاعت کا تصور تک نہیں ہوتا۔

شفاعت کے معنے سفارش ہیں اور سفارش یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے مطلب کو کسی اور کی خدمت میں عرض کرے۔ اور بت پرست اپنے مطالب کی درخواست کے وقت نہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم پروردگار کے حضور میں ہماری سفارش کردو۔ اور ہماری مرادا س سے پوری کرادو۔ بلکہ خاص اپنے بتوں سے مطلب کی درخواست کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا کہ اہلِ قبور سے جو تمہارا مقصد ہے وہی ہمارا کالکا اور کنہیا کی تصویروں سے ہے۔ یہ بات بھی غلط و غلط ہے، اس لئے کہ جو جسم قبر میں دفن ہیں۔ ان کی ارواح کو ان کے ساتھ ضرور تعلق رہتا ہے۔ اس لئے کہ روحیں مدتِ دراز تک ان جسموں میں رہی ہیں۔ اور بت پرست اپنے بزرگوں کی قبروں کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے تصویریں اور پتھر اور درخت اور دریا قرار دیتے ہیں کہ یہ فلاں کی صورت ہے بغیر اس کے کہ ان چیزوں کو ان روحوں کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہو یا ان کے بدن وہاں جلے ہوں، اس افترائی قرار داد میں کچھ اثر نہیں۔ ہاں بندوں کا حاجت روا خالقِ اکبر ہے۔ جو اپنی رحمانیت سے ان کی مرادیں پوری کرتا ہے اور بت پرست نادان سمجھتے ہیں کہ یہ تمام فائدے بتوں نے پہنچائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب اپنے بندوں کے حالات جانتا ہے، اس کو ان کی اس زندگی میں ان کی حاجت روائی منظور ہے چاہے یہ اپنا مطلب کسی سے مانگیں۔ مگر وہ دیتا ہے۔ جیسے مشفق باپ اپنے چھوٹے بچے کی حاجت کو جانتا ہے اور جب وہ بچہ خدمت گار یا دایہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہ چیز باپ دے دیتا ہے، ایسا ہی بتوں کا حال ہے۔ بلکہ اہلِ اسلام کے قاعدہ کے مطابق اہلِ قبور سے مانگنے والے کو بھی اللہ ہی دیتا ہے اور سائل نے یہ جو لکھا ہے کہ جب اہلِ قبور سے مدد چاہنی جائز ثابت ہوئی تو ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے ؟؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ قبور سے مدد چاہنے اور سیتلا اور مسانی کے پوجنے میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اوّل یہ کہ اہلِ قبور صالحین اور بزرگ لوگ ہیں جن کے حالات خوب معلوم ہیں۔ اور سیتلا اور مسانی محض "وہمی" جن کی نسبت یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کبھی تھے بلکہ ظاہر امعلوم ہے کہ سب ان لوگوں کی خیال بندی ہے۔ دوسری بات یہ کہ سیتلا اور مسانی کو اگر فرض بھی کیا جائے کہ وہ کبھی تھے تو وہ خبیث

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ارواح اور شیطانی وجود ہوں گے۔ جنہوں نے خلقِ خدا کی ایذا رسانی پر کمر باندھ رکھی ہے جیسا کہ ہندوؤں کے اعتقاد سے ظاہر ہے۔ انکو انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں سے کیا مناسبت۔ ؟ تیسری بات یہ ہے کہ اہلِ قبور سے مدد چاہنا بطریقِ دعا کے ہے کہ جنابِ الٰہی میں عرض کر کے ہماری حاجت روائی کرا دیجئے۔ اور بتوں وغیرہ کی پرستش اس اعتقاد کی بنا پر ہے کہ وہ قادرِ مستقل ہیں۔ اور یہ اعتقاد کفرِ خالص ہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں یہ وہ بلند پایہ محدث ہیں جن پر علمائے اہلسنت اور وہابی مولوی بھی ناز کرتے اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کے مندرجہ بالا فتوے سے بحمدہ تعالٰی وہابیہ کے ان تمام مغالطوں کی مکمل تردید ہوجاتی ہے۔ جن سے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اس فتوے میں وہابیہ کے سارے اعتراضات کا دندان شکن جواب موجود ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فضائلِ اولیاءُ اللہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ عزوجل ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔ (پ ۱۱ ع ۱۱)

سن لو ۔ بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے ۔ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے ۔ ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنے میں ہے ۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو ۔ جب دیکھے دلائل قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اللہ کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے اطاعتِ الٰہی میں حرکت کرے ۔ اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قربِ الٰہی ہو ۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے ، یہ صفت اولیاء کی ہے ۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر و معین اور مددگار ہوتا ہے ۔ متکلمین کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو ۔ اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجا لاتا ہو ۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا ۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا ۔ اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے ۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبرانی کی حدیث میں بھی ہے۔ ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جنکی ہدایت کا برہان کے ساتھ کفیل ہو۔ اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارت اگرچہ جداگانہ ہیں، لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے۔ جسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدرِ اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے اور لَهُمُ الْبُشْرٰی۔ اس خوش خبری سے یا تو وہ مراد ہے جو پرہیزگار اور ایمان داروں کو قرآن کریم میں جا بجا دی گئی ہے یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ اکثر احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقتِ خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و معرفت الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا اس لئے جب ولی خواب دیکھتا ہے تو اس کا خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ اس شخص کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟" فرمایا: "یہ مومن کے لئے بشارتِ عاجلہ ہے۔" علما فرماتے ہیں کہ یہ بشارتِ عاجلہ رضائے الٰہی اور اللہ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ ملائکہ وقتِ موت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔ حضرت عطاء کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقتِ موت سناتے ہیں۔ اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے اللہ راضی ہے۔ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ۔ اس کے وعدے خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ان من عباد اللہ لعبادا یغبطھم الانبیاء والشھداء قیل من ھم یا رسول اللہ صفھم لنا لعلنا نحبھم قال قوم تحابوا بروح اللہ من غیر اموال ولا اکتساب وجوھھم نور علٰی منابر من نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قرا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالٰی کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ وہ کون ہیں ان کی صفت فرمائیے کہ ہم ان سے محبت کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ وہ جماعت ہے جو روح اللہ سے محبت کرتی ہے۔ بغیر مال اور کسب کے جن کے چہرے نورانی ہیں۔ وہ نور کے منبروں پر بیٹھیں گے، جب لوگ خوف میں مبتلا ہونگے وہ خوف میں مبتلا نہ ہونگے اور جب لوگ غمناک ہونگے وہ غمناک نہ ہوں گے پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔

اولیاء اللہ کے مدارج کی تفصیل

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری ثم لاہوری قدس سنا اللہ باسرارہ فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔ من آذی لی ولیا فقد استحل محاربتی۔ یعنی جس نے میرے ولی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ سے لڑنا حلال جانا۔ حضور کی مراد اس سے یہ ہے کہ یہ اللہ تعالٰی کے ولی ہیں، اللہ تعالٰی نے ان کو دوستی اور مرتبہ ولایت سے خاص کیا ہے اور یہ اس ملک کے والی ہیں، خدا نے ان کو برگزیدہ فرمایا ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کو اپنے فعل کے اظہار کا نشان بنایا ہے۔ اور طرح طرح کی کرامتوں سے ان کو مخصوص فرمایا ہے ان کو طبعی آفات سے محفوظ کر دیا ہے۔ ان کو خواہشاتِ نفسانی اور ہوا و ہوس سے دور کیا ہے تاکہ ان کی ہمت ہمیشہ بلند رہے۔ اسی وجہ سے ان کی توجہ کسی دوسری طرف نہیں ہوتی۔ انہیں سوائے خدا کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ ہم سے پہلے بھی یعنی زمانۂ گذشتہ میں بھی اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ اب بھی موجود ہیں اور اس کے بعد بھی قیامت تک اولیاء ہوں گے۔ ان کے وجود باوجود سے عالم قائم ہے جب ان کا وجود نہ ہوگا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب امتوں سے اشرف و اعلیٰ فرمایا ہے بلکہ اس امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نعمتے لیا ہے کہ میں شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھوں گا۔ پس چونکہ عقلی دلائل اور سمعی براہین اب تک علماء میں موجود ہیں۔ لہذا چاہیئے کہ دلائل عینی بھی موجود ہوں۔ جو اولیاء و خاصانِ خدا ہیں۔ اور ہمارا اختلاف صرف دو گروہ سے ہے۔ ایک فرقہ معتزلہ دوسرا فرقہ حشوی۔ معتزلہ یہ کہ وہ ایمانداروں میں سے ایک کے دوسرے سے خاص ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ولی کے خاص ہونے سے انکار کرنا نبی سے انکار کرنا ہے اور یہ کفر ہے۔ اور عام حشوی خاص ہونے کو جائز رکھتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہو چکے اب نہیں ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ ماضی و مستقبل کا انکار برابر ہے اس لئے کہ انکار کی ایک طرف دوسری طرف سے زیادہ اولیٰ ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے دلائلِ نبوت کو آج تک قائم کر دیا ہے۔ اولیاء اللہ کو دلائلِ نبوت کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں اور آیاتِ الٰہی اور حجت ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدق ظاہر رہے بلکہ ان لوگوں کو جہان کا مالک بنا دیا ہے۔ پس جو لوگ حدیثِ نبوی کے تابع ہیں۔ انہوں نے نفس کی متابعت کی راہ چھوڑ دی ہے۔ پس ان کے قدم کی برکت سے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور ان کے صفائیِ حال کی وجہ سے زمین سے نباتات اُگتی ہیں۔ ان میں سے چار ہزار اولیاء اللہ پوشیدہ رہتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اپنے حال کی خوبی کو نہیں جانتے اور ہر حال میں اپنے آپ سے اور خلقت سے چھپے رہتے ہیں اور اس امر میں بہت سے ارشادات ہیں اور اس امر کو اولیاء اللہ کے کلام بھی ظاہر کر رہے ہیں، نیز مجھ پر جو اس بارے میں اسرار ظاہر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوئے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ لیکن جو لوگ کہ مشکلات کے حل کرنے والے اور حل شدہ مشکل کو بند کرنے والے اور درگاہِ خدا کے سپاہی ہیں۔ وہ صرف تین سو آدمی ہیں جن کو اَخیار کہتے ہیں اور ان کے سوا چالیس اور ہیں ان کو ابدال کہتے ہیں۔ اور سات اور ہیں۔ ان کو ابرار کہتے ہیں۔ اور چار اور ہیں۔ ان کو اوتاد کہتے ہیں۔ اور تین اور ہیں جو کہ نقباء کے نام سے نامزد ہیں اور ایک اور ہے اس کو قطب کہتے ہیں اور بعض اسی کو غوث کہتے ہیں اور یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور کاروبار میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اس امر میں اخبارِ صحیح اور بے شمار روائتیں ہیں۔ اور تمام اہلسنت وجماعت اسی امر پہ متفق ہیں۔"

(کشف المحجوب)

لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کی توضیح وتوجیہ

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس اللہ باسرارہ فرماتے ہیں: "ولی وہ ہے جسے خوف نہیں ہوتا۔ کیونکہ خوف اس چیز سے ہوتا ہے کہ جس کے آنے سے وہ ناخوش ہوتا ہو یا ڈرتا ہو یا آئندہ اس بلا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو یا وہ کسی ایسی چیز کو محبوب رکھتا ہو جو اس وقت موجود ہو اور اس کے چلے جانے کا اسے خوف ہو۔ بلکہ 'ولی' صاحبِ وقت ہوتا ہے۔ اس کو آئندہ پیش آنے والے کسی واقعہ کا کوئی خوف واندیشہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بیشک اولیاءُ اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔" اس کی تشریح میں داتا گنج بخش علی ہجویری ثم لاہوری قدس اللہ باسرارہ فرماتے ہیں: "ولی اللہ کو جس طرح کوئی خوف نہیں ہوتا اسی طرح اس کو اُمید بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ "رجاء" امید ہے اور امید محبوب انتظار ہے کہ آئندہ اسے حاصل ہو یا سختی اس سے ٹل جائے (ولی چونکہ اسے کسی چیز کے ہونے کا کوئی خیال نہیں ہوتا) اس کو کوئی غم لاحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ غم، کدورتِ وقت سے ہوتا ہے پس جو شخص کہ رضا کے ظلِّ حمایت میں ہو اس کو کیونکر غم ہو سکتا ہے۔ عوام الناس اس بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ جب خوف ورجاء اور غم نہیں تو پھر امن ہونا چاہیئے۔ اور اس کو امن بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ امن تو جب ہو کہ اس کے پیشِ نظر غیب نہ ہو اور وہ وقت کی قدر نہ کرتا ہو۔ بلکہ ان لوگوں کی صفت یہ ہے کہ وہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بشریت کی جانب مطلقاً خیال نہیں کرتے۔ اور اسی سبب سے انہیں آرام نہیں ہوتا۔ خوف و رجاء غم اور مقام امن یہ سب نفس کا حصہ ہیں۔ اور جب وہ فانی ہوگیا۔ تو اس کی صفت رضا ہوگئی۔ اور جب اس کی صفت رضا ہوگئی تو وہ مشاہدۂ حق میں قائم ہوگیا۔ یعنی جب محوّل کو دیکھئے تو حالات سے اس کو روگردانی نظر آئے گی۔ اس وقت اس پر ولایت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اس کے معنے اس پر کھل جاتے ہیں۔" (کشف المحجوب)

عارف باللہ مولانا روم علیہ الرحمۃ کا ارشاد

گر تو بینی شاں بدشواری دریں ۔۔۔ نیست شاں خوفے وَلَا ہُم یَحزَنُونَ

اگر تم ان کو خلافِ راحت کسی شکل کے اندر مبتلا دیکھو تو اس کو محض ظاہر دشواری سمجھو اور درواقع میں ان کو نہ کوئی غم ہے اور نہ کوئی خوف۔ یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ کے لئے تمام تکالیف خواہ وہ مجاہدات تشریعیہ کی قسم سے ہوں یا مصائب تکوینیہ کی نوع سے محض ظاہراً تکالیف ہیں حقیقت میں نہ ان تکالیف کی آمد سے وہ ڈرتے ہیں اور نہ ان کی آمد کے بعد وہ مغموم ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ انبیاء کرام و اولیاء عظام بشر ہیں اور خوف و حزن کا عروض لازمۂ بشریت ہے۔ لہذا بے شبہ انبیاء و اولیاء کو خوف و حزن عارض ہوتا ہے مگر چونکہ ان پر توجہ الی اللہ اور استغراق فی اللہ کی حالت غالب ہوتی ہے۔ اس لئے اس عارض شدہ کیفیت کی طرف ان کو وہ التفات نہیں ہوتی جو عوام بشر کو ہوتی ہے۔ عوام الناس پر حزن شدت کے ساتھ تاثیر کرتا ہے اور وہ اس کے استحضار فی القلب سے مدتوں متاثر رہتے ہیں، روتے ہیں شکوۂ قسمت کرتے رہنا اپنا شغل بنا لیتے ہیں۔ کاروبار سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر انبیاء و اولیاء کی ذات ان تاثرات سے پاک ہوتی ہے۔ لیس انبیاء و اولیاء کی محزونیت کے واقعات سے مراد حصول و عروض میں مراد ہے اور حزن کے استحضار و التفات اور اس سے متاثر بتاثیر شدید نہ ہونے کے مرتبے میں رہ کر وَلَا هُم يَحزَنُونَ کے مصداق ہیں۔ یعنی وہ مشکلات و مصائب کو اپنے دل میں مستحضر نہیں رکھتے نہ ان طرف التفات کرتے ہیں۔

لیس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے موقعہ پر "اِنَّا لِفِرَاقِكَ يَا اِبرَاهِيمُ لَمَحزُونُونَ" فرمانا یہ ثابت نہیں کرتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عوام بشر کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

طرح محزون ہیں۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ان کلمات سے آپ اپنے عروضِ حزن کی خبر دے رہے ہیں۔ اس لئے آپ بتقاضائے بشریت آبدیدہ بھی ہیں۔ مگر یقیناً اس ذات عالی کو حزن کی طرف التفاتِ تام اس وقت بھی نہیں ہے۔ چنانچہ جب غارِ ثور میں اس سے بھی زیادہ خوف وحزن کا موقعہ پیش آیا کہ خون کے پیاسے دشمن سر پر آپہنچے اور آپ کے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اظہار خوف کیا تو حضور نے فرمایا ”لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا“ اے صدیق کچھ خوف نہ کر کیونکہ اللہ تعالٰی ہمارے ساتھ ہے۔ اب یہی یہ بات کہ انبیاء کو حزنِ ظاہری کیوں لاحق ہوتا ہے؟ سو اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کی مقتضی ہوئی کہ نوعِ بشر کا نبی اسی کے بنی نوع میں سے ہو تو اس کے لئے لوازمِ بشریت کا حصول وعروض ضروری ہے۔ اگرچہ وہ لوازم بشریت، لوازمِ نبوت کے آگے مغلوب ہی ہوں۔ چنانچہ اگر ایک نبی کے عمومِ اوقات استغراق کی حالت میں گذرتے ہیں تو فِيْ حِيْنٍ مِّنَ الْأَحْيَانِ، اس پر مقتضیاتِ بشریت بھی عارض ہوتے ہیں۔ کیونکہ مخلوق کے لئے ایک حالت کا دوام واستمرار ”سنت اللہ“ کے خلاف ہے۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق پھر سوال کیا جائے کہ ان پر فراقِ یوسف علیہ السلام کا اثر اس قدر کیوں ہوا کہ برسوں انہی کا ذکر کرتے رہے اور کثرتِ گریہ سے آنکھیں سفید ہوگئیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ان پر عروضِ حزن بہ شدت تھا۔ اور اپنے پیارے یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ۔ تو یہ ایک ابتلاء تھا اللہ تعالٰی کی طرف سے مگر عام عباد کی طرح مقتضائے حزن کا اتباع انہوں نے نہیں کیا۔ بلکہ کامل صبر وضبط سے کام لیا جو ایک شانِ نبوت تھی۔ چنانچہ خود اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔ فَهُوَ كَظِيْمٌ۔ یعنی وہ غم والم سے لبریز ہو کر بھی اسے دبائے ہوتے تھے۔ اور کسی سے شکوہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے خود فرمایا ”إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ“ میں تو اپنے غم والم کا رونا اللہ کے پاس روتا ہوں۔ کسی بندے کے پاس نہیں“ بخلاف اس کے عام لوگوں کا یہ حال ہے کہ دنیا جہان کے سامنے شکوہ قسمت کا دفتر کھولتے رہتے ہیں۔ نوحہ وفغان کرنا رات دن کا شغلہ بنا لیتے ہیں۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان افعال کا صدور بھی نہیں ہوا تو پھر اعتراض کیونکر وارد ہو سکتا ہے؟ پس چونکہ اولیاء اللہ نورِ نبوت کے عکس سے منعکس ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی احوال انبیاء علیہم السلام کے تابع ہوتے ہیں۔ فَتَدَبَّرْ۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ باشد در نوشتن شیر و شِیر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیر آں باشد کہ مرد اُورا خورد ——— شیر آں باشد کہ مردم را درد

پاک ہستیوں کے حالات کو اپنے حالات پر قیاس نہ کرو اگرچہ شیر اور شیر لکھنے میں ایک ہی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ شیر یعنی دودھ تو وہ ہے جس کو آدمی کھا پی جاتا ہے۔ لیکن شیر وہ ایک خونخوار جانور ہے جو کہ آدمی کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے۔!

بت پرستی گر بہ مانی در صُوَر ——— صورتش بگذار و معنے را نگر

اگر تُو شکل و صورتِ ظاہری کو دیکھ کر جگہ میں پڑا رہا تو تُو بُت پرست ہے۔ ظاہری صورت کو نظر انداز کردے۔ اور معنے کو دیکھ۔ کہ اس ظاہر صورت کے باطن میں کیا پوشیدہ ہے۔

کافراں دیدند احمد را بشر ——— چوں نہ دیدند از وے اِنشق القمر

کفار منکرین نے احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہ لحاظ بشریت ہی دیکھا جب کہ وہ اس وجودِ ظاہری کے باطن کو نہ دیکھ سکے۔ اور اس پر یہ واضح نہ ہو سکا کہ ان میں وہ کونسی حقیقت پوشیدہ ہے جس نے چاند کو ٹکڑے کر ڈالا۔

در بشر رُو پوش گشت ست آفتاب ——— فہم کن واللہ اعلم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس لباسِ بشریت میں "آفتاب" رُوپوش ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ ورنہ اصل حقیقت کو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔

اولیاء اللہ کی قوتِ تصرف و علم و کرامات کا ثبوت قرآن مجید سے

تختِ بلقیس

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بلانے پر جب ملکہ سبا بلقیس حاضر ہونے کے لئے تیار ہوئی تو اس نے اپنا تخت جو اسی گز طویل اور چالیس گز عریض اور تیس گز اونچا تھا۔ سونے چاندی اور جواہرات سے مرصع تھا۔ اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور دروازوں پر مسلح پہرے دار مقرر کر دیئے اور بھاری لشکر ساتھ لے کر روانہ ہوئی۔ ملکہ سبا جب تین میل دور رہ گئی تو حضرت سلیمان نے فرمایا۔ یا ایھا الملؤا ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین "اے درباریو! تم میں کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کر وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں" ایک بڑا جن جس کا نام عمرو تھا بولا کہ " میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا، قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں۔ (آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا۔) اور میں بے شک اس پر قوت والا اور امانت دار ہوں" یعنی مجھے اس تخت کے لانے کی طاقت بھی ہے۔ اور امانت دار بھی ہوں کہ اس تخت میں جو موتی جواہرات، زمرد اور سونا چاندی جڑے ہیں ان کو احتیاط کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کئے بغیر آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا" اس جن کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی وہاں ہی وہ اپنا قدم رکھتا تھا۔ اس نے حضرت سے اپنی رفتار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں جلد ہی تخت لے آتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا " میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بھی زیادہ جلد لانے والا شخص ہو" اس پر آپ کے وزیر آصف بن برخیا رضی اللہ تعالٰی عنہ جو اللہ کا اسم اعظم جانتے تھے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ۔ کہ میں کہ بقیس کے تخت کو آپ کے پلک جھپکنے سے بھی پہلے حضور میں حاضر کردوں گا۔ وہ تخت دو ماہ کے طویل سفر کے فاصلے پر تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا " لاؤ حاضر کرو" حکم ملتے ہی آصف بن برخیا رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے۔ وضو کیا۔ اور سجدہ میں جا کر دعا کی اور کہا۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بلقیس کا تخت فوراً موجود ہوا۔ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت کو اپنے پاس موجود پایا۔ (پ ۱۹ ع ۱۸)

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ ایک مقام پر رہ کر دور دراز مقامات پر تصرف کر سکتے ہیں: نیز۔ لفظ اٰتِیْكَ بِهٖ۔ میں اس تخت کو آپ کے حضور لے آؤں گا" سے جانا بھی ثابت اور تخت لے کر آنا بھی۔ مگر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالٰی عنہ نہ دربار سے گئے نہ کہیں سے آئے۔ اس سے تجددِ امثال ثابت ہوا۔ اور جب بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی اولیاء اللہ کی یہ شان ہے۔ تو سید الرسل، امام الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اُمتی اولیاء اللہ کی شان کس قدر ارفع و اعلٰی ہوگی۔ فتدبر۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اولیاء اللہ کو اللہ تعالٰی کی عطا سے یہ قدرت حاصل ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تیر کو راستہ ہی سے واپس کو ٹا دیں۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

نہ تیغ و تبر میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

سچ ہے ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کی ملاقات

سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور (یاد کرو) جب (حضرت موسیٰ (ابن عمران) نے اپنے خادم (یوشع بن نون) سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں۔ (بحر فارس و بحر روم جانب مشرق میں اور مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے وہاں پہنچنے کا پختہ عزم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی سعی جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں پہنچوں) یا قرنوں چلا جاؤں گا۔ (اگرچہ وہ جگہ دور ہو، پھر یہ حضرات، روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے) پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے (جہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا تو وہاں دونوں حضرات نے آرام فرمایا اور سو گئے۔ بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہو گئی۔ اور تڑپ کر سمندر میں گری اور اس پر سے سمندر کے پانی کا بہاؤ رُک گیا اور ایک محراب سی بن گئی۔ حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔) اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ سرنگ بنالی۔ پھر جب وہاں سے گزر گئے (اور چلتے رہے یہاں تک کہ دوسرے روز کھانے کا وقت آیا تو حضرت) موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا (تکان بھی ہے بھوک کی شدت بھی ہے۔ اور یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی۔ منزلِ مقصود سے آگے بڑھ کر تکان اور بھوک محسوس ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی یاد کریں اور اس کی طلب میں منزلِ مقصود کی طرف واپس ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ فرمانے پر خادم نے معذرت کی اور) بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بیشک میں اس مچھلی کو بھول گیا۔ اور مجھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیطان نے ہی بھلا دیا کہ میں اس کا مذکورہ کروں اور اس (مچھلی) نے تو سمندر میں اپنی راہ لی اچنبا ہے۔"
موسےٰ نے کہا "یہی تو ہم چاہتے تھے (مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے حصولِ مقصد کی علامت ہے اور
جن کی طلب میں ہم چلے ہیں ان کی ملاقات وہیں ہوگی) تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے
تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا۔ (جو چادر اوڑھے آرام فرما رہا تھا۔ یہ حضرت خضر علیہ
السلام تھے) جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (یعنی غیوب کا
علم، مفسرین نے فرمایا علم لدُنّی وہ ہے جو بندہ کو بہ طریق الہام حاصل ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ سفید چادر میں لپٹے ہوئے ہیں تو آپ
نے انہیں سلام کیا، انہوں نے پوچھا تمہاری سرزمین میں سلام کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسےٰ
ہوں، انہوں نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کے موسےٰ، فرمایا "جی ہاں" (پھر) اس سے موسےٰ نے
کہا "کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی؟" (خضر
علیہ السلام نے) کہا "آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے (خضر علیہ السلام نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ
جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہری طور پر امورِ منکرہ وممنوعہ دیکھیں گے اور انبیاء علیہم السلام
سے ممکن ہی نہیں کہ وہ منکرات دیکھ کر صبر کر سکیں، پھر حضرت خضر نے اس ترکِ صبر کا سبب بھی خود ہی
بیان فرما دیا اور فرمایا) اور (آپ) اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں (اور ظاہر میں وہ
منکر ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا "ایک
علم اللہ تعالےٰ نے مجھے ایسا عطا فرمایا ہے جو آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں
جانتا" مفسرین ومحدثین کا ارشاد ہے کہ جو علم حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے لئے خاص فرمایا وہ علم باطن
اور مکاشفہ ہے اور اہلِ کمال کے لئے یہ باعثِ فضل ہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صدیق کو صرف
نماز وغیرہ اعمال کی بنا پر صحابہ پر فضیلت نہیں بلکہ ان کی فضیلت اس چیز سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے
یعنی علمِ باطن وعلم اسرار کیونکہ جو افعال صادر ہوں گے وہ حکمت سے ہوں گے اگرچہ بظاہر خلاف معلوم
ہوں)

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) کہا "عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے۔ اور میں تمہارے کسی حکم
کے خلاف نہ کروں گا، (حضرت خضر علیہ السلام نے) کہا "تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں ۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مسترشد کے آداب میں سے ہے کہ وہ شیخ و استاد کے افعال پر زبانِ اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمائیں (تفسیر مدارک و ابو السعود) اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے (اور کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر معاوضہ کے سوار کر لیا) تو اس بندہ (خضر علیہ السلام) نے اسے چیر ڈالا (بسولے یا کلہاڑی سے اس کا ایک تختہ یا دو تختے اکھاڑ ڈالے لیکن باوجود اس کے پانی

کشتی میں نہ آیا) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبو دو بیشک تم نے بُری بات کی (حضرت خضر نے) کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ؟ (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا) تم مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو (کیونکہ بھول پر شریعت میں گرفت نہیں) اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو پھر دونوں چلے (یعنی کشتی سے اتر کر ایک مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے) یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا (جو ان میں خوبصورت تھا اور حدِ بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا جوان تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا) پس (خضر علیہ السلام) نے اسے قتل کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا تم نے ایک ستھری جان (جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا) بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی۔ بیشک تم نے بہت بری بات کی (خضر علیہ السلام نے) کہا کہ اے موسیٰ) میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے ؟؟ (اس کے جواب میں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے) کہا ۔ اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا۔ بیشک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا، پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا کہ اس گاؤں سے مراد انطاکیہ ہے وہاں ان حضرات نے) ان (دہقانوں) سے کھانا مانگا ، انہوں نے انہیں دعوت دینی قبول نہ کی (اور میزبانی پر آمادہ نہ ہوئے ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بستی بہت بدتر ہے جہاں مہمانوں کی میزبانی نہ کی جائے) پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے (حضرت خضر علیہ السلام نے) اسے سیدھا کر دیا (خضر علیہ السلام نے گرتی ہوئی دیوار کو اپنا ہاتھ مبارک لگا کر اپنی کرامت سے سیدھا کر دیا) (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا ، تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے ! (حضرت خضر علیہ السلام نے) کہا یہ (اس مرتبہ کا انکار) میری اور آپ کی جدائی ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (اور ان کے اندر جو راز تھے ان کا اظہار کروں گا) وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی (جو دس بھائی تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان میں پانچ تو اپاہج تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست تھے جو دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ انہیں واپسی میں اس کی طرف گزرنا ہوتا اس بادشاہ کا نام جلندی تھا کشتی والوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا) کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا اور اگر عیب دار ہوتی چھوڑ دیتا اس لئے میں نے اس کشتی کو عیب دار کر دیا کہ وہاں غریبوں کے لئے بچ رہے) اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے (اور وہ اس کی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں اور حضرت کا یہ اندیشہ اس لئے تھا کہ وہ با اعلام الٰہی اس کے حال باطن کو جانتے تھے، حدیث مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا، امام سُبکی نے فرمایا کہ حالِ باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے، انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز نہیں ہے، کتاب عرائس میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا کہ تم نے ستھری جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گزرا اور انہوں نے اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اس کے اندر لکھا ہوا تھا "کافر ہے، کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا" (تفسیر جمل) تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا (جو گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور) ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے (جو والدین کے ساتھ طریقِ ادب و حُسنِ سلوک اور مودّت و محبت رکھتا ہو۔ مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں ایک بیٹی دی جو ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ نے ایک امت کو ہدایت دی بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کی قضا پر راضی رہے اسی میں بہتری ہوتی ہے) رہی وہ دیوار، وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی (جن کے نام اُصرم اور صریم تھے) اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا (ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا چاندی مدفون تھا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی اس پر ایک طرف لکھا تھا۔ اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے، اس کا حال عجیب ہے جو قضاء و قدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے، اس کا حال عجیب ہے جسے رزق کا یقین ہو وہ کیوں تعب میں پڑتا ہے، اس کا حال عجیب ہے جسے حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے۔ اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے تغیر و زوال کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور دوسری جانب اس لوح پر لکھا تھا۔ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں، میرا کوئی شریک نہیں۔ میں نے خیر و شر پیدا کی اس کے لئے خوشی جسے میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری کی۔ اس کے لئے تباہی جس کو شر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر جاری کی) اور ان کا باپ نیک آدمی تھا (اس کا نام کاشح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔ حضرت محمد بن منکدر علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد کو، اس کے کنبے والوں کو، اس کے محلہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے) تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں، آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ پھیر ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (میں نے یہ سب کچھ بامر الٰہی و الہام خداوندی کیا) (تفسیر خزائن العرفان)

عارفِ ربانی مولانا رُوم علیہ الرحمتہ کا ارشاد

حضرت مولانا رومی علیہ الرحمتہ مثنوی شریف میں ایک صالح بادشاہ کا قصہ بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

بگذر از ظنِّ خطا اے بدگماں — اِنَّ بعضَ الظنِّ اِثمٌ را بخواں

اے بدگمان آدمی، بدگمانی چھوڑ دے اور اس آیت کو پڑھ۔ یا ایھا الذین آمنوا اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات)

اے ایمان والو، بہت گمانوں سے بچو (کیونکہ ہر گمان صحیح نہیں ہوتا) بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

گر نہ بودے کارش الہامِ الٰہ — او سگے بودے درانندہ نہ شاہ

اگر اس بادشاہ کا کام الہام پر مبنی نہ ہوتا تو فی الواقع وہ ایک پھاڑ کھانے والا کتا ہوتا نہ کہ بادشاہ

پاک بُود از شہوت و حرص و ہوا — نیک کرد و لیک نیکِ بد نما

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وہ نفسانی خواہش اور حرص و ہوا سے پاک تھا اس نے جو کچھ کیا اچھا کیا۔ لیکن ایسا اچھا جو بہ ظاہر برا لگتا ہے۔

خضر گر در بحر کشتی را شکست   صد درستی در شکستِ خضر ہست

اگر خضر علیہ السلام نے کشتی کو دریا میں توڑ ڈالا تھا تو خضر کے توڑ ڈالنے میں بھی سینکڑوں بہتریں مخفی ہیں۔

وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر   شد ازاں محجوب تو بے پر مپر

اولیاء اللہ کے اسرار و رموز کو تم کیا سمجھو، جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نورانی اور خوبی بھرا خیال بھی اس کے سمجھنے کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ پس تم جن کی کوئی حیثیت نہیں۔ نورِ بصیرت سے محروم ہونے کے باوجود بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ۔ یعنی جب قدرت کے مخفی اسرار کا یہ عالم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اپنے سے کمتر مرتبہ کے حامل ولی اللہ کی حکمت کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو تم بے حیثیت ہو کر نفوسِ قدسیہ کے علومِ غیوب و فضائل و مراتب اور مناصب کا کیوں انکار کرتے ہو؟

بناوٹی پیروں اور جاہل فقیروں کے ایک مغالطہ کی تردید

اس مقام پر ایک اشتباہ کو رفع کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض بے علم اور بناوٹی پیر اور جاہل پیشہ ور فقیر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خضر علیہ السلام کے واقعہ کی آڑ میں شریعت اور طریقت کو ایک دوسرے سے مخالف قرار دیا کرتے ہیں اور نبوت پر ولایت کو افضل و اعلیٰ کہہ کر گمراہ ہو جاتے ہیں حالانکہ ولی کو نبی پر فضیلت دینا صریحاً کفر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ولی تو نبی پر ایمان لانے سے ہی مرتبۂ ولایت تک پہنچتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نبی سے بڑھ جائے۔ بعض جاہل فقیر کہا کرتے ہیں کہ شریعت یعنی علم ظاہر سے طریقت یعنی علمِ باطن افضل ہے۔ اور اس کی دلیل میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا مذکورہ قصہ پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ محض لغلی غلط فہمی ہے۔ طریقت شریعت کے برعکس یا اس سے مختلف نہیں ہے بلکہ شریعت ہی کا ایک جزو ہے۔

شریعت کا معنٰی ہے ظاہری و باطنی اصلاح کا طریقہ اور یہ طریقہ دو شعبوں پر منقسم ہو جاتا ہے ایک شعبہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علمی جو علم عقائد، علم فقہ اور علم اخلاق پر مشتمل ہے۔ دوسرا شعبہ عملی، جو مجاہدات و ریاضات سے سرانجام پاتا ہے اور جس کا نام تصوف یا سلوک یا معرفت ہے، اسی کو ایک حیثیت سے علم باطن کہتے ہیں اور ان دونوں کے مجموعہ کا نام شریعت ہے۔ جس کی ایک نہایت روشن برہان یہ ہے کہ باطنی فیوض کے بڑے سے بڑے سرچشموں سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جن کو سالکانِ باکمال سے لے کر مبتدع دبنگی، چرسی تارکِ نماز روزہ و دیگر اعمالِ شریعت) فقراء تک سب کے سب شریعت و طریقت کے امام الائمہ مانتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فضائل ظاہری و باطنی رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے حاصل ہوئے ہیں۔ لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت ہیں حالانکہ آپ سے نہ صرف علم ظاہری شائع ہوا بلکہ علمِ باطنی کے مورث بھی آپ ہی ہیں۔ تو گویا آپ کی تمام تعلیمات و افاضات کا شریعت کے سوا اور کوئی نام نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ظاہری جو فقہاء و محدثین کے حصہ میں آیا اور علم باطنی جس کے اہل سلوک و طریقت وارث ہوئے دونوں کا مجموعہ شریعت ہے۔ پس جزو کل سے کیونکر افضل ہو سکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ مذکورہ روایت کی رُو سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام علمِ باطن میں حضرت خضر علیہ السلام سے ظاہری طور پر کم نظر آئے یہ محض موئے فہم و جہالت ہے جب شریعت علم ظاہر و باطن کا مجموعہ ٹھہری تو کوئی اولوالعزم رسول جو صاحبِ شریعت ہو جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، علمِ باطن میں کسی ولی سے پیچھے نہیں رہ سکتا۔ لیکن قتل صبی اور شکستِ کشتی اور تعمیر جدار کی حکمتوں میں جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک وقت کے لئے امتحاناً لاعلم رکھے گئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک رسول صاحبِ شریعت کے لئے یہ لازمی امر نہیں ہے کہ تمام جزئیات کی حکمتوں پر حاوی ہو جو خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض جزوی حالات میں اصلاح الناس پر مامور تھے۔ اور یہ مقام حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے رسول گرامی قدر و صاحبِ کتاب و حاملِ شریعت کے مقام سے افضل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اشخاص کے لئے نہیں بلکہ جمیع امت کے لئے ایک شریعتِ جامعہ اور ضابطہ عمومیہ کے امین ہیں جو تمام افرادِ امت پر بطور قانون واجب العمل نافذ تھا۔ اور ہر شخص اس پر مکلف تھا اور اس سے تکمیلِ امت مقصود تھی۔ بخلاف اس کے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات صرف حضرت خضر علیہ السلام کے لئے معمول بہ ہیں۔ دوسرا شخص ان پر مکلف نہیں ہے اور اس سے تکمیل نہیں بلکہ اصلاح بعض افراد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مقصود ہے ۔ پس حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ظاہراً و باطناً افضل و اکمل ہے ۔ حضرت خضر علیہ السلام سے ۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ کے الفاظ بھی یہ بیان واضح بتا رہے ہیں کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ کا علم افضل تھا ۔

وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر

یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی نور و ہنر کی شان بمقابلہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑھ کر تھی اور تبھی تو ان کا اسرارِ خضریہ سے خالی الذہن ہونا باعثِ عبرت ہے ۔ ورنہ اگر حضرت خضر علیہ السلام کا علم اعلیٰ و اوسع ہوتا تو اس کا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ و اقل علم پر غالب آجانا ہمارے لئے کوئی مایۂ عبرت نہ تھا اور نہ مولانا کے لئے اس میں کچھ تمثیل لانے کی خصوصیت تھی ۔ نیز واضح رہے کہ ان دونوں کی باہم ملاقات ہونے اور مذکورہ جزوی واقعات کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک وقت کے لئے محجوب رہنے میں حکمت یہ تھی کہ انہوں نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا اَنَا اَعْلَمُ یعنی میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں ، تو مشیتِ خداوندی ان پر ظاہر کر دینے کی مقتضی ہوئی کہ بعض لوگ ایسے جزوی و مقامی علوم سے واقف ہیں جو اگرچہ آپ کے علوم الٰہیہ اور معارف عالیہ سے ان کا رتبہ کم ہو مگر وہ آپ کی نظر سے مخفی ہیں ۔ (مفتاح العلوم)

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامات

پارہ تلک الرسل سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ ترجمہ: جب زکریا علیہ السلام اس کی (حضرت مریم کی) نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے ۔ (بے فصل میوے جو جنت سے اترتے) کہا ۔ اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ؟ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے ۔ بیشک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے ۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس آتے تھے تو گرمیوں میں سردیوں کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میوے اور سردیوں میں گرمیوں کے میوے وہاں موجود پاتے اور یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیغمبر نہیں ہیں اور ان کی یہ کرامت بھی ملاحظہ فرمایئے کہ :۔

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ○ وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ○ (پ ۱۶ سورہ مریم)

تو اسے (جبرئیل علیہ السلام نے) اس کے تلے سے (وادی کے نشیب سے) پکارا کہ غم نہ کھا (اپنی تنہائی کا اور کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ ہونے کا) بیشک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پہ ماری تو آبِ شیریں کا ایک چشمہ جاری ہوگیا اور کھجور کا درخت سرسبز ہوگیا، پھل لایا اور اسی وقت پھل پک کر کھانے کے قابل ہوگیا اور حضرت مریم سے کہا گیا) اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی (جو زچہ کے لئے بہترین غذا ہیں) فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۔ پس کھا اور پی اور (اپنے فرزند حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ واضح رہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے وقت کا ہے۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا

انبیاء و اولیاء اور ملائکہ تدبیرِ امور فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ (پ ۱۱ ع ۹ کی پہلی آیت)

ترجمہ :۔ تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے (آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر) یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا (اور یہ حواس تمہیں کس نے دیئے ہیں) اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہیں گے "اللہ" فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ؟ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ۔ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب۔

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ کائنات کا تمام انتظام کرنے والا، کاروبار عالم کا چلانے والا اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا حقیقۃً اللہ تعالٰی ہے۔ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی دوسرا متصرف فی الامور اور مدبر الامور نہیں۔ اس سے مشرکین و کفار کی تردید مقصود ہے جو بتوں اور دیوی دیوتاؤں وغیرہ "من دون اللہ" کو حقیقۃً متصرف فی الامور اور مدبر الامور جان کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ و نیز اسی مضمون کی دوسری آیات سے وہابی مولوی اپنے مخصوص مسلک کے تحت مشرکین و کفار کے معبودانِ باطل کی جگہ انبیاء و اولیاء اور فرشتوں کو "مِنْ دُوْنِ اللّٰہ" قرار دے کر ان سے توسل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان انبیاء، و اولیاء اور فرشتوں کو حقیقۃً متصرف فی الامور اور مدبر الامور نہیں جانتے اور نہ ہی ان کی پرستش کرتے ہیں۔

وہابیہ کا یہ بڑا ظلم ہے جو اس مضمون کی آیات سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارھم اور ملائکہ کے لئے اللہ تعالٰی کی عطا کردہ قوتِ تصرف کا انکار کرتے اور ان کے مدبر الامور ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ "امام الوہابیہ" مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے "اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی" پھر لکھتا ہے "اور قدرتِ تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ۔ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں" نیز لکھتا ہے "سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے" (تقویۃ الایمان) نعوذ باللہ من ذالک الہفوات۔

ثابت ہوا کہ وہابی صاحبان، قرآن مجید میں صریحاً تحریف کرکے انبیاء و اولیاء کی قوتِ تصرف بعطائے الٰہی کے بھی منکر ہیں۔ اور تمام نفوسِ قدسیہ کو مطلقاً مجبورِ محض قرار دے کر جنوں، شیطانوں، بھوتوں اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پریوں کی صف میں شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے بالوضاحت ثابت ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہ" نہیں ہیں۔ ان مقبول و برگزیدہ ہستیوں کو قوتِ تصرف بعطائے الٰہی حاصل ہے۔ اللہ تعالٰی نے ان کو اپنی مشیت کے تحت متصرف فی الاُمور اور مدبر الاُمور بنایا ہے۔ ان کو وہ قوت عطا فرماتا ہے۔ جس کے سامنے جنات بھی عاجز ہیں۔ چنانچہ آپ، حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور تختِ بلقیس حاضر کر دینے کا واقعہ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت آصف بن برخیا ولی اللہ نے وہ کام کر دکھایا جو عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ سے بھی ناممکن تھا۔ اصل میں وہابیہ کے انکار کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ لوگ حسبِ فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فہم قرآن و حدیث سے نابلد و عاری ہیں۔ یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم۔ یہ لوگ قرآن کے قاری تو ہوں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

فقیر اب بفضلِ خدا و بفضلِ رسولہ المجتبٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قرآن مجید کی وہ آیات اور روایاتِ حدیث پیش کرتا ہے جن سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انبیاء و اولیاء اور ملائکہ متصرف فی الامور اور مدبر الامور ہیں۔ اللہ تعالٰی نے ان نفوسِ قدسیہ کو کائنات میں تصرف کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے اور یہ نفوسِ قدسیہ باذنِ اللہ تعالٰی کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

قال اللہ عزوجل۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔ قسم اُن (فرشتوں) کی کہ سختی سے جان کھینچیں (کافروں کی)، وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۔ اور نرمی سے بند کھولیں (مومنین کی جانیں نرمی سے قبض کریں) وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا اور آسانی سے پیریں (جسم کے اندر یا آسمان و زمین کے درمیان مومنین کی رُوحیں لے کر) فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں (اپنی خدمت پر جس کے مامور ہیں) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ پھر کام کی تدبیریں کریں (یعنی امورِ دنیویہ کے انتظام جو ان سے متعلق ہیں سرانجام کریں (پ ۳۰ س النازعات، خزائن العرفان)

تفسیر فتح العزیز میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔ قسم ہے اس جماعت کی کہ کھینچتے ہیں اپنے تئیں کام میں سخت کھینچنا وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۔ اور قسم ہے اس جماعت کی کہ شوق و خوشی پیدا کرتے ہیں کام میں یعنی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کام ہنسی اور خوشی سے کرتے ہیں۔ وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا۔ اور قسم ہے اس جماعت کی جو تیرتے ہیں کام کرتے ہیں تیرنا کر کے اور بے رنج اور بے مشقت کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا۔ پھر قسم ہے ان کی جو اپنے برابر والوں سے کام میں بڑھ جاتے ہیں۔ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا پھر قسم ہے ان کی جو تدبیر کرنے والے ہیں۔ کام کے کہ جتنے پہلے مذکور ہو چکے سب اپنے اپنے کاموں کی تدبیریں ان سے پوچھتے ہیں اور حرف "ف" کے لانے کا سبب ان دونوں قسموں کے آخر میں یہ ہے کہ ان دونوں (فالسابقات سبقا اور فالمدبرات امرا) کا مرتبہ بہت بلند ہے پہلے تینوں (والنازعات غرقا۔ والناشطات نشطا۔ والسابحات سبحا) فرقوں کی نسبت سے اس واسطے کہ یہ خود بھی کامل ہیں اور دوسرے کو بھی کامل کر دیتے ہیں اور آخر والے (فالمدبرات امرا) کا مرتبہ چوتھے (فالسابقات سبقا) سے بھی زیادہ ہے اس واسطے کہ چوتھے مرتبہ والے کی سبقت اپنے ہم چشموں کی انہیں کی تدبیر بتلانے سے ہوئی ہے اور گویا کہ عالم دنیا میں قائم رکھنے والے اس کام کے یہی ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ نازعات اور ناشطات وہ فرشتے ہیں جو رسالت اور کاموں کے جاری کرنے پر مقرر ہیں اور مدبرات امرا۔ یعنی بڑے درجے اور بڑے مرتبے کے فرشتے ہیں۔ جیسے حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرات اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام مع اپنے لشکر اور اس کے سرداروں کے کہ ہر ایک کو ان میں سے ہونے والے کاموں کی تدبیروں کے واسطے مقرر فرمایا ہے۔ جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو انتظام ہوا اور لڑائی اور وحی اتارنا رسولوں پیان سے متعلق ہے۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام سے پانی برسانا اور زمین سے اُگانا اور رزق کا پہنچانا ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام سے صُور کا پھونکنا اور آدمیوں اور جانوروں میں روح کا ڈالنا ہے اور لوحِ محفوظ اور اندازہ کرنا رزق اور عمر اور ہر شے کا متعلق ہے۔ اور حضرت عزرائیل علیہ السلام مُردوں کی روحیں قبض کرنے پر اور بیماریوں اور آفتوں پر مقرر ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل۔ قال ابن عباس هُمُ الملائکة وُکِّلُوْا بِاُمُوْرٍ عَرَّفَهُمُ اللهُ تعالٰی بِهَا۔ قال عبد الرحمان ابن سابط۔ مدبرا الامر فِی الدنیا اربعة جبرئیل ومیکائیل وملک الموت واسرافیل علیهم السلام۔ فَاَمَّا جبرئیل فَوُکِّلَ بالریاح وَالجُنُودِ وَاَمَّا میکائیل فَوُکِّلَ بِالمطر والنبات وَاَمَّا ملك

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الموت فوکل بقبض الانفس واما اسرافیل فھو بالامر علیھم۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کاروائی اللہ تعالٰی نے انہیں تعلیم فرمادی ہے۔ عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں، جبرئیل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا اور لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کے متعلق ہے) اور حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور روئیدگی پر مقرر ہیں (کہ مینہ برساتے اور درخت، گھاس اور کھیتی وغیرہ اگاتے ہیں) اور حضرت عزرائیل علیہ السلام روحیں قبض کرنے پر موکل ہیں۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں۔"

تفسیر بیضاوی :- أو صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانھا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق والنازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت تسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفھا وقوتھا من المدبرات - یا ان آیات کریمہ میں اللہ تعالٰی ارواحِ اولیا کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوتِ تمام جدا ہو کر عالمِ بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی ہوئی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں، لیں اپنی بزرگی و طاقت کے باعث کاروبارِ عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں"

تفسیر روح البیان :- فتدبر بالرجوع الی الکثرۃ امر الدعوۃ الی الحق والھدایۃ وامر النظام فی مقام التفصیل بعد الجمع ثم ان النفوس الشریفۃ لا یبعد ان یظھر منھا آثار فی ھذا العالم سواء کانت مفارقۃ عن الابدان او لا فتکون مدبرات -" یعنی۔ نفوسِ قدسیہ بدنی تعلقات سے الگ ہونے کے بعد صفاتِ الٰہی کے دریاؤں میں تیرتے ہوئے مقامِ فنا فی الوحدت میں سابق ہوتے ہیں، پھر کثرت کی طرف رجوع کر کے امر دعوت الی الحق وہدایات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور مقامِ تفصیل میں امر نظام کی تدبیر کرتے ہیں اور ان کی یہ حالت دنیاوی زندگی اور انتقال کے بعد دونوں صورتوں میں یکساں ہوتی ہے۔"

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:- فکذالک الانسان قد یکون فی حیوتہ الدنیا مشغولا بشھوۃ الطعام والشراب والغلمۃ وغیرھا من مقتضیات الطبعیۃ والرسم لکنہ قریب الماخذ من الملأ السافل قوی الانجذاب الیھم فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی من احبہ فلحق بالملائکۃ وصار منھم والھم کالھامھم وسعی فیما یسعون فیہ" (حجۃ البالغہ صلا) بالکل اسی طرح انسان کا حال ہے کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں کھانے پینے اور شہوتِ نفسانی اور اسی طرح کے دیگر طبعی تقاضوں کو پورا کرنے اور زندگی کے مختلف مراسم و معاملات میں مصروف رہتا ہے، لیکن اس کا قریبی تعلق ملائکہ سافل سے ہوتا ہے اور انہی کی جانب اس کو زیادہ میلان اور کشش ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ مرجاتا ہے تو اس کے تمام جسمانی علاقے و تعلق ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنی اصلی طبعیت کی طرف عود کرآتا ہے اور پھر ملائکہ میں مل کر انہی میں کا ہوجاتا ہے۔ اور انہی کے سے الہامات اس کو بھی ہونے لگتے ہیں اور ان کے جیسے کام وہ بھی کرنے لگتا ہے (اور اس طرح ان کا دست و بازو بن جاتا ہے)

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:- "اس راستے کے امام اور اس گروہ کے بزرگ اُن فرشتوں کے زمرے میں شمار کئے ہوئے ہیں، جن کو ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے تدبیر امور کے بارے میں الہام ہوتا ہے اور اس کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ پس ان بزرگوں کے حالات کو بزرگ فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہیئے۔"
(صراط مستقیم صلا)

"اس ولایت کو ولایت علیا کہتے ہیں اس لئے کہ یہ ملاءِ اعلیٰ کی ولایت ہے اور ملاءِ اعلیٰ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو امر کی تدبیر کرنے والے اور احکام الٰہیہ کے اخذ کرنے والے ہیں جو حکم نافذ ہوتا ہے پہلے وہ اس کو اخذ کرتے ہیں پھر جہان میں ظاہر ہوتا ہے، اور تمام عوالم اجسام اور ان ارواح کو بواطن ہیں جو اجسام کے مدبر ہیں۔" صراط مستقیم ص۲۱۲-۲۱۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نگہبان فرشتے:- وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَۃً ۔ اللہ بھیجتا ہے تم پر محافظوں (نگہبان فرشتوں) کو۔ وَلَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۔ آدمی کے لئے بدلی والے ہیں۔ اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت (نگہبانی) کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔ یہ بدلی والے ۔ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو۔

ان آیات میں اللہ تعالٰی نے ملائکہ کو ہمارے حافظ و نگہبان فرمایا ہے۔

ملائکہ موت دیتے ہیں:- قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ۔ تم فرماؤ تمہیں موت دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا ۔ موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔ حالانکہ یہ صفت اللہ تعالٰی کی ہے۔ اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ ۔ اللہ تعالٰی موت دیتا ہے جانوں کو۔

جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دیا:- جبرئیل امین نے حضرت مریم سے کہا لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ۔ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

دنیا و آخرت میں فرشتے مددگار ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۔ بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو۔ اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے مددگار ہیں (دوست ہیں) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ "تمہارے ساتھ رہیں گے اور جب تک تم جنت میں داخل ہو تم سے جدا نہ ہوں گے۔"

احادیث

فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر موکل ہیں:- اللہ تعالٰی کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر موکل ہیں۔ انہیں اللہ تعالٰی کا حکم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ جس بندے کو ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر فکرِ آخرت کا ہو رہا ہے آسمان و زمین اور انسانوں سب کو اس کے رزق کا ضامن کر دو۔ یعنی بے طلب ہر طرف سے اسے رزق پہنچاؤ۔ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کے لئے اس کا رزق پاک اور آسان کر دو اور جو حد سے بڑھے اسے اس کی خواہش پر چھوڑ دو پھر ملے گا تو اتنا ہی جو میں نے اس کے لئے لکھ دیا ہے" (رواہ الترمذی فی النوادر)

جبریل علیہ السلام دعائیں قبول کرتا ہے۔

بندۂ مومن، اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے۔ اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر دعا کرتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے جبریل اس کی حاجت روا کر دے میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا۔" (ابن النجار عن انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

نگہبان فرشتے۔

بنی آدم اس کام سے غافل ہے جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرشتہ بھیجتا ہے کہ وقت پہنچنے تک اس کا نگہبان رہتا ہے۔ (ابو نعیم عن جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

فرشتہ صورت بناتا ہے۔

حذیفہ ابن اسید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب نطفے پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالےٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ اگر اس کی صورت بناتا۔ کان، آنکھ کھال، گوشت، ہڈیاں خلق کرتا ہے۔ اذا مَرَّ بالنطفة اثنتان واربعون ليلةً بعث اللّٰهُ اليها ملكًا فصوَّرها وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها۔ الحدیث (مسلم)

فرشتہ روح ڈالتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بچے کا مادۂ آفرینش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے پھر اتنے ہی دن گوشت کی بوٹی ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سو بستون چلتے گذر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس میں جان ڈالتا ہے۔ هٰذا لفظ مسلم (مسلم۔بخاری)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ۔ اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہے۔ اور فرماتا ہے۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ۔ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا۔؟ یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا نام پاک "ماحی" ہے۔ یعنی کفر و شرک کے مٹانے والے وہ خود صحیح حدیثوں میں فرماتے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے۔ فرشتہ صورت بناتا ہے۔ فرشتہ، کان، آنکھ کھال، گوشت، ہڈیاں، بال اور خون خلق کرتا ہے اور صرف یہی نہیں، بلکہ سب کچھ فرشتے کے ہاتھ سے ہو کر جان (روح) بھی فرشتہ ڈالتا ہے، شرک پسند گمراہوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔؟ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ، وہابیہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں یہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام تو تاتا ہی فرما کر جیسے ہو رہے تھے۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں گا یہاں تو ان سے کم درجے والے کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے بیٹے بیٹوں کی خلق و تصویر ہو رہی ہے، احمق، جاہلو، اپنے مسلک کے ایمان کی جان پر رحم کرو، یہ فرق نسبت اٹھانا۔

اقسام اسناد شناختہ جانے تمہیں کن بُرے حالوں پہنچائے گا، مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے (الامن والعلی)

واضح رہے کہ وہابی مولویوں کے پاس لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے کہ وہ تحریر و تقریر میں جب آیات قرآن مجید اور روایات حدیث پیش کرتے ہیں تو ترجمہ اور مفہوم بیان کرنے میں نسبت حقیقی اور نسبت مجازی میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھتے۔ صفات ذاتی اور صفات عطائی کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ اور اقسام اسناد کو شاکر منشاء قرآن و منشاء حدیث کے خلاف من گھڑت مطلب و نتیجہ نکال کر بے علم اور کم علم مسلمانوں کو بہکا دیتے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ بھئی ہم کیا کریں، وہابی مولویوں کی تقریر سنتے ہیں تو وہ بھی قرآن و حدیث پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور سنی مولوی بھی قرآن و حدیث پیش کرتے ہیں، ہم کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پس وہابیوں کے فتنہ سے محفوظ رہنے کا وہی ایک علاج ہے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا ہے۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ۔ یہ گمراہ، اور گمراہ کرنے والے لوگ تمہارے قریب نہ آنے پائیں اور نہ ہی تم ان کے قریب جاؤ تاکہ یہ تمہیں گمراہی میں نہ دھکیل سکیں۔

نیز حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صراطِ مستقیم سیدھی راہ یعنی صحیح راستے کی پہچان یہ بتائی۔ مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ تم وہی طریق اختیار کرو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔ اور مزید وضاحت میں فرمایا۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ سوادِ اعظم۔ امت کی سب سے بڑی جماعت کی اتباع کرو۔ بلاشبہ جو شخص اس جماعت سے علیحدہ ہوا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔ (پ۵ ع۱۴) اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ طریقِ مسلمین ہی صراطِ مستقیم ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہلسنت وجماعت ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہابی وہ لوگ ہیں جو سوادِ اعظم سے کٹ کر علیحدہ ہوئے ہیں۔ ان کا راستہ مسلمانوں کی راہ سے جدا ہے۔ ان کا مذہب، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان، مفسرین، محدثین، اولیاء کرام اور علماء امت کے مذہب سے مختلف ہے۔ پس اس قدر وضاحتوں کے باوجود اگر کوئی بدبخت وہابیوں کی کتابیں پڑھتا اور ان کی تقریریں سنتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ قرآن وحدیث انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء کرام اور ملائکہ کا متصرف فی الامور و مدبر الامور باذن اللہ تعالیٰ ہونا ثابت و مبرہن ہو چکا۔ اب ہر شخص کو اختیار ہے جی چاہے تو قرآن وحدیث کی بات مان لے اور جی چاہے تو منکرین وہابیہ کی خرافات پر ایمان لے آئے۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فضائل وکرامات وتصرفاتِ اولیاء اللہ کا ثبوت احادیث وآثار سے

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیشک اللہ تعالٰی کے لئے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلبِ آدم پر ہیں اور چالیس کے دل قلبِ موسٰی اور سات کے دل قلبِ ابراہیم اور پانچ کے دل قلبِ جبرئیل اور تین کے دل قلبِ میکائیل اور ایک کا دل قلبِ اسرافیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے۔ اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین سے فیھم یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ وَیَدْفَعُ الْبَلَاءُ۔ انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ خلق کی حیات وموت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔" (ابن عساکر اور ابو نعیم فی الحلیہ)

هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ (بخاری ص ۴۰۵ ج ۱)

کیا تمہیں مدد اور رزق کسی اور سبب بھی ملتا ہے سوا اپنے ضعیفوں کے۔؟

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (بخاری ص ۳۷۱ ج ۱)

بلاشبہ اللہ تعالٰی کے بندوں میں سے ایسے بندے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالٰی ان کی بات پوری کر کے انہیں سچا کر دیتا ہے۔"

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔ (بخاری ص ۴۵۶ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ بلاشبہ اللہ فلاں سے محبت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرماتا ہے پس تو بھی اس سے محبت کر۔ تو جبریل اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں سے منادی کرتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلاں کو محبوب بنالیا ہے تو تم سب بھی اس سے محبت کرو۔ تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس ولی اللہ کے لئے زمین میں مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔

لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا مِثْلِ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ فِيْهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ ۝ (رواہ الطبرانی فی الاوسط) زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرتو پر ہوں گے انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اور انہی کے سبب مدد پاؤ گے۔"

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْهِمْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَدْفَعُ الْبَلَاءُ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ) اور ایک روایت میں ہے۔ انہی کے ذریعہ حیات وموت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اُگنا اور بلاؤں کا دور ہونا ہوا کرتا ہے۔"

طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاَبْدَالُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ "نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابدال میری امت میں تیس ہیں۔ انہی سے زمین قائم ہے انہی کے وسیلے سے تمہیں بارش نصیب ہوتی ہے۔ اور انہی کے وسیلے سے تمہیں مدد ملتی ہے۔"

عن انس بن مالك عن النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ يقولُ اِنِّيْ لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰى عُمَّارِ بُيُوْتِيْ وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِيْ عَنْهُمْ ۝ (البیہقی فی شعب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں۔ جب میرے گھر (مسجدیں) آباد کرنے والے اور میری خاطر آپس میں محبت رکھنے والے اور رات کے پچھلے پہر استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا عذاب (غضب) ان سے پھیر دیتا ہوں۔"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَۃِ اَھْلِ بَیْتٍ مِّنْ جِیْرَانِہِ الْبَلَاءَ۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھروالوں سے بلاء دفع فرماتا ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر۔ والبغوی فی المعالم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واولیاء کی محبت ذریعہ نجات ہے

عن انس رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً سَاءَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ السَّاعَۃِ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَمَاذَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ لَاشَیْءَ اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَیْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِھِمْ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۱، مسلم ج ۲ ص ۳۳۲) حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا۔ یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ حضور نے فرمایا اور تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی؟ وہ بولا کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں ہمیں اور کسی چیز سے اس قدر خوشی نہ ہوئی جتنی خوشی حضور علیہ السلام کے اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فرمانے سے ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا۔ پس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے محبت رکھنے کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میں انہی کے ساتھ ہوں گا۔ اور اگرچہ ان کے اعمال کے مثل عمل نہ کروں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اولیاء اللہ کے حضور حاضری کی نیّت سے سفر کرنا موجب بخشش ہے اگرچہ ان کے حضور پہنچ نہ سکے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال کان فی بنی اسرائیل رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَاَلَهٗ فقال هَلْ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَجَعَلَ يَسْاَلُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰئِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ وَاَوْحٰى اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ

(بخاری ج ۱ ص ۴۹۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو ننانوے انسانوں کو قتل کر چکا تھا۔ پھر اپنے کئے پر نادم ہو کر لوگوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ میں کس کے پاس حاضر ہو کر توبہ کروں۔ تو وہ ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے جرائم کا ذکر کرنے کے بعد پوچھا۔ کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے۔؟ راہب بولا نہیں، تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور پھر لوگوں سے اپنے جرائم کی بخشش کے متعلق پوچھتا پھرا۔ ایک شخص نے اس سے کہا تو فلاں قصبہ میں جا کر وہاں ایسا صالح مرد ہے جہاں تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر وہ اس قصبہ کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن راستے ہی میں اسے موت آ پہنچی اور وہ زمین پر گرا۔ اور اس نے اسی حالت میں اپنے سینہ کے بل اس قریہ کی طرف خود کو گھسیٹا۔ اس کے مرنے کے بعد رحمت کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ چونکہ یہ آدمی فلاں صالح مرد کے ہاں جا رہا تھا اس لئے یہ رحمت کا مستحق ہے اور عذاب کے فرشتوں کا کہنا تھا کہ یہ چونکہ یہ آدمی اس صالح مرد کے حضور پہنچا نہیں اس کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جرائم ابھی معاف نہیں ہوئے اس لئے یہ عذاب کا سزاوار ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس قریہ کی زمین کو حکم فرمایا کہ میت کے قریب ہو جا اور دوسری طرف کی زمین کو حکم فرمایا کہ تو اس میت سے دور ہو جا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب سے فرمایا کہ دونوں طرف کے فاصلے کی پیمائش کرو۔ جب انہوں نے پیمائش کی تو میت اس قصبہ کی جانب بالشت بھر قریب نکلی، اس پر اس کی مغفرت کر دی گئی۔"

اولیاء اللہ وفات کے بعد زمین میں گشت کرتے اور جہاں چاہیں سیر کرتے ہیں

امام عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں اور طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم مستدرک اور ابو نعیم حلیہ میں بسند صحیح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت فرماتے ہیں۔ اِنَّ الدنیا جنۃُ الکافر وسِجنُ المؤمنِ وانّما مثل المومن حین تخرج نفسُہٗ کمثل رجل کان فی سِجن فاخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض ویتفسح فیھا۔ بیشک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کا قیدخانہ ہے اور ایمان والے کی جب جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قید خانہ میں تھا اب اس سے نکال دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا اور بافراغت چلتا پھرتا ہے۔ ولفظ ابی بکر ھکذا۔ الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر فاذا مات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث شاء۔ دنیا مسلمان کا قیدخانہ اور کافر کی بہشت ہے، جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے۔"

مسلمانوں کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں اور انہیں اختیار ہوتا ہے کہ جہاں چاہیں جائیں

ابن ابی الدنیا وبیہقی۔ سعید ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں۔ انّ سلمان الفارسی وعبد اللہ بن سلام التقیا فقال احدھما لصاحبہ اِن لقیت ربّک قبلی فاخبرنی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَاذَا لقیتَ فقال اوتلقی الاحیاء الاموات قال نعم اما المومنون فان ارواحہم فی الجنۃ وھی تذھب حیث شاءت۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک دفعہ آپس میں ملے تو ایک صاحب نے دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا۔ دوسرے صاحب نے پوچھا کیا زندے اور مُردے بھی آپس میں ملتے ہیں۔؟ فرمایا۔ ہاں۔ مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں۔ اور انہیں اختیار ہوتا ہے کہ جہاں چاہیں جائیں۔"

حضرت مغیرہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں تصریح ہے کہ یہ ارشاد فرمانے والے حضرت سلمان فارسی تھے۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

صاحبِ قبر سلام سنتا اور جواب دیتا ہے

ابن ابی الدنیا۔ بیہقی۔ صابونی۔ ابن عساکر و خطیب بغدادی وغیرہم محدثین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِذا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبرٍ یَعرِفُہٗ فَسَلَّمَ علیہ رَدَّ علیہ السلام وعرفہٗ واذا مَرَّ بقبرٍ لا یعرفہٗ فسلّم علیہ ردّ علیہ السلام۔ جب آدمی ایسی قبر پہ گزرتا ہے جس سے دنیا میں شناسائی تھی اور اسے سلام کرتا ہے۔ میت جوابِ سلام دیتا اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پہ گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور سلام کرتا ہے۔ میت جوابِ سلام دیتا ہے۔"

صاحبِ قبر نے تلاوتِ قرآن کی اور صحابہ نے سُنی

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں۔ بعض اصحاب نے اپنا خیمہ اس جگہ لگایا جہاں ایک قبر تھی۔ اور انہیں معلوم نہ تھا۔ قبر سے سورہ تبارک الذی پڑھنے کی آواز بلند ہوئی اور صاحبِ قبر نے سورہ تبارک الذی پڑھ کر پوری کی۔ ان اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سورہ تبارک الذی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انسان کو برائیوں سے روکنے والی اور سختیوں سے بچانے والی ہے، اس سورہ نے اس قبر والے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلائی۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

قبر میں کلام

حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کے دفن میں میں بھی شریک تھا، جب ان کو قبر میں رکھ دیا گیا تو انہوں نے کہا۔ محمد رسول اللہ۔ ابوبکرن الصدیق عمرن الشہید، عثمان البر الرحیم۔" اور اس پوری شہادت کو ہم نے بخوبی سنا، اس کے بعد انکو ویسا ہی پایا جیسا کہ وہ باتیں کرنے سے پہلے تھے۔ یعنی بالکل خاموش، مردہ (رواہ بیہقی)

صاحب قبر نے سوال کا جواب دیا!

حضرت یحییٰ بن ایوب خزاعی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کی قبر پہ جا کر اسے پکار کر فرمایا۔ یا فلانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔" اے فلاں جو شخص اپنی زندگی میں اپنے رب سے ڈرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو دو باغ دے گا۔"

اس نوجوان نے اپنی قبر سے جواب دیا۔" یاعُمَرُ قَدْ اَعْطَانِیْھَا رَبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرَّتَیْنِ۔" اے عمر مجھے تو پروردگار نے جنت میں ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں۔"

(ابن عساکر، قرۃ العینین)

میں جس جنازے میں شریک رہا اس سے باتیں کرتا رہا

امام زہری نے ابنِ مسیب کے ذریعہ حضرت ابنِ عباس کے بیان پہ کہا۔" حضرت سعد نے فرمایا کہ تین آدمیوں میں سے میں ایک شخص ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث بھی سنی وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اور میں نے کثرتِ مشاغل کے باوجود اپنی پوری نمازیں ادا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ادا کی ہیں اور میں جس جنازے میں شریک رہا ہوں اس سے باتیں کر رہا ہوں۔"

حضرت ابن مسیب فرماتے ہیں، میں تو یہ خصلتیں صرف انبیاء کرام میں جانتا تھا لیکن اپنی آنکھوں سے یہ حضرت سعد میں دیکھ لیں۔" رضی اللہ تعالیٰ عنہم (تہذیب التہذیب ج۴ ص۴۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

میں نے ثابت بنانی کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی قسم میں نے ثابت بنانی (رضی اللہ عنہ) کو (ان کی وفات کے بعد) ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے جب ہم نے ان پر کچی اینٹیں چنیں تو ایک اینٹ گر پڑی میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔" (ابونعیم فی الحلیہ)

اولیاء قبروں میں قرآن پڑھتے ہیں

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن (ولی اللہ) کو قبر میں مصحف (قرآن) دیا جاتا ہے۔ اور وہ قبر میں تلاوتِ قرآن کرتا ہے۔" (ابن منذر)

ہم نے ایک شہید کو دیکھا کہ وہ قبر میں قرآن پڑھ رہا ہے

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (کسی میت کے لئے) قبر کھودی (اور اتفاق سے اس کے پاس پہلے سے ایک قبر تھی) قبر کھودتے ہوئے اتفاقاً اس پاس والی قبر میں ایک چھوٹا شگاف پڑ گیا۔ ایک طاق سا کھل گیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے، اس کے سامنے ایک قرآن رکھا ہے جسے وہ پڑھ رہا ہے۔ اور اس کے پاس ایک سرسبز باغ ہے۔ یہ واقعہ اُحد کے مقام پر ظہور پذیر ہوا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ وہ شہداء میں سے ہے۔ کیونکہ ان صحابہ نے اس کے چہرے پر زخم بھی دیکھا" اس روایت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا۔ اور ابن حبان نے اپنی تفسیر میں درج کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قبر والا زیارت کیلئے آنیوالے سے اُنس حاصل کرتا اور سلام کا جواب دیتا ہے

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان بھی کی قبر کی) زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے وہ (قبر والا) اس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ یہاں تک کہ زائر جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہو" (ابن ابی الدنیا فی المقتون)

مرنیوالے کی رُوح دیکھتی ہے کہ اسکے جسم کو کیونکر نہلاتے کفن پہناتے اور لیکر چلتے ہیں

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مرنے والے کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں رہتی ہے اپنے جسم کو دیکھتی ہے کہ کیونکر اس کو غسل دیا جاتا ہے، کیونکر کفن دیتے ہیں، کیونکر لے کر چلتے ہیں۔ اور لاش ابھی تختہ ہی پر ہوتی ہے کہ اس سے فرشتے کہتے ہیں کہ لوگ جو تیری تعریف کر رہے ہیں سن لے" کہ بشارت حاجلہ مقدمہ ہے خیر آئندہ کا (اخرجہ ابونعیم فی الحلیہ)

بیشک مُردہ پہچانتا ہے اُسے جو اسکو غسل دے اور جو اُٹھائے اور جو کفن پہنائے اور جو قبر میں اُتارے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان المیت لیعرف من یغسلہ و یحملہ و من یکفنہ و من یدلیہ فی حفرتہ۔ رواہ احمد، طبرانی و ابن ابی الدنیا)

وفات کے بعد کلام

حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور ہمارے بڑے بھائی حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں کثرت سے نمازیں پڑھتے اور بکثرت روزے رکھتے تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جب ان کا انتقال ہوا تو ہم سب ان کے پاس جمع تھے۔ ہم ان کے کفن کے لئے کپڑا لانے آدمی بھیج چکے تھے کہ دفعتہً انہوں نے اپنے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر کہا "اسلام علیکم" حاضرین نے کہا "وعلیک السلام برادرانِ عبس (ہم عبس قبیلے سے ہیں) کیا موت کے بعد بھی تم کلام کرتے ہو؟" حضرت ربیع نے جواب دیا "ہاں۔ تم سے جدا ہو کر جب میں پروردگارِ عالم سے ملا تو میں نے اسے غضب ناک نہیں دیکھا، اس نے مجھ پر رحمتوں کے بادل برسا کر جنت کی خوشبوئیں، جنت کی روزی، جنت کے لباس اور سبز ریشمی کپڑے مرحمت فرمائے، سنو حضرت ابو القاسم رحمۃ للعالمین میری نماز جنازہ کے انتظار میں ہیں، پس اب دیر نہ لگاؤ، اور جلدی کرو۔ اس کے بعد وہ اس طرح ہو گئے جیسے طشت میں ایک کنکری گر جائے۔ یعنی تھوڑی دیر کے لئے ان کی زبان نے حرکت کی اور پھر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔ یہ ماجرا جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو سنایا گیا تو انہوں نے فرمایا "ہاں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایسے آدمی ہیں جو مرنے کے بعد بھی گفتگو کرتے ہیں۔" (حلیہ، الرحمۃ المہداۃ صفحہ ۳۳ ۔ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

شہادت پانے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کلام

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین شہید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نعش مبارک آپ کے دروازہ پر رکھی ہوئی تھی اور آپ کی زبان مبارک سے طق طق (دفن دفن) کی پے درپے آواز آرہی تھی۔ چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کو کب پہنچائی گئی جہاں آپ دفن کئے گئے۔ (استیعاب صفحہ ۴۹۱ ج ۲)

وفات کے بعد طویل گفتگو

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں: "زید بن خارجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ میں نے کہا۔ لاؤ اتنی دیر میں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں، ادھر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں نماز میں لگا اور اُدھر زید بن خارجہ نے اپنے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر کہا "السلام علیکم یا اہل البیت" سب لوگوں سے ان کی گفتگو ہو رہی تھی۔ اور میں سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ رہا تھا، زید بن خارجہ نے اپنی دورانِ گفتگو میں کہا" لوگو، بالکل خاموش ہو جاؤ اور سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے سچے پہلے شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جو جسمانی طور پر دُبلے پتلے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے احکام کے اجراء میں بڑے طاقتور اور قوت دار تھے، اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سچے تھے۔ وہ جس طرح مضبوط البدن آدمی تھے اسی طرح احکام خدا کے اجراء میں بھی بڑے سخت اور بہت کھرے تھے۔ اور اب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی خلافت کے دو برس بیت گئے اور چار سال باقی ہیں، یہ بھی سچ اور صداقت کا مجسمہ ہیں، ان کے دورِ خلافت میں تمام معاملات اور اشیائے محفوظہ پر فتنوں کا دباؤ ہے اور اُریس کے کنواں کو تو تم لوگ جانتے ہی ہو جہاں رسول اللہ کی انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے گر گئی تھی اور اسی دن سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے تھے' اور اے عبداللہ بن رواحہ تم پر اللہ کی سلامتی ہو کیا تم کو خارجہ اور سعد کے حالات معلوم نہیں۔"

اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئے، میں تو نماز سے فارغ ہو کر یہ تمام باتیں سن ہی رہا تھا کہ حضرت عثمان نے تشریف لا کر نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ (تہذیب التہذیب ص۱۲ ج۳، اس کو ابن سعد، ابن ابوحاتم، امام ترمذی، یعقوب بن سفیان، البغوی، طبری اور ابونعیم نے بھی بیان کیا ہے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اطہر سے اذان و اقامت سنتے رہے

حضرت بکر بن محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایام حرہ میں جو سخت لڑائی کا زمانہ تھا اور سب لوگ لڑنے میں مشغول تھے مسجد نبوی میں تین روز تک اذان و جماعت نہ ہوئی۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں "میں تنہا مسجد نبوی میں حاضر رہتا تھا۔ میں گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک کے قریب گیا۔ ظہر کا وقت ہوا تو حضورِ انور کی قبر مبارک سے اذان کی آواز سنی۔ میں نے وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھی۔ اور پھر اقامت کی آواز بلند ہوئی اور ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر جب عصر کا وقت ہوا تو اذان و اقامت کی آواز قبر مبارک سے سنی۔ اسی طرح تین دن تک ہر نماز کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وقت اذان واقامت کی آواز سنتا اور نماز ادا کرتا رہا۔ (شرح الصدور، اخبار المدینہ، جذب القلوب)

شہادت کے بعد حضرت امام حسین کا کلام

حضرت منہال بن عمرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا۔ جب امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سر مبارک کو دمشق سے روانہ کیا گیا تو ایک شخص سورہ کہف تلاوت کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ یعنی کیا تو نے خیال کیا کہ اصحاب کہف اور رقیم والے ہماری نشانیوں سے عجیب تھے۔ سر مبارک سے آواز آئی "اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ" یعنی اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کے قابل مجھے قتل کرنا اور میرے سر کو روانہ کرنا ہے۔ (شرح الصدور)

مدفون عورت کی کفن چور کو تنبیہ

ایک آدمی کفن چور تھا۔ اتفاقاً ایک عالمہ عورت نے انتقال کیا۔ اس کی نمازِ جنازہ میں وہ کفن چور بھی شریک ہوا تاکہ قبر کی جگہ معلوم کرے۔ جب دفن سے فارغ ہوئے اور رات آئی تو اس نے قبر کھودی، عورت نے کہا "سبحان اللہ جس کے گناہ اللہ تعالٰی نے بخش دیئے وہ کفن چوری کرتا ہے" اس نے پوچھا "کیا میرے گناہ بھی بخش دیئے گئے؟" عورت نے جواب دیا "اللہ تعالٰی نے مجھ کو بخش دیا اور ان سب لوگوں کو بھی جنہوں نے میری نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور تو نے بھی میری نمازِ جنازہ پڑھی ہے" یہ سن کر کفن چور نے قبر برابر کر دی اور اس فعل سے توبہ کی۔ (شرح الصدور۔ رسالہ قشیریہ)

اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جاتے ہیں

امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خراز قدس سرہٗ نے فرمایا میں مکہ معظمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا تھا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بولا "یا ابا سعید اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاَحِبَّاءَ اَحْيَاءٌ وَاِنْ مَاتُوْا وَاِنَّمَا يُنْقَلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ" اے ابوسعید کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جائیں وہ تو بس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایک گھر سے دوسرے گھر میں بلائے جاتے ہیں۔" (رسالہ قشیریہ)

میت نے کہا "میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے"

حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اُتارا، جب کفن کھولا ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا "یا اباعلی تذللنی بین یدی من یدللنی۔ اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔" میں نے عرض کی اے سردار میرے، کیا موت کے بعد زندگی؟ فرمایا "بلیٰ انا حی وکل محب لاَنصرتک بجاھی غداً۔ میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے۔ بیشک وہ وجاہت وعزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔" (رسالہ قشیریہ)

بعد وفات اولیاء کا علم وادراک

حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہٗ فرماتے ہیں "میرا ایک جوان مُرید مر گیا، مجھے سخت صدمہ ہوا۔ نہلانے بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتداء کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی داہنی کروٹ میری طرف کی، میں نے کہا "جانِ پدر، تو سچا ہے مجھ ہی سے غلطی ہوئی۔" (رسالہ قشیریہ)

میت نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا

حضرت ابو یعقوب سوسی نہر جوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک مرید کو جو مر گیا تھا۔ نہلانے کے لئے تختہ پر لٹایا اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا جانِ پدر میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے۔ "لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔" (رسالہ قشیریہ)

میت نے کہا۔ اللہ کا ہر دوست زندہ ہے

حضرت ابو یعقوب سوسی نہر جوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے کہا "پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ حضرت! یہ اشرفی لیں آدھی میں میرا کفن آدھی میں میرا دفن کا انتظام کریں۔ جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا۔ مُرید مذکور نے آکر کعبہ کا طواف کیا پھر کعبہ سے ہٹ کر لیٹا تو رُوح نہ تھی، مَیں نے قبر میں اُتارا آنکھیں کھول دیں میں نے کہا "موت کے بعد زندگی؟" کہا "اَنَا حَیٌّ وَکُلُّ مُحِبِّ اللّٰہِ حَیٌّ" میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے۔" (رسالہ قشیریہ، شرح الصدور)

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ نے قبر سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا

حضرت فاطمہ خزاعی رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں "مَیں اپنی بہن کے ساتھ شہداء اُحد کی زیارت کو گئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر کے پاس جا کر کہا السلام علیکم یا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ قبر سے آواز آئی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وَلی اللہ کی قبر جنت کا ایک باغ ہوتی ہے

حضرت یونس بن فرات علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "ایک شخص قبر کھود رہا تھا کہ آرام کے لئے کچھ دیر قبر میں بیٹھ گیا اس کی پیٹھ میں سرد ہوا لگی اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوراخ دکھائی دیا۔ انگلی سے کشادہ کیا تو دیکھا قبر ہے اور بہت بڑا میدان ہے۔ اس میں ایک بڈھا آدمی بیٹھا ہے اس کے بالوں میں مہندی کا خضاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ابھی ابھی کنگھی کی ہے۔" (شرح الصدور، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ)

کلام موتٰی و شفاعت اولیاء

حضرت امام یافعی علیہ الرحمۃ اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ، امام محب الدین طبری علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ امام محب طبری نے فرمایا "میں اسماعیل حضرمی (علیہ الرحمۃ) کے ساتھ مقبرۂ زبید میں تھا۔ فقال لی یا محب الدین اتؤمن بکلام الموتٰی قلت نعم فقال اِنّ صاحب ھذا القبر یقول لی انا من حشو الجنۃ۔ انہوں نے فرمایا "اے محب الدین! کیا آپ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مردے کلام کرتے ہیں؟" میں نے کہا "ہاں" فرمایا "اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جنت کی بھری سے ہوں ہے!

نیز امام یافعی اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل حضرمی ایک قبرستان میں سے گذرے تو بہ شدت روئے اور سخت مغموم ہوئے، پھر کھلکھلا کر ہنسے اور نہایت خوش ہوئے، کسی نے سبب پوچھا، فرمایا: "میں نے ان مقبرہ والوں کو عذابِ قبر میں دیکھا رویا اور جنابِ الٰہی سے گڑگڑا کر عرض کی حکم ہوا قَدْ شَفَّعْنَاكَ فِيهِمْ۔ ہم نے تیری شفاعت ان کے حق میں قبول فرمائی ہے اس پر یہ قبر والی مجھ سے بولی" وَاَنَا مَعَهُمْ يَا فَقِيهُ اِسْمٰعِيْلُ اَنَا فُلَانَةُ الْمُغَنِّيَه۔ اے فقیر اسمٰعیل میں بھی انہی میں ہوں، میں فلاں مغنیہ (گانے والی) ہوں، میں نے کہا وَاَنْتِ مَعَهُمْ۔ تو بھی ان کے ساتھ ہے۔ اس پر مجھے ہنسی آئی۔"

فاروقِ اعظم اہلِ قبور سے ہمکلام ہوئے

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ کتاب القبور میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ اَنَّہٗ مَرَّ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا اَنَّ نِسَاءَكُمْ قَدْ تَزَوَّجْنَ وَدِيَارَكُمْ قَدْ سُكِنَتْ وَاَمْوَالَكُمْ قَدْ فُرِّقَتْ فَاَجَابَہٗ هَاتِفٌ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا اَنَّ مَا قَدَّمْنَاهُ فَقَدْ وَجَدْنَاهُ وَمَا اَنْفَقْنَاهُ فَقَدْ رَبِحْنَاهُ وَمَا خَلَّفْنَاهُ فَقَدْ خَسِرْنَاهُ۔ ایک بار امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ "بقیع" پر گذرے اہلِ قبور پر سلام کر کے فرمایا: "ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے اور تمہارے گھروں میں اور لوگ بسے، تمہارے مال تقسیم ہوئے، اس پر کسی نے جواب دیا: اے عمر بن خطاب، ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کئے تھے یہاں پائے اور جو راہِ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹے میں گیا۔"

حیدرِ کرار نے اہلِ قبور سے گفتگو فرمائی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: "ہم علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے ہمراہ مقام مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے، حضرت علی نے اہلِ قبر پر سلام کر کے فرمایا: "تم ہمیں اپنی خبریں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں خبریں دیں"؟ سعید ابن مسیب فرماتے ہیں: "میں نے آواز سنی کسی نے سلام کا جواب دے کر عرض کی: یا امیر المومنین، آپ بتائیے کہ ہمارے بعد کیا گذری؟ "امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا: "تمہاری عورتوں نے تو نکاح کر لئے۔ تمہارے مال سو وہ بٹ گئے اور اولاد یتیموں کے گروہ میں اٹھی اور وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام کیا تھا اس میں تمہارے دشمن بسے، ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں، اب تمہارے پاس کی خبر کیا ہے؟" ایک مردے نے عرض کی: "کفن پھٹ گئے، بال جھڑ پڑے، کھال کے پرزے پرزے ہو گئے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے، نتھنوں سے پیپ اور گندا پانی جاری ہے۔ اور جو آگے بھیجا تھا اس کا نفع ملا۔ اور جو پیچھے چھوڑا اس کا خسارہ ہوا اور اپنے اعمال میں محبوس ہیں"! (امام احمد، تاریخ نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر، تاریخ دمشق میں)

رسول اللہ نے صحابیہ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھائی اور ہمکلام ہوئے

حضرت ابو الشیخ علیہ الرحمۃ، حضرت عبید بن مرزوق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

امرأۃ تقم المسجد فماتت فلم یعلم بها النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمر علی قبرها فقال ما هذا القبر قالوا أم محجن قال التی کانت تقم المسجد قالوا نعم فصف الناس فصلی علیها ثم قال ای العمل وجدت افضل؟ قالوا یا رسول اللہ تسمع قال ما انتم باسمع منها فذکر انها اجابتہ قم المسجد۔ ایک بی بی مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھیں، ان کا انتقال ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی، ایک روز حضور انور ان کی قبر کی طرف سے گذرے۔ پوچھا: "یہ کس کی قبر ہے"؟ صحابہ نے عرض کی کہ "ام محجن کی"۔ فرمایا "وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی"؟ صحابہ نے عرض کی: "ہاں"۔ حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا: "تو نے کونسا عمل افضل پایا"؟ صحابہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے"؟ فرمایا۔ "کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے"۔ پھر فرمایا: "اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی (شرح الصدور، حیات الموات)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بحمدہ تعالیٰ احادیث، آثارِ صحابہ اور محدثین، فقہاء و علماء کرام و مشائخ عظام کے ارشادات و عمل سے ثابت ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اولیاء اللہ کی برکت اور ان کے دستگیری نظامِ عالم قائم اور ان کا دربارِ عالم چل رہا ہے۔ انہی کے صدقے میں، انہی کے وسیلے سے نہ صرف یہ کہ خلق کی حیات و موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اگنا، مدد کا ملنا، بلاؤں کا دور ہونا سب کچھ متعلق ہے بلکہ زمین و آسمان بھی انہی کے دم سے قائم ہیں۔ یہ نفوسِ قدسیہ وفات کے بعد زمین میں گشت کرتے اور جہاں چاہیں سیر کرتے ہیں۔ قبروں میں رہتے ہوئے سلام و کلام کو سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ قبروں پہ آنے والوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ زائرین سے ہمکلام ہوتے اور گفتگو فرماتے ہیں۔ ان سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے اور تلاوتِ قرآن کرتے ہیں۔ وفات کے بعد زندہ ہیں اور حیاتِ دنیوی سے کہیں زیادہ علم و ادراک رکھتے ہیں۔ لیکن وہابیہ ان باتوں کو نہیں مانتے۔ ان کے دھرم میں یہ باتیں شرک صریح ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ اُمور شرک میں داخل ہوتے تو کفر و شرک کے مٹانے والے دنیا کو درسِ توحید دینے والے سرکارِ دوعالم رسولِ اکرم حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان امور کی تعلیم کیونکر دے سکتے تھے؟ پس جب کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین اور تبع تابعین علیہم الرحمۃ سے یہ تمام اُمور قولاً و فعلاً ثابت ہیں اور تمام محدثین و علماء و صلحاء اُمت ان پر متفق ہیں۔ تو محض وہابیہ خبیثہ کی بک بک جھک جھک سے شرک و کفر اور خلافِ اسلام کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ بلکہ وہابیہ کے اختلاف سے تو اس میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ یہ منکرین صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے اور اُمتِ محمدیہ سے کٹے ہوئے سراسر بے دین لوگ ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے میل ملاپ سے پرہیز لازم اور ان کی خرافات سننے اور پڑھنے سے اجتناب واجب ہے تاکہ ان کے دامِ تزویر سے بچے رہیں اور ایمان سلامت رہ سکے۔ کیونکہ یہی وہ خوارج الاصل گمراہ اور گمراہ کن لوگ ہیں جن کے بارے میں رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے۔ دُعَاۃٌ عَلٰی اَبْوَابِ جَھَنَّمَ مَنْ اَجَابَھُمْ اِلَیْھَا قَذَفُوْہُ فِیْھَا (بخاری و مسلم) دوزخ کے دروازوں پر بُلانے والے جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ان کی باتیں ماننے گا اُسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔"

یہ منکرین مسلمانوں کو توحید کی آڑ میں انبیاء و اولیاء کے احد اد فضائل و محاسن سے انکار کی تعلیم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دیتے ہیں۔ شرک سے بچنے کی تلقین کے پردے میں سادہ لوح مسلمانوں کو قرآن وحدیث کا منکر بنا بنا دیتے ہیں یہ لوگ ان نفوسِ قدسیہ کو جو کہ خالق ومخلوق کے درمیان مستحکم رابطہ اور وسیلہ کا مقام رکھتے ہیں۔ ان کو بتوں، جنوں، بھوتوں، دیوی دیوتاؤں اور شیطانوں میں شمار کرتے ہیں۔ اہل اللہ کو مِنْ دُوْنِ اللہ، قرار دیتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں، نہ کسی کو پہچانتے ہیں، محض مُردے ہیں ان میں کچھ حیات نہیں، انہیں کچھ شعور اور علم وادراک حاصل نہیں مجبورِ محض ہیں، عاجز و بے بس ہیں۔ کسی قسم کی قوت تصرف نہیں رکھتے، اور کسی کی مدد نہیں کرسکتے لہذا ان سے توسل واستمداد شرک صریح ہے۔ جیسے کہ نیم مسٹر و نیم ملّا، جہل مرکب میں گرفتار مودودی نے اپنی مائنس تفہیم القرآن، میں لکھا: "یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور سے جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیطان یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحابِ قبور ہیں اور " الذین یدعون من دون اللہ" سے وہ انبیاء، صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی مراد ہیں جن کو غالی معتقدین داتا، مشکل کشا، فریاد رس، غریب نواز اور گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں" نیز سارے وہابی اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسی طرح کی دریدہ دہنی کر کے انتہائی شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اب قارئین سینے پر ہاتھ رکھ کر ایمان سے کہیں کہ جو آیات قرآن و روایات حدیث اور آثارِ صحابہ وغیرہ مطالعہ کر چکے ہیں ان سے وہابیہ کی اس تمام تر خرافات کی مکمل تردید ہوتی ہے یا نہیں؟ حالانکہ فقیر نے عمداً بہ نظرِ اختصار صرف چند شواہد ہی پیش کرنے پر اکتفا کی ورنہ سینکڑوں ہزاروں ایسے واقعات و مشاہدات اور نظائر پیش کئے جاسکتے ہیں جن پر تمام علمائے حق متفق ہیں۔

مخالفینِ حق وصداقت، محرفینِ قرآن وسنت، منکرین وہابیہ علمائے اہلسنت کے دلائل قاہرہ سے جب عاجز آجائیں تو فوراً پینترا بدل کر ابلیسانہ تلبیس کا سہارا لے کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ "ہاں، صالحین سے ان کی زندگی میں توسل یعنی حلِ مشکلات و قضائے حاجات کے لئے التجا و طلب دعا جائز ہے۔ لیکن ان کی وفات کے بعد ناجائز، حرام اور شرک ہے۔ ان کے اس دعویٰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سُفہاء الاحلام، زندگی اور موت کی حقیقت سے بھی بے خبر ہیں اور مقتضائے توحید وشرک سے بھی ناآشنا ہیں۔ ان کی دانست میں موت، عدم محض کا نام ہے کہ مرنے والا جمادات کی مثل ہو جاتا ہے۔ وہابیہ کی سفاہت اور ان کے اس فریب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو سمجھنے کے لئے یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و انس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوقِ الٰہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا۔ تو امور شرک میں حیات و موت سے تفرقہ جیسا کہ اس طائفۂ جدیدہ کا شیوۂ قدیمہ ہے۔ دائرۂ عقل و شرع دونوں سے خارج ہے، کیا زندے خدا کے شریک ہو سکتے ہیں، صرف شرکتِ اموات ہی ممنوع ہے؟ اگر طلب دعا و توسل شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات سے خاص نہ ہوگا بلکہ یقیناً احیاء سے توسل اور ان سے دعا کرانی بھی حرام ٹھہرے گی کہ خدا کا شریک نہ ہو سکنے میں زندے اور مُردے سب برابر ہیں۔ چنانچہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں "اگر ایں معنے کہ در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجہ بماسوائے حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں ممنوع نیست بلکہ مستحب و مستحسن است بہ اتفاق و شایع است در دین"

اگر یہ معنے جو ہم نے امداد و استمداد کے بیان کئے موجب شرک و توجہ بماسوائے حق ہوں جیسا کہ منکر زعم کرتا ہے تو چاہیئے کہ صالحین و دوستانِ خدا سے ان کی حالتِ حیات میں بھی توسل و طلب دعا ممنوع ہو اور یہ ممنوع نہیں بلکہ بالاتفاق مستحب و مستحسن ہے اور دین میں شائع ہے"

وہابیہ کے زعم باطل کے ابطال میں فقیر ابو الحسان قادری حدیث شریف اور اجل علمائے سلف و خلف کے ارشادات پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ

موت سے روح میں اصلاً کوئی فرق نہیں آتا علوم و افعال بدستور قائم رہتے ہیں

عن عطاء ابن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ابن الخطاب یا عمر کیف بک اذا مت فقاسوا لک ثلاثۃ اذرع وشبر فی ذراع وشبر ثم رجعوا الیک وغسلوک وکفنوک وحنطوک ثم احتملوک حتی یضعوک فیہ ثم یہیلوا علیک التراب فاذا انصرفوا عنک اتاک فتانا القبر منکر ونکیر اصواتہما کالرعد القاصف وابصارہما کالبرق الخاطف فتلتلاک وترتراک وہولاک فکیف بک عند ذالک یا عمر قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعی عقلی قال نعم قال اذن اکفیہما۔ اخرجہ ابو نعیم وابن ابی الدنیا والبیہقی۔ وفی روایۃ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قول عمر اترد الینا عقولنا قال نعم کھیئتکم الیوم۔ الحدیث۔ اخرجہ احمد والطبرانی۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا "اے عمر! اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم مر جاؤ گے اور لوگ تمہارے لئے ساڑھے تین ہاتھ لمبی اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑی قبر کی پیمائش کریں گے پھر تمہارے پاس آکر تم کو غسل اور کفن دیں گے اور خوشبو ملیں گے، پھر تم کو اٹھا کر لے جائیں گے، یہاں تک کہ اس قبر میں رکھ دیں گے، پھر تم پر مٹی ڈال دیں گے پھر جب لوگ چلے آئیں گے تو تمہارے پاس دو ممتحن (امتحان لینے والے) قبر کے یعنی منکر نکیر آپہنچیں گے جن کی آواز مثل گرج کے ہوگی اور آنکھیں مثل برق درخشاں کے ہوں گی سو تم کو ہلا ڈالیں گے اور حاکمانہ گفتگو کریں گے اور ہول بٹھا دیں گے سو اس وقت اے عمر تمہاری کیا کیفیت ہوگی" انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم میری عقل اس وقت درست ہوگی؟ (یعنی دین و ایمان کی مضبوطی اور عقل سمجھ باقی رہے گی؟) فرمایا "ہاں"

عرض کی کہ بس کام چلا لوں گا اور ایک روایت میں ہے۔ کیا ہماری عقلیں ہماری طرف لوٹ کر آئیں گی؟ فرمایا "ہاں! تمہاری عقل کی جو آج حالت ہے اس وقت بھی وہی ہوگی" (ابونعیم۔ ابن ابی الدنیا۔ بیہقی، احمد، طبرانی)

حضرت سہل بن عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالٰی نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا "میری قبر میں دو فرشتے بڑے سخت دل خوفناک صورت کے آئے اور سوال کیا۔ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ تو میں نے اپنی سفید ڈاڑھی پکڑ کر کہا۔ مجھ سے ایسا سوال کرتے ہو؟ اس کا جواب تو اسی برس تک لوگوں کو میں نے سکھایا ہے"! تب وہ دونوں فرشتے چلے گئے۔ (شرح الصدور)

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں ابوالقاسم مفسر سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں کے استاد تھے جن سے ہم پڑھا کرتے تھے، استاد کے ایک دوست کا انتقال ہوا، استاد نے ان کو خواب میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دیکھا اور پوچھا: "اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" انہوں نے جواب دیا کہ: "بخش دیا۔" پھر پوچھا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسی گذری؟" کہا: "انہوں نے مجھ کو بٹھایا اور پوچھا کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے یہ بات ڈالی کہ میں نے کہا: "ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے چھوڑ دو۔" یہ سن کر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: "اس نے بڑا واسطہ دیا، اس کو چھوڑ دو۔" اور وہ دونوں چلے گئے۔" ابن جریر فی تہذیب الآثار

تفسیر بیضاوی:- فیھا دلالۃ علی ان الارواح جواھر قائمۃ بانفسھا مغائرۃ لما یحس بہ من البدن تبقی بعد الموت دراکۃ وعلیہ جمھور الصحابۃ والتابعین وبہ نطقت الآیات والسنن۔ "یہ آیۂ کریمہ دلیل ہے کہ روحیں جوہر قائم بالذات ہیں، یہ بدن جو نظر آتا ہے۔ اس کے سوا اور چیز ہیں، موت کے بعد اپنے اسی ہوش ادراک پر رہتی ہیں۔ جمہور صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے اور اسی پر آیات و احادیث ناطق ہیں۔"

امام سبکی:- شفاء السقام میں فرماتے ہیں: "النفس باقیۃ بعد موت البدن عالمۃ باتفاق المسلمین بل غیر المسلمین من الفلاسفۃ وغیرھم ممن یقول ببقاء النفوس یقولون بالعلم بعد الموت ولم یخالف فی بقاء النفوس الا من لا یعتد بہ۔ اھ ملتقطا۔"

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح بعد مرگ باقی اور علم و ادراک رکھتی ہے۔ بلکہ فلاسفہ وغیرہم کفار بھی جو بقائے ارواح کے قائل ہیں وہ بھی موت کے بعد علم مانتے ہیں اور بقائے روح میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔ مگر ایسوں نے جو کسی گنتی شمار میں نہیں ہیں۔"

امام غزالی:- احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: "لا تظن ان العلم یفارقک بالموت فالموت لا یھدم محل العلم اصلا ولیس الموت عدما محضا حتی تظن انک اذا عدمت اذا صفتک۔" "یہ گمان نہ کرنا کہ موت سے تیرا علم تجھ سے جدا ہو جائے گا کہ موت محل علم یعنی روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی، نہ وہ نیست و نابود ہو جانے کا نام ہے کہ تو سمجھے جب تو نہ رہا تیرا وصف یعنی علم و ادراک بھی نہ رہا۔"

امام قسطلانی، مواہب اور ابن الحاج مدخل۔ اور علامہ زرقانی۔ شرح مواہب میں تقریباً

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرماتے ہیں۔ "واللفظ للمدخل من اتصل إلی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالبا وقد وقع کثیر من ذالک کما ھو مسطور فی مظنہ ذالک من الکتاب"

جو مسلمان برزخ میں ہیں اکثر احوالِ احیاء پر علم رکھتے ہیں اور یہ امر بکثرت واقع ہے جیسا کہ کتابوں میں اپنے محل پر مذکور ہے۔

مقاصد و شرح مقاصد علامہ تفتازانی :- میں ہے۔ "عند المعتزلة وغیرھم البنیة المخصوصة شرط فی الادراک فعندھم لایبقی ادراک الجزئیات عند فقد الآلات وعندنا یبقی وھو الظاھر من قواعد الاسلام" معتزلہ و غیرہم کے مذہب میں یہ بدن شرط ادراک ہے تو ان کے نزدیک جب اس کے آلات نہ رہے تو ادراک جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہلسنت وجماعت کے مذہب میں باقی رہتا ہے اور یہی ظاہر ہے قواعدِ دینِ اسلام سے"

علامہ مُلّا علی قاری :- مرقاۃ شرح مشکوۃ میں قاضی سے نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "واللفظ للمادی النفوس القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلی ولم یبق لھا حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاھدۃ" پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں ملاءِ اعلےٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لئے کوئی پردہ نہیں رہتا سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے"

زہر الربیٰ شرح سنن نسائی :- میں مرقوم ہے "إنّ للروح شانا آخر فتکون فی الرفیق الاعلی وھی متصلةٌ بالبدن بحیث اذا سلّم المسلم علی صاحبہا ردّ علیہ السلام وھی فی مکانہا ھناک الی ان قال - انما یاتی الغلط ھھنا من قیاس الغائب علی الشاھد فیعتقد انّ الروح من جنس ما یعھد من الاجسام التی اذا شغلت مکانا لم یمکن ان تکون فی غیرہ وھذا غلط محض" روح کی شان جُدا ہے باآنکہ ملاءِ اعلیٰ میں ہوتی ہے۔ پھر بھی بدن سے ایسی متصل ہے کہ جب سلام کرنے والا سلام کرے جواب دیتی ہے، لوگوں کو دھوکا اس میں یوں ہوتا ہے کہ بے دیکھی چیز کو محسوسات پر قیاس کرکے روح کا حال جسم کا سا سمجھتے ہیں کہ جب ایک مکان میں ہو تو اسی وقت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسرے مکان میں نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں "ردّ السلام علی المُسَلِّمِ مِنَ الْاَنبیاء حقیقیٌ بالروح والجسد بِجُمْلَتِہٖ وَمِنْ غیر الانبیاء والشہداء باتصال الرّوح بالجسد اتصالاً یحصل بواسطۃ التمکن من الرد مع کون اَرْوَاحِہِمْ لیست فی اجسادھم وَسَوَاءٌ اَلْجُمعۃُ وغیرھا علی الاصح لکن لا مانع مِنْ اَنَّ الاتصال فی الجمعۃ والیومین المکتنفین بہ اَقوٰی مِنَ الْاِتصال فی غیرھا مِنَ الایام (ملخصًا) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جواب سلام سے مشرف فرمانا تو حقیقی ہے کہ روح و بدن سے ہے۔ اور انبیاء و شہداء کے سوا اور مؤمنین میں یُوں ہے کہ ان کی رُوحیں اگرچہ بدن میں نہیں تاہم بدن سے ایسا اتصال رکھتی ہیں جس کے باعث جوابِ سلام پیدا نہیں قدرت ہے۔ اور مذہب اصح یہ ہے کہ جمعہ وغیرہ سب دن برابر ہیں، ہاں اس کا انکار نہیں کہ پنجشنبہ و جمعہ و شنبہ میں ان دنوں کی بہ نسبت اتّصال زیادہ قوی تر ہے"

شرح الصدور و طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں منقول ہے۔ الاحادیث والآثار تدل علٰے اَنَّ الزائر متیٰ جاء عَلِمَ بِہٖ المزور وسمع سلامَہٗ وانس بہٖ ورد علیہ وھٰذا عامٌّ فی حقِّ الشہدآء وغیرھم۔ واَنَّہٗ لا توقیت فی ذالک" احادیث و آثار دلیل ہیں۔ جب زائر آتا ہے مُردے کو اس پر علم ہوتا ہے، اس کا سلام سُنتا ہے اور اس سے اُنس کرتا ہے اور اس کو جواب دیتا ہے اور یہ بات شہداء و غیر شہداء سب میں عام ہے نہ اس میں کچھ وقت کی خصوصیت کہ بعض وقت ہو اور بعض وقت نہیں۔"

حضرت امام جلال الدین سیوطی مذہب اہلسنت وجماعت، کتاب الروح سے یوں نقل فرماتے ہیں" اَنَّ الروح ذات قائمۃ بنفسہا تصعد وتنزل وتتصل وتنفصل وتذھب وتجیٔ وتتحرک وتسکن وعلیٰ ذالک اکثر مِنْ مأئۃ دلیل مقررۃ" روح مستقل ذات ہے کہ چڑھتی، اُترتی ملتی جلتی، جُدا ہوتی، آتی جاتی، حرکت کرتی، ساکن ہوتی ہے اور اس پر سَو سے زیادہ دلائل ثابت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں۔" (شرح الصدور)

امام نسفی عمدۃ الاعتقاد، پھر علامہ نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں: "الروح لا یتغیر بالموت۔" مرنے سے روح میں کچھ تغیر نہیں آتا۔"

علامہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں ہے: "ان الروح اذا انخلعت من هذا الهیکل وانفکت من القیود بالموت تحول الی حیث شاءت۔" بیشک روح جب اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولان کرتی ہے۔"

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے: قد انکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض محتجین بان المیت جماد لا حیاۃ له ولا ادراک۔" بعض معتزلہ اور روافض عذاب قبر سے منکر ہو گئے یہ حجت لاکر کہ مردہ جماد ہے۔ نہ اس کے لئے حیات ہے نہ ادراک۔"

کشف الغطاء مستند مولوی اسحاق دہلوی میں ہے: مذہب اعتزال ست کہ گویند میت جماد محض ست۔" یہ معتزلہ کا مذہب ہے جو کہتے ہیں کہ مردہ جماد محض ہے۔" اور پھر اسی میں ہے: "فرقے نیست درارواح کاملاں درحین حیات و بعد از ممات مگر بہ ترقیٔ کمال۔" اولیاء کاملین کے ارواح میں زندگی و موت میں کوئی فرق نہیں مگر یہ کہ موت سے ترقیٔ کمال ہوتی ہے۔"

حضرت امام مجتہد امام شافعی: جب مزار فائض الانوار حضرت امام اعظم پر تشریف لے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن اتباعہما۔ نماز صبح میں قنوت نہ پڑھی، لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا: "کَیْفَ اَقْنُتُ بِحَضْرَۃِ الْاِمَامِ وَهُوَ لَا یَقُوْلُ بِهٖ" میں امام کے سامنے کیونکر قنوت پڑھوں حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں؟"

ذکرہ سید علی الخواص والامام الشعرانی فی المیزان ونحوہ العلامۃ ابن حجر المکی فی الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فی اولھا واعادۂ فی آخرھا عن بعض شراح منہاج الامام النووی۔ بعض روایات میں ہے بسم اللہ بھی جہر سے نہ پڑھی۔ نقلہٗ الفاضل الشامی فی رد المختار۔ بعض میں ہے تکبیرات انتقال میں رفع یدین نہ فرمایا، سبب پوچھا گیا تو فرمایا۔ ادبنا مع ھٰذا الامام اکثر من ان نظہر خلافہ بحضرتہ۔ اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ اُن کے حضور اُن کا خلاف ظاہر کریں" ذکرہ علی القاری فی المرقاۃ۔ شرح لباب میں خاص بلفظ استحیا نقل کیا کہ امام شافعی نے فرمایا۔ استحی ان اخالف مذھب الامام فی حضورہٖ۔ "مجھے شرم آتی ہے کہ امام کے سامنے اُن کے مذہب کے خلاف کروں۔" ذکرہٗ فی باب الزیارۃ النبویۃ فضل المقام بالمدینۃ المنورۃ۔ سبحان اللہ۔ اگر اموات دیکھتے سنتے نہیں تو جہر یا اخفا یا رفع و ترک یا مکث قنوت میں کیا فرق تھا۔؟ للہ انصاف، اگر بناء قبر حجاب مانع ہو تو امام ہمام کا سامنا کہاں تھا اور اس ادب لحاظ کا کیا باعث ہوا۔؟ (حیاۃ الموات)

اولیاء اللہ کے علوم و اسرار اور تصرفات کا ثبوت احادیث سے

علم ما فی الارحام

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ، حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو بیس وسق (تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں پر لگی تھیں ہبہ کی تھیں۔ اور اپنی وفات سے پہلے ہی فرمایا۔ "اے میری پیاری بیٹی، مال و دولت کے باب میں مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں اور مجھے تمہاری حاجتمندی بھی پسند ہے، لاریب بیس وَسَق کھجوریں مَیں نے تمہیں ہبہ کی تھیں، اگر تم نے انہیں، توڑ کر اکٹھا کر لیا ہوتا تو وہ تمہاری ملکیت ہو جاتیں۔ لیکن اب وہ تمام وارثوں کا مال ہے جس میں تمہارے دو بھائی اور تمہاری دونوں بہنیں شریک ہیں۔ پس اس کو تم قرآن کریم کے حکم کے مطابق تقسیم کر لو۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی "ابا جان، اگر وہ بہت زیادہ بھی ہوتیں تب بھی میں اس ہبہ سے دست بردار ہو جاتی۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو صرف "اسماء" ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ دوسری کون ہے؟

صدیق اکبر نے جواب دیا "بنت خارجہ کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دے رہی ہے"۔ بالآخر جناب ام کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا پیدا ہوئیں۔ (تاریخ الخلفاء)

وسعتِ علم ونظر۔ روحانی وائرلیس

حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ "اصابہ" میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قیادت میں جہاد کے لئے ایک لشکر روانہ فرمادیا تھا؛ ایک دن فاروقِ اعظم خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ خطبہ کے دوران میں ہی بلند آواز سے پکارنے لگے یا ساریۃ الجبل، یا ساریۃ الجبل، یا ساریۃ الجبل "اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا" چند دنوں بعد اس فوج سے قاصد حاضر ہوا تو فاروقِ اعظم نے لڑائی کا حال پوچھا، قاصد نے عرض کی "یا امیر المومنین ایک دن ہم شکست کھانے ہی والے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی پکار کر کہہ رہا ہے۔ یا ساریۃ الجبل؛ اس آواز کو ہم نے تین بار سنا اور ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھ کر کے سہارا لیا ہی تھا کہ اللہ تعالٰی نے ان مشرکین کو شکستِ فاش دی اور ہم فتحیاب ہوگئے ابنِ عمر فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حاضرین نے فاروقِ اعظم سے کہا "جبھی تو آپ خطبۂ جمعہ میں بآوازِ بلند یا ساریۃ الجبل پکار رہے تھے"؛ اور یہ پہاڑ جہاں حضرت ساریہ کی فوج لڑ رہی تھی مشرق کے شہر "نہاوند" میں تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

گستاخی و بے ادبی کی سزا۔ روحانی تصرف

ابن حجر عسقلانی نے "اصابہ" میں اور امام مالک نے "موطا" میں اور ابن کلبی نے "جامع" میں اور دیگر محدثین نے یہ روایت نقل فرمائی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا۔ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص سے پوچھا "تیرا نام کیا ہے"؟ اس نے کہا "جمرہ" یعنی چنگاری "آپ نے پوچھا۔ تیرے باپ کا نام کیا ہے"؟ اس نے کہا "شہاب" یعنی شعلہ "آپ نے پوچھا "کس قبیلہ سے ہو"؟ اس نے جواب میں کہا "حرقہ" یعنی سوزش" آپ نے فرمایا "کہاں رہتے ہو"؟ وہ بولا "حرہ" یعنی گرمی والے مقام میں) آپ نے پوچھا "حرہ کے کونسے محلہ میں"؟ اس نے کہا "ذاتِ لظٰی" (یعنی شعلہ والے محلہ میں) اس پر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاروقِ اعظم نے فرمایا "جا اپنے کنبہ کی خبر لے کہ وہ سب جل کر سوختہ ہو گئے" ! وہ اپنے کنبہ والوں کے پاس آیا تو دیکھا کہ کنبے والے معہ ساز و سامان جل کر راکھ ہو چکے ہیں "

دریائے نیل کے نام حکمت نامہ

حافظ الحدیث ابوالشیخ نے کتاب العصمۃ میں قیس بن حجاج سے روایت نقل فرمائی کہ راوی نے بیان کیا "مصر فتح ہونے کے بعد عجمی مہینوں میں سے ایک ماہ کی پہلی تاریخ کو گورنرِ مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کی "یا امیر المومنین! ہمارا ایک معمول ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہ کر دی جائے ہمارے اس دریائے نیل میں پانی جاری نہیں ہوتا" حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا "بتاؤ تو تمہارا معمول کیا ہے"؟ انہوں نے بتایا کہ "ہمارا دستور یہ ہے کہ ہر سال ایک نوجوان کنواری لڑکی کو جو اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھایا کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ لڑکی کے والدین کو راضی کر لینے کے بعد لڑکی کو نہلا دھلا کر اچھے اچھے کپڑے اور عمدہ سے عمدہ زیورات پہنا کر اور اس کو خوب سجا بنا کر دریائے نیل کی نذر کر دیتے ہیں"! آپ نے یہ سن کر فرمایا "یہ سب کچھ ایامِ جاہلیت کی رسوم ہیں اور خدا کی قسم اسلام کے عہد میں تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اسلام نے زمانۂ جاہلیت کی تمام رسوم کو ختم کر دیا ہے" چنانچہ تمام مصری خاموش ہو گئے ۔ اور اس سال زندہ لڑکیوں کو اس طرح ڈبونے کی رسم ادا نہ ہونے سے دریائے نیل کی روانی رکی رہی۔ دریا کی روانی کو بند دیکھ کر لوگوں نے ترکِ وطن کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت فاروقِ اعظم کو ان تمام حالات کی اطلاع دی۔ فاروقِ اعظم نے جواب میں لکھا کہ "اے عمرو بن العاص تم نے جو کچھ کیا درست اور تمہاری رائے بالکل ٹھیک ہے، اسلام نے رسومِ سابقہ کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا ہے" نیز اپنے مکتوبِ گرامی میں ایک علیحدہ پرچہ رکھ کر حضرت عمرو بن العاص کو لکھا کہ تمہارے موسومہ خط میں ہم ایک علیحدہ پرچہ بھیج رہے ہیں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا" عمرو بن العاص نے اپنے موسومہ خط میں رکھے ہوئے اس علیحدہ پرچہ کو پڑھا جس میں مرقوم تھا "اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے بنامِ نیلِ مصر۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اگر تو بہ اختیارِ خود بہتا ہے تو ہرگز مت چل، اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو جاری کرتا ہے تو میں اللہ یکتا و زبردست

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کر دے"۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص نے ستارۂ صلیب نکلنے سے ایک دن پہلے رات کے وقت اس حکمنامہ کو دریائے نیل میں ڈال دیا؛ دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ اُونچا پانی اللہ تعالٰے نے جاری فرما کر لڑکی ڈبانے کے دستورِ قدیم کو اہالیانِ مصر سے ہمیشہ کے لئے مسدود و منقطع کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء)

فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ تشریف فرما تھے کہ سامنے سے ایک شخص گذرا۔ آپ نے فرمایا "میرا گمان غلط نکلا، یہ تو زمانۂ جاہلیت میں نجومی اور فال بتانے والا تھا اور اب تک اپنے پُرانے دین پر قائم ہے، ورنہ اس کو میرے پاس تو لاؤ"۔ جب وہ حاضر ہو گیا تو فاروقِ اعظم نے فرمایا "کیا میرا گمان غلط ہے کہ اب تک تم اپنے پُرانے مذہب پر قائم ہو اور زمانۂ جاہلیت میں تم نجومی اور فال دیکھنے والے تھے؟" اس نے جواب دیا "میں نے آج تک تم جیسا مسلمان نہیں دیکھا"! آپ نے فرمایا "اچھا تو اب تم مجھے اپنے حالات بتاؤ"۔ اس پر اس نجومی نے کہا "ہاں میں زمانۂ جاہلیت میں اُن کا کاہن تھا"۔ (بخاری)

فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ

حضرت عثمان بن عفّان ذی النورین کے آزاد کردہ غلام محجن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "ایک دن میں حضرت عثمان کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا۔ جہاں ایک عورت جو کسی تکلیف کا شکار تھی۔ حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی "یا امیر المومنین، مجھ سے زنا کی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔" یہ سن کر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو"۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر اس عورت نے آ کر کہا "میں نے تو زنا کیا ہے"۔ آپ نے فرمایا "اے محجن، اسے باہر نکال دو"۔ میں نے اُسے دُور بھگا دیا۔ پھر تیسری مرتبہ اس عورت نے آ کر کہا "اے خلیفۂ وقت میں نے بلا شک و شبہ زنا کیا ہے اور میرے تین مرتبہ کے اقرار پر حدِ زنا جاری فرمائی جائے"۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ارشاد فرمایا "او ناواقف محجن! اس عورت پر مصیبت آ پڑی ہے۔ اور مصیبت و تکلیف ہمیشہ شر و فساد کا سبب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوتی ہے تم جاؤ اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر کر روٹی اور تن بھر کپڑا دے دو۔ چنانچہ اس دیوانی کو میں اپنے ساتھ لے گیا اور حضرت کے ارشاد کے مطابق روٹی کپڑے کا انتظام کر دیا۔ تھوڑے دنوں بعد جب اس کے ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور وہ مطمئن ہو گئی اب آپ نے فرمایا "اچھا۔ اب کھجور، آٹا اور کشمش سے ایک گدھا لاد کر جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل و عیال کے پاس پہنچا دیں"

میں حسب الحکم۔ کھجور، آٹا، کشمش سے گدھا لاد کر روانہ ہوا میں نے راستے میں اس عورت سے کہا "اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو جس کا تو نے امیر المومنین کے سامنے اقرار کیا تھا"؟ وہ کہنے لگی "نہیں اور ہرگز نہیں، کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ پھٹ پڑنے کی وجہ سے کہا تھا تاکہ مجھے حد لگا دی جائے اور میں مصیبتوں سے نجات پا جاؤں" (کنز العمال)

فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "ابن ملجم" کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا"! حاضرین نے عرض کی "اس کے قصاص کے بارے میں کیا چیز مانع ہے"؟ (یعنی جب کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ شخص آپ کو قتل کر دے گا تو آپ اس کو قتل کیوں نہیں کرا دیتے) آپ نے فرمایا۔ "اس نے مجھ کو ابھی تک قتل نہیں کیا ہے اس لئے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے" آخرکار اسی بدبخت شقی ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا" (استیعاب صہ ۴۸۲ ج ۲)

فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ

حضرت حسن بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نماز فجر کے لئے تشریف لے گئے تو راستے میں بطخیں آپ کے سامنے آ گئیں آپ کو دیکھ دیکھ کر چلّانے لگیں، لوگوں نے ان کو آپ کے پاس سے ہٹایا تو آپ نے فرمایا "ان کو رہنے دو، چھوڑ دو، یہ تو نوحہ کر رہی ہیں۔ پھر ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا"

(کنز العمال صہ ۴۱۲ ج ۴)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اولیاء اللہ میں قوتِ الٰہی کا ظہور

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ جب حبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اپنا جھنڈا دے کر خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم قلعۂ خیبر کے پاس پہنچے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے (خیبر مدینہ منورہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر ہے) تو خیبر والے آپ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے تھے کہ آپ پر ایک یہودی نے چوٹ کر کے آپ کے ہاتھ سے ڈھال گرا دی۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قلعہ کے ایک دروازے کو اکھیڑ کر ڈھال بنالیا اور ڈھال کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے جنگ میں مصروف رہے۔ بالآخر دشمنوں پر فتح حاصل ہو جانے کے بعد اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اس سفر میں میرے ساتھ سات آدمی اور تھے۔ ہم آٹھوں آدمی مل کر اس دروازے کو الٹ دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ دروازہ پلٹ نہ سکے۔ دریافت کرنے پر حضرت علی نے فرمایا مَا حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ وَلٰكِنْ حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ إِلٰهِيَّةٍ یعنی میں نے اس دروازے کو اپنی ذاتی قوت سے نہیں اٹھایا بلکہ قوتِ الٰہیہ سے اٹھایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد چالیس آدمیوں نے مل کر اس دروازے کو اٹھانا چاہا تو نہ اٹھ سکا۔ (رواہ احمد الرحمۃ المہداۃ)

اولیاء اللہ کی شانِ کرامت

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے طویل قصہ بیان فرمایا کہ وہ خاتون جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے کسی قیدی کو حضرت خبیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے زیادہ اچھا نہیں دیکھا؟ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضرت خبیب مکہ میں کفار کی قید میں تھے۔ اس نے کہا "میں نے خبیب کو جب وہ لوہے کے پنجرہ میں قید تھے اور کہیں آجا نہیں سکتے تھے اور ان دنوں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ ان کو انگور کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا اور ان کا یہ کھانا درحقیقت اللہ تعالٰی کا بھیجا ہوا رزق تھا" (بخاری)

اپنے انجام پر مطلع ہونا

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: جنگِ احد کے موقعہ پر ایک رات میرے والد نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مجھ کو بلا کر فرمایا "کل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شہادت پانے والے اصحاب میں سب سے اوّل میری شہادت واقع ہوگی، رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد مجھے تم سب سے زیادہ عزیز ہو، سنو مجھ پر ایک شخص کا قرض ہے وہ تم ادا کر دینا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا" صبح کو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے میرے والد ہی نے جامِ شہادت نوش فرمایا ہے، میں نے اُن کو اور ان کے ساتھ ایک اور شہید کو ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

اولیاء اللہ کے علوم و اسرار کی کیفیت اور اُن کی وُسعتِ نظر

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے فقہ اکبر میں اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے جامع کبیر میں حارث ابن نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ "ایک بار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورِ انور نے مجھ سے فرمایا "تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے"؟ میں نے عرض کی۔ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزًا وَّ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْهَا وَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَهْلِ النَّارِ یَتَضَاغَوْنَ فِیْهَا" گویا میں عرش الٰہی کو ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنّت میں ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔ مولانا وکیل احمد سکندرپوری علیہ الرحمۃ نے حیدرآباد (دکن) سے فقہ اکبر کا نسخہ حاصل کیا۔ اس کی شرح "الدر الازہر شرح فقہ اکبر" لکھی وہ دعوٰے کرتے ہیں کہ اصل فقہ اکبر یہ ہے اس سے یہ واقعہ لیا گیا۔ یہ مطبوعہ فقہ اکبر، مراد آباد میں موجود ہے اس کے علاوہ ان تمام نسخوں میں نہیں ہے (جاء الحق و زہق الباطل ص۱۴۰)

اس کے علاوہ "الرحمۃ المھداۃ کتاب الایمان" میں یہ دونوں روائتیں منقول ہیں۔

عن محمد بن صالح الانصاری انّ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقی عوف بن مالک فقال کیف اَصْبَحْتَ یا عوف ابن مالک قال اصبحتُ مومنا حقاً فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انّ لکلّ قول حقیقۃً فما حقیقہ ذالک قال یا رسول اللہ اطلقتُ نفسی من الدنیا واسھرتُ لیلی واظماتُ ھواجری کاَنّی اَنْظُرُ الٰی عرش ربّی وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیھا وکاَنّی اَنْظُرُ الی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إهل النار يتضاغون فقال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم عرفت أو لقنت فالزم۔ رواہ ابو بکر بن ابی شیبه "حضرت محمد بن صالح انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھ کر فرمایا۔ "اے عوف بن مالک تم نے کس حالت میں صبح کی" اس نے عرض کی "سچے مومن کی حالت میں" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے پس اس کی حقیقت کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ میں نے اپنے آپ کو دنیا سے آزاد کر لیا ہے، میں راتوں کو جاگا، دوپہروں کو پیاسا رہا، گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ اس میں باہم ملاقات کرتے ہیں اور گویا کہ میں اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں شور مچاتے رو رہے ہیں" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے پہچان لیا یا فرمایا تم نے سمجھ لیا پس اس کو لازم پکڑ" اور دوسری روایت یہ ہے۔ وعن زید الخیر انہٗ قال یا رسول اللہ لتخبرنی ما علامة الله فیمن یرید وما علامة فیمن لا یرید قال لی کیف اصبحت یا زید قلت أصبحتُ أحِبُّ الخَیْرَ واھله ان قدرت علیه بادرت الیه وان فاتنی حزنت الیه قال رسول الله علیه وسلم فتلک علامة فیمن یرید ولو ارادک لغیرھا لھیاک لھا۔ رواہ رزین۔ حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ فرمایئے کہ جس کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اس کی کیا علامت ہے اور جس کو نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے؟" حضور نے فرمایا "اے زید تو نے صبح کس حالت میں کی؟" میں نے عرض کی۔ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ نیکی کو محبوب اور نیکی والوں سے محبت رکھتا ہوں، اگر مجھ میں قدرت ہو تو اس کی طرف پیش قدمی کرتا ہوں، اور اگر یہ مجھ سے فوت ہو جائے (یعنی اگر میں یہ نہ کر سکوں) تو اس پر غمگین ہوتا ہوں۔ (اور اس پر آنسو بہاتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہو اس میں یہی علامت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ تیرے لئے اس کے سوا کچھ اور چاہتا تو تجھے اُسی پر آمادہ کر دیتا۔"

(اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مولانا روم اس کی تشریح میں فرماتے ہیں

گفت پیغمبر صباحے زید را　　کیف اَصْبَحْتَ اے رفیقِ با صفا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک دن صبح کے وقت زید سے فرمایا "اے مخلص دوست تُو نے کس حالت میں صبح کی"؟

گفت عَبْدًا مُؤمِنًا باز اوش گفت　　کو نشاں از باغِ ایماں گر شگفت

حضرت زید نے عرض کی میں نے عبد مومن کی حالت میں صبح کی۔ پھر حضور نے اس سے فرمایا۔ "اگر باغِ ایمان کِھلا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے"؟ یعنی جب صحابی نے یہ کہا کہ میں نے مومن بندے کی حالت میں صبح کی ہے تو حضور انور نے ان کی مومنیت یعنی کیفیتِ ایمان کے متعلق سوال فرمایا کہ ایمان کے معنے ہیں ان امورِ غیبیہ پر ایمان رکھنا جن کی مُخبِر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے پھر جس کا ایمان زیادہ قوی ہوگا اس کا یقین مشاہدہ کے درجہ تک پہنچا ہوگا۔ اس سوال سے انہی مراتب کا امتحان منظور تھا۔

گفت تشنہ بودہ ام مَن روز ہا　　شب نہ خفتہ استم زعشق وسوز ہا

اس نے عرض کی میں نے یہاں تک ریاضت کی کہ دن کو روزے سے پیاسا رہا اور راتوں کو عشق وسوز سے سویا نہیں۔

تا ز روز و شب جُدا گشتم چناں　　کہ ز اسپر بگذرد نوکِ سِناں

حتیٰ کہ میں روز و شب کے چکر سے اس طرح نکل گیا جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے نکل جاتی ہے مطلب یہ کہ ممکنات شب زمانی ہیں مگر معیتِ حق کی وجہ سے زمانہ کے ساتھ کچھ تعلق باقی نہیں رہا۔

کہ ازاں سُو جملہ ملت یکے ست　　صد ہزاراں سال ویک ساعت یکے ست

کیونکہ وہاں ذاتِ احدیت میں بوجہ تنزیہ سب مذاہب یکساں ہیں، لاکھوں سال اور ایک ساعت برابر ہیں۔ کیونکہ وہ زمانیت سے منزّہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں اشیاء مختلفہ موجود ہیں اور پھر سب متحد ہیں بلکہ اس قسم کے پیرایۂ کلام سے مراد یہ ہوتی ہے کہ یہاں کی اشیاء مختلفہ وہاں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تشارک فی النفی ہیں۔ حاصل یہ کہ مذاہب وملت نے سب حادث ہیں اور ذات وصفاتِ حق حوادث سے منزہ ہے اس لئے مذاہب وازمنہ وہاں منفی ومعدوم ہیں۔

ہست ازل را وابد را اتحاد — عقل را رہ نیست زاں سو زافتقاد

وہاں ازل وابد سب کا اتحاد ہے اور اس طرف عقل کو بوجہ گم ہو جانے کے راستہ نہیں ملتا

گفت ازیں رہ کو رہ آوردی بیار — در خورِ فہم وعقولِ ایں دیار

فرمایا اس راستے کی سوغات یعنی تحفہ کہاں ہے؟ لاؤ جو اس سرزمین کے فہم وعقل کے مناسب ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی حقیقت ایسے پیرایہ میں بیان کرو جس کو لوگ سمجھ سکیں یعنی جو کچھ بتاؤ وہ ذات وصفات کے اسرار نہ ہوں۔ اور ایسی اصطلاحیں بھی بیان کرو جن سے لوگ واقف نہ ہوں اور سمجھ نہ سکیں۔

گفت خلقاں چوں بہ بیند آسماں — من بہ بینم عرش را باعرشیاں

عرض کی کہ مخلوق کی انتہا تو صرف یہاں تک ہے کہ وہ آسمان کو دیکھتی ہے میں عرش کو عرشیوں سمیت دیکھتا ہوں۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیشِ من — ہست پیدا ہمچو بُت پیشِ شمن

آٹھوں بہشت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے اس طرح نمودار ہیں جس طرح بُت پرست کے آگے بُت۔

آٹھوں بہشتوں کے نام یہ ہیں ۱ خلد ۲ دارالسلام ۳ دارالقرار ۴ جنتِ عدن ۵ جنت الماویٰ ۶ جنت النعیم ۷ علیین ۸ فردوس۔ ہفت دوزخ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ دوزخ تو ایک ہی ہے مگر اس کے طبقات سات ہیں، لہٰذا ہفت دوزخ سے ہفت طبقاتِ دوزخ مراد ہیں اور ان کے بلا قید ترتیب یہ ہیں ۱ سقر ۲ سعیر ۳ لظیٰ ۴ حطامہ ۵ جحیم ۶ جہنم ۷ ہاویہ۔

یارسول اللہ۔ میں آٹھوں بہشتوں اور ساتوں طبقاتِ دوزخ کو بالکل واضح طور پر بلاشک وشبہ دیکھ رہا ہوں جس طرح بُت پرست کے آگے (سامنے) بُت رکھا ہوتا ہے۔

یک بیک وا مے شناسم خلق را — ہمچوں گندم مَن زجَو در آسیا

میں مخلوق کو ایک ایک کرکے پہچانتا ہوں جس طرح چکی کے کاسغانے میں جَو اور گندم میں فرق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرلیا جاتا ہے۔

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کہ است ۔۔۔ پیشِ من پیدا چو مور و ماہی است

کہ بہشتی کون اور غیر بہشتی کون ہے، میرے سامنے سانپ اور مچھلی کی طرح الگ الگ ظاہر ہیں ....!

ایں زماں پیدا شُدہ بر ایں گروہ ۔۔۔ یَوْمَ تَبْیَضُّ وَ تَسْوَدُّ وجوہ

اس گروہِ (اولیاء) پر اس وقت وہ دن مکشوف ہو جاتا ہے جس میں بہت سے چہرے نورِ نجات سے روشن ہو جائیں گے اور بہت سے چہرے خوفِ عذاب سے سیاہ پڑ جائیں گے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا اس آیۂ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے۔ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوہھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ یعنی جس روز بعض چہرے نورانی ہوں گے اور بعض چہرے ظلمانی ہوں گے، جن کے چہرے ظلمانی ہوں گے ان سے اللہ تعالیٰ خطاب فرمائے گا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے؟ پس اب اپنے کفر کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو" (آلِ عمران)

یہاں سے آخر سرخی تک حضرت مولانا رومی کا مقولہ ہے اور اس گروہ کا مشارُ الیہ اہلِ کشف ہیں جن میں حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ یعنی اہلِ کشف روزِ قیامت کو آج ہی دیکھ رہے ہیں..!

پیش ازیں ہر چند جاں پُر عیب بُود ۔۔۔ در رحم بود و ز خلقاں غیب بُود

ہر چند کہ جان اس سے پہلے دنیا ہی میں عیوب سے پُر تھی لیکن وہ رحمِ جسم میں مستور تھی اور مخلوق سے غائب تھی، یعنی اشقیاء کی شقاوت کا پورا انکشاف نہیں تھا کیونکہ ان کی ارواح حجابِ جسم میں مستور تھیں اور عوام کی نظریں ان کے ادراکِ صفات سے قاصر تھیں۔

اَلشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ ۔۔۔ مِنْ سِمَاتِ اللّٰہِ یُعْرَفُ حَالُھُمْ

چنانچہ بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت ہو، مگر علاماتِ الٰہیہ سے ان کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔

طبرانی نے جامعِ صغیر میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ ۔ بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی سے بدبخت ہو اور خوش نصیب وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی سے خوش نصیب ہو" (جامع صغیر سیوطی) مطلب یہ کہ سعادت و شقاوت رحم مادر ہی میں لکھ دی جاتی ہے اور عام لوگوں کو اس کی اطلاع نہیں، البتہ اہلِ کشف کو ان کا حال معلوم ہو جاتا ہے ؟

تا نزاد اُو مشکلاتِ عالم ست ۔۔۔ آنکہ نا زادہ شناسد او کم ست

جب تک وہ ولادت ثانیہ عالم برزخ میں پیدا نہیں ہوا (عالم دنیا سے منتقل نہیں ہوا) تمام اہلِ عالم ارواح پر مشتبہ ہے ۔ چنانچہ ایسے لوگ کم ہیں جو غیر پیدا شدہ کو ایام حمل میں پہچان لیتے ہیں "

اُو مگر یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ بُوَد ۔۔۔ کاندرونِ پوست اُو را رہ بُوَد

ہاں وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھنے والا ہو، تاکہ پوست کے اندر تحقیقات کا راستہ طے ہوا ہو یعنی جن حضرات کی چشم بصیرت نور حق سے منور ہے وہ حجاب جسم ہی میں روح کے انجام کو معلوم کر لیتے ہیں کہ سعید ہے یا شقی ہے ۔

حضرت زید کا جواب کہ یا رسول اللہ خلقت کا حال مجھ سے مخفی نہیں

جملہ را چوں روز رستاخیز من ۔۔۔ فاش مے بینم عیاں از مرد و زن

زید نے عرض کی "میں سب کو مرد ہوں یا عورتیں صاف صاف دیکھتا ہوں، جیسے قیامت کے دن سب نظر آئیں گے "

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس ۔۔۔ لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

ہاں فرمایئے یا رسول اللہ، سب کچھ کہہ ڈالوں یا چُپ ہو رہوں ۔؟ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں اپنا ہونٹ مبارک دانتوں میں چبایا جس سے یہ مراد تھی کہ چپ ہو جاؤ ۔

یا رسول اللہ بگویم سِرِّ حشر ۔۔۔ در جہاں پیدا کنم امروز حشر

زید کی التماس اور حضور کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ زید نے کہا ۔ یا رسول اللہ میں حشر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا بھید کہہ ڈالوں؟ آج ہی جہاں میں سرِّ کشر کو ظاہر کر دوں؟

بل مرا تا پردہ ہا را بر درم　　　　تا چو خورشیدے بتابد گوہرم

مجھ کو اجازت دیجئے کہ خفا کے پردے اٹھا دوں۔ حتیٰ کہ آفتاب کی طرح میرا جوہرِ کشف درخشاں ہو جائے۔

تا کسوف آید زِمن خورشید را　　　　تا نمایم نخل را و بید را

تاکہ میرے توضیحِ اسرار سے سورج ماند پڑ جائے (جو توضیحِ مادیات کرتا ہے) تاکہ میں نخل یعنی ثمرِ اعمال والوں کو اور بید یعنی تہی دستِ اعمال کو روشناس کرا دوں۔

وانمایم روزِ رستاخیز را　　　　نقد را و نقدِ قلب آمیز را

تاکہ میں قیامت کے دن کا فوٹو کھینچ دوں۔ کھرے سکے اور کھوٹ ملے ہوئے سکے کو الگ کر دکھاؤں۔

دستہا بریدہ اصحابِ شمال　　　　وانمایم رنگِ زرد و رنگِ آل

اصحابِ شمال یعنی دوزخی لوگوں کو جن کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے دکھا دوں، زرد رنگ اور سرخ رنگ نمایاں کر دوں۔

واکشایم ہفت سوراخِ نفاق　　　　در ضیائے ماہِ بے خسف و محاق

اپنے کشف کے چاند کی روشنی میں جس کو گہن اور زوال نہیں ہے نفاق کے ساتوں سوراخوں یعنی اس کے تمام اسباب و نتائج کی قلعی کھول دوں"

وانمایم من پلاسِ اشقیاء　　　　بشنوانم طبل و کوسِ انبیاء

حکم ہو تو میں اشقیاء کے لباسِ ذلت کو ظاہر کر دوں اور انبیاء علیہم السلام کی شان و شوکت کا نظارہ دکھا دوں۔

دوزخ و جنات و برزخ درمیاں　　　　پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں

دوزخ اور بہشت اور برزخ جو ان کے درمیان ہے کافروں کے سامنے ظاہر کر دوں۔؟

وانمایم حوضِ کوثر را بہ جوش　　　　کآب بر روشاں زند بانگش خروش

حوضِ کوثر کو جوش مارتا ہوا دکھا دوں کہ ان کے منہ پر پانی چھڑکے اور ان کے کان میں اپنی آواز

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہنچائیے۔

وانکساں کہ تشنہ گردش مے دوند   یک بہ یک را وا نمایم تا کہ اند

اور وہ لوگ جو پیاسے اس کے گرد دوڑتے ہیں ایک ایک کو دکھا دوں کہ کون لوگ ہیں۔

جن حالات کو اسی وقت آنکھوں سے دکھا دینے کا امکان ظاہر کیا ہے خدا جانے کس قدر زمانِ طویل کے بعد پیش آنے والے ہیں ۔ اوران کا مقام کس قدر خارج از قیاس مسافت پر ہے، وجہ یہ کہ تصرفِ قوی سے بُعدِ زمانی و مکانی میں قصرِ مسافت ممکن ہے۔ یعنی اولیاء اللہ کو یہ قوتِ تصرف حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ دنیا کے ہر گوشے میں اور آسمانوں کے ہر حصہ پر تصرف کر سکتے ہیں اور سینکڑوں ہزاروں سال بعد ہونے والے واقعات کو اسی وقت دکھا سکتے ہیں کہ نفوسِ قدسیہ صفاتِ الٰہی کے مظہر اتم ہیں۔ اور اِنّ اللہ علٰی کل شیٍٔ قدیر۔

مے بساید دوش بر دوشِ من   نعرہ ہا شاں مے رسد در گوشِ من

میرے کندھے سے ان کا کندھا چھلتا ہے، ان کے نعرے میرے کان میں پہنچتے ہیں، گویا کہ میدانِ محشر قائم ہے لوگ اپنے اپنے حال میں بھاگ دوڑ رہے ہیں، کوئی حوضِ کوثر کے گرد چکر کاٹ رہا ہے تو کوئی خوش نصیب ساقیٔ کوثر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دستِ کرم سے آبِ کوثر نوشِ جان کر رہا ہے ۔ اور تبسم کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور حضرتِ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ ان میں موجود ہیں ۔ اور اسی لمحہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہیں۔

اہلِ جنت پیشِ چشم ز اختیار   در کشیدہ یک بہ یک را در کنار

جنتی لوگ میری آنکھوں کے سامنے پسندیدگی کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہیں۔

دست یک دیگر زیارت مے کنند   وازلباں ہم بوسہ غارت مے کنند

ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر ملاقات کرتے ہیں اور لبوں سے بوسے بھی اُٹھاتے ہیں۔

کر شدیں گوشم ز بانگِ آہ آہ   از حنین و نعرۂ وا حسرتاہ

میرے یہ کان دوزخیوں کی ہائے ہائے کی آواز اور رونے چلانے اور ہائے افسوس کے نعروں سے بہرے ہو گئے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے ۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّ شَہِیْقٌ ۔ (سورۂ ہود ع ۹) پس جو بد بخت ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں ان کا چیخنا اور دھاڑنا ہوگا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْھَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ۔ اور یہ لوگ دوزخ میں چلاتے ہوں گے کہ ہمارے رب ہم کو یہاں سے نکال کر دنیا میں لے جا کر جیسے عمل کرتے تھے ویسے نہیں بلکہ نیک عمل کرینگے (سورہ فاطر ع ۴)

ایں اشارت ہاست گویم از نغول لیک مے ترسم ز آزارِ رسول

یہ تو صرف اشارے ہیں میں تہہ کی بات بھی عرض کرسکتا ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ملال سے ڈرتا ہوں۔

ہم چنیں مے گفت سرمست و خراب داد پیغمبر گریبانش بہ تاب

غرض حضرتِ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی طرح غلبہ حال سے سرمست و بے سروپا کہے چلے جاتے تھے تو پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے گریبان کو تاب دیکر۔

گفت ہیں درکش کہ اسپت گرم شد عکسِ حق لَا یَسْتَحْیِیْ زد شرم شد

فرمایا: ارے تمہارا توسنِ تقریر بہت تیز ہوگیا ہے اس کو روکو، تم پہ الحق لَا یَسْتَحْیِیْ کا عکس پڑگیا اس لئے جھجک جاتی رہی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالٰی کو جو حق کے اظہار سے کوئی مانع نہیں تو اس کی صفت کا عکس تم پر پڑگیا تم بھی اب حقیقت کی سچی سچی باتیں کرنے سے رکتے نہیں۔

آئینہ تو جست بیروں از غلاف آئینہ و میزاں کجا گوید خلاف

تمہارا صاف گوئی کا آئینہ غلافِ اعتدال سے باہر آن پڑا۔ آئینہ اور ترازو بھلا خلاف کیوں کہیں گے۔ وہ تو سچ کہیں گے۔ "یعنی جن اسرار کا زبان پر نہ لانا قرینِ مصلحت ہے تم بے کم و کاست ان کو بیان کرنے لگے ہو، جیسے آئینہ ہر منظر کو ہو بہو پیش کردیتا ہے لہذا اب سکوت مناسب ہے کیونکہ اس جذبہ کی حالت میں احتیاط کا پہلو ملحوظ رہنا مشکل ہے کہ جو بات کہنے کی ہو وہی کہی جائے اور جو چھپانے کے قابل ہے وہ مخفی رکھی جائے جیسے کہ آئینہ اور ترازو کا حال ہے کہ وہ خلافِ واقعہ اظہار نہیں کرتے۔ غرض مغلوب الحال کا بیان و کلام بمنزلہ آئینہ و ترازو کے ہے کہ جو چیز آئینہ کے سامنے اور ترازو کے اندر آجائے گی ضرور دونوں اس کا اظہار کردیں گے۔ ہاں اگر اخفا چاہتے ہو تو آئینہ و میزان سے کام ہی نہ لو۔ (مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قربِ فرائض و قربِ نوافل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللہ تعالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تقرّب اِلَیَّ عبدی بشیءٍ احبّ الیّ مِمّا افترضتُ علیہ وما یزال عبدی یتقرّب الیّ بالنّوافل حتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فاذا اَحْبَبْتُہٗ فکنتُ سمعہ الّذی یسمع بہٖ وبصرہُ الّذی یُبْصِرُ بہٖ ویدہ الّتی یَبْطِشُ بھا ورِجلہُ الّتی یمشی بھا وَاِن سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ استعاذنی لَاُعِیْذَنَّہٗ وما تردّدتُ عن شیءٍ انا فاعلہٗ تردُّدی عَنْ نَفْسِ المؤمن یکرہُ الموت وَاَنا اکرہُ مَسَاءَتَہٗ وَلَا بُدَّ لہٗ منہُ (بخاری ص۹۶۳ ج ۲، مشکوٰۃ)

اللہ تعالٰی فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی کو ستائے میں اس کو اعلانِ جنگ دیتا ہوں اور میرا بندہ جن اعمال کے ذریعہ میری طرف تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سے فرائض سے بڑھ کر مجھے کوئی عمل محبوب نہیں اور میرا بندہ پابندی نوافل کے ساتھ میری طرف تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ پس جب میں اس کو اپنا محبوب بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے، اور جب وہ مجھ سے کچھ سوال کرتا (مانگتا) ہے تو میں اس کا سوال ضرور پورا کرتا ہوں، اور اگر وہ میری پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز میں جو مجھے کرنی ہو اس قدر تردد نہیں ہوتا جس قدر ایک مومن کی جان قبض کرنے میں اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ موت کو ناپسند کرے اس لئے کہ مجھے اس کی ناراضگی ناگوار گزرتی ہے حالانکہ (وقتِ مقررہ پر) موت اس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اولیاء اللہ کیلئے، دیکھنے، سننے، چلنے اور تصرف کرنے میں دور و نزدیک کا فرق مٹ جاتا ہے

علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ "کذالک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعا وبصرا فاذا صار نور جلال اللہ سمعا لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذالک النور بصرا لہ رای القریب والبعید واذا صار ذالک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب" (تفسیر کبیر مطبوعہ مصر ص۴۸۰ ج ۵) جب بندہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں مستقل مزاجی کے ساتھ پابندی اختیار کر لیتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اس بندے کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ پس جب نورِ جلالِ الٰہی اس کی سماعت بن گیا تو اس بندے کے لئے دور نزدیک کی آوازوں کا سننا یکساں ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ نور اس کی بینائی بن گیا تو اس کے لئے نزدیک دور کا دیکھنا یکساں ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ نور اس کا ہاتھ بن گیا تو اس کو مشکل اور آسانی میں دور و نزدیک کے معاملات میں قدرتِ تصرف حاصل ہو جاتی ہے۔"

ولی اللہ قدرت الٰہی کا مظہر ہوتا ہے

حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز، فرماتے ہیں کہ پس تو اپنے سارے جسم اور اجزاء کو تمام خلقت کے ساتھ ساتھ بت سمجھ لے اور ان میں سے کسی چیز کی بھی فرمانبرداری نہ کر پس اس وقت تو اسرار علوم لدنیہ اور ان کے عجائبات کا امین بنایا جائے گا۔ اور تکوین یعنی پیدا کرنا اور خارق عادات یعنی کرامات تیری طرف پھیر دی جائیں گی اور تیرے سپرد کر دی جائیں گی، وہ کرامات اس قدرت اور طاقت کی قسم میں سے ہیں جو بہشت میں مومنوں کو حاصل ہوں گی۔ اور تو اس حالت میں ایسا ہو جائے گا کہ گویا تو آخرت میں مرنے کے بعد زندہ کیا گیا ہے، پس تیرا سارا وجود قدرتِ الٰہی کا مظہر بن جائے گا۔ تو خدا تعالیٰ کے ساتھ سنے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خدا کے ساتھ تو دیکھے گا، خدا کے ساتھ بولے گا، اللہ کے ساتھ تو پکڑے گا، خدا کے ساتھ تو چلے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو عقل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو سکون و آرام پائے گا۔ پس تو غیر اللہ سے اندھا اور بہرا ہو جائے گا۔ اور غیر اللہ کی کوئی ہستی تجھے نظر نہ آئے گی، بشرطیکہ تو حدود الٰہی کو نگاہ رکھے اور اوامر و نواہی شرعیہ پہ پورا پورا قائم رہے، اگر حدود الٰہیہ میں سے کوئی چیز کٹ گئی اور ضائع ہو گئی تو جان لے کہ تو فتنہ و بلاء میں ڈال دیا گیا ہے اور تیرے ساتھ، شیطان کھیل رہے ہیں، پس شریعت کے حکم کی طرف رجوع کر اور اسے لازم پکڑ اور اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دے، ہر وہ حقیقت جس کی گواہی شریعت نہ دے وہ بے دینی اور کفر ہے۔" (فتوح الغیب)

پس جب بندے کے سب اعضاء رضائے الٰہی سے متحد ہو جاتے ہیں تو اس کے متعلق مجازاً یہ فرمایا کہ میں ہی اس کے اعضاء بن جاتا ہوں، گویا بندہ فاعل ہے آلۂ فعل اللہ تعالیٰ ہے، چونکہ یہ مرتبہ کثرتِ نوافل سے حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کا نام قربِ نوافل ہے۔ اس سے پہلے ارشاد ہے کہ مجھ کو بندے کے تمام تقرب والے اعمال سے فرائض زیادہ پسند ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقرب "تقرب بالنوافل" سے بھی افضل ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ بندے کی ہستی ایسی مضمحل ہو جائے کہ وہ اپنے ارادہ و قدرت کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ و قدرت کے سامنے کالعدم سمجھے یعنی حقیقی فاعل، اللہ تعالیٰ کو قرار دے اور اپنے آپ کو صرف آلۂ فعل سمجھے۔

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ، قربِ فرائض اور قُمْ بِاِذْنِی، قربِ نوافل ہے

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "قُمْ بِاِذْنِی" قربِ نوافل ہے۔ مرتبہ الوہیت میں عروج ہے پیش آتا ہے۔ جیسا کہ شمس تبریز پر گذرا کہ انہوں نے مُردہ کو کہا "میرے حکم سے اٹھ کھڑا ہو" اور "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" فرائض ہے اور یہ نزول بعد العروج میں پیش آتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مرتبے میں تھے اور یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اول سے، شرک و کفر کہنا اس (قُمْ بِاِذْنِی) کو بھی جہل ہے" اس کی تشریح میں اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے "قولہ، قُمْ بِاِذْنِی قربِ نوافل ہے۔ اول جس کی تعبیر اصطلاحی اس عنوان سے کرتے ہیں کہ عبد فاعل ہو اور حق تعالیٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آلہ اور قرب فرائض کو اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ فاعل ہو اور عبد آلہ اور یہ اول سے اعلیٰ ہے، سوم باذنی میں احیاء (مُردہ کو زندہ کرنے) کی اسناد عبد کی طرف ہے اور باذن اللہ میں حق کی طرف تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مسائل مثنوی (مولانا رومی) میں مذکور ہے۔ قولہ شرک کفر کہنا اس کو بھی جہل ہے۔ اقول جس کا منشاء ناواقفی ہے فن سے" (امداد المشتاق ملفوظ ۱۷۰)

مولانا رومی مثنوی میں وضاحت فرماتے ہیں

ماچو چنگیم و تُو زخمہ مے زنی ۔۔۔ زاری از ما نے تُو زاری مے کنی

الٰہی ہم گویا ساز (سارنگی) ہیں تُو اس کو بجاتا ہے یہ رونا ہمارا نہیں بلکہ تُو رو رہا ہے۔

یعنی۔ یا اللہ چونکہ ہمارے افعال کا تُو خالق ہے اس لئے تیری طرف ان افعال کی نسبت حقیقۃً ہے اور ہماری طرف مجازاً پس اگر ہم زاری بھی کریں تو وہ بھی تیرے خالق اور مؤثر ہونے کے اعتبار تیری ہی طرف منسوب ہوگی واضح ہو کہ بندوں کے افعال کا خالق کے ساتھ منسوب ہونا باعتبار انکے خلق کے ہے نہ کہ باعتبار صدور کے بلکہ صادر ہونے کے اعتبار سے وہ افعال بندوں کے ساتھ ہی منسوب ہیں۔ پس زاری میکنی سے یہ مقصود نہیں کہ معاذ اللہ زاری کا صدور فی الواقعہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ ہماری زاری کا خالق ہے اسلئے گویا زاری اسی کا فعل ہے اور یہ مجاز کی ایک قسم ہے جس میں ایک فعل کو فاعل کے بجائے سبب کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ جس کی قرآن مجید اور حدیث شریف میں متعدد مثالیں آئی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے پیغمبر جب ہم آیات قرآن کو پڑھیں تو تم ساتھ ساتھ پڑھو" اس آیت میں جبریئل علیہ السلام کی قرأت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے (کذا فی کلید مثنوی) مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں "یہ مناجات فرق بعد الجمع کے مرتبے میں ہے جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم اور اس کا وجود فانی ہو جاتا ہے تو پھر وہ بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینہ حق میں دیکھتا ہے اور یہ عرفان کا سب سے بلند مقام ہے، اب وہ اپنی ذات کو معدوم اور ذاتِ حق کے ساتھ موجود دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال وصفات کو حق کے ساتھ منسوب پاتا ہے۔"

ماچوں نائیم و نوا در ما ز تُست ۔۔۔ ماچوں کوہیم و صدا در ما ز تُست

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہماری مثال ایک نَے کی سی ہے۔ اور ہم میں سے جو آواز نکلتی ہے وہ تجھ سے ہے ہم گویا پہاڑ ہیں اور ہماری گونج تجھ سے ہے۔

ما چو شطرنجیم اندر بُرد و مات بُرد و ماتِ ماز تست اے خوش صفات

ہم شطرنج کے مہروں کی طرح فتح و شکست میں مصروف ہیں اے عالی صفات ہماری فتح و شکست تیری طرف سے ہے جس طرح شطرنج کے مہروں کی بُرد و مات شاطر کا فعل ہے۔

تو ز قرآن باز خواں تفسیر بیت گفت ایزدؔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ

اے کم فہم انسان اگر تم کو تشفی نہیں ہوئی تو ان ابیات کی تفسیر قرآن مجید سے پڑھ لو جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ۔ غزوۂ بدر میں جب کفار کی فوج لشکرِ اسلام پر غالب ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جناب باری میں فتح کے لئے دعا کی اور سجدے سے سر اٹھا کر کنکریوں کی ایک مٹھی کفار کی طرف پھینکی، خدا کی قدرت۔ اس مٹھی کا پھینکنا تھا کہ کفار بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ یہ آپ کا معجزہ تھا، اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔ یعنی۔ اے محبوب، تم نے جو کنکریاں پھینکی تھیں وہ تم نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکی تھیں جس سے ظاہر ہے کہ عبد کا فعل درحقیقت معبود کا فعل تھا۔ یعنی اس فعل کا خالق اللہ تعالےٰ تھا۔

اس مضمون کی تفصیل تنویر الایمان حصہ اوّل کی تمہید میں ملاحظہ فرمائیں۔

گر بہ پرّانیم تیر آں کے زماست ما کمان و تیر اندازش خداست

اگر ہم تیر پھینکیں تو وہ تیر اندازی ہماری طرف سے کب ہے بلکہ ہم بمنزلہ کمان کے ہیں اور اس کا تیر انداز اللہ تعالےٰ ہے۔ یعنی جس طرح کمان محض آلۂ تیر اندازی ہے اور وہ خود انداز نہیں ہے۔ بلکہ تیر انداز کماندار ہے۔ اسی طرح ہم خود مؤثر نہیں بلکہ مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے ہم سے صرف فعل صادر ہوتا ہے، ان اشعار میں مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالےٰ کو فاعل اور بندے کو آلہ قرار دیا ہے۔ اس کو تصوف کی اصطلاح میں قربِ فرائض کہتے ہیں۔ اور اگر اس کے برعکس بندے کو فاعل اور اللہ تعالےٰ کو آلہ کہا جائے تو یہ قربِ نوافل ہے۔ (مفتاح العلوم)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اولیائے اللہ سے توسل و استمداد کا ثبوت احادیث و ارشادات محدثین و علمائے امت سے

حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر لڑائی کیلئے بھیجا جائے گا، تو لشکری آپس میں کہیں گے، دیکھو کہ تم میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا صحابی موجود ہے۔؟ تو انہیں ایک صحابی مل جائے گا (تو لشکری اس صحابی کے وسیلہ سے فتح کی دعا اللہ تعالٰی سے کریں گے) تو اس صحابی کی برکت سے ان لشکریوں کو فتح دی جائے گی۔ (پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ) ان میں سے دوسرا لشکر لڑائی کے لئے بھیجا جائے گا تو وہ آپس میں کہیں گے، کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہو۔؟ (تو انہیں ایسا شخص مل جائے گا وہ اس کے وسیلہ سے اللہ تعالٰی سے فتح کی دعا مانگیں گے) تو اس تابعی کے صدقے میں انہیں فتح نصیب ہو جائے گی۔ (پھر کچھ وقت کے بعد) تیسرا لشکر لڑائی پر بھیجا جائے گا تو کہا جائے گا کہ ایسے شخص کو تلاش کرو جس نے اصحابِ رسول کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو تو انہیں بھی تبع تابعی کے وسیلہ سے فتح حاصل ہو جائے گی۔ (پھر کچھ وقت کے بعد) چوتھا لشکر بھیجا جائے گا تو کہا جائے گا کہ دیکھو ان لشکریوں میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے اصحابِ رسول کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو۔؟ تو تلاش کرنے کے بعد انہیں ایسا ایک شخص مل جائے گا۔ پس انہیں اس تبع تبع تابعی کے توسل سے فتح دیدی جائے گی۔" (مسلم صفحہ ۳۰۹ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور روئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی رُلا دیا۔ پھر حضور نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ میں اپنی والدہ کے لئے طلبِ مغفرت کروں تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی تو میں نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت چاہی اور اس کی اجازت مجھے دے دی گئی پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ بلاشبہ قبر کی زیارت موت کی یاد دلاتی ہے۔" (ابو داؤد صفحہ ۸۹) اس کے حاشیہ میں ہے۔ علماء نے فرمایا قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے کہ اس سے رقتِ قلب حاصل ہوتی ہے اور مرنا یاد آتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس کے علاوہ زیارتِ قبور میں اور بھی عمدہ فائدے ہیں جیسے کہ صاحبِ قبر کے لئے دعا اور اموات کے لئے طلبِ مغفرت اور یہ امر مسلمہ طریقہ جاریہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبرستان بقیع میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور اہلِ قبرستان کو سلام کہتے اور ان کے لئے بخشش کی دعا مانگا کرتے تھے لیکن اہلِ قبور سے استمداد کے بارے میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسروں سے مدد مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے اور مشائخ صوفیہ نے قدسنا اللہ باسرارھم تمام انبیاء و اولیاء سے استمداد کو ثابت فرمایا ہے اور بعض فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں سے اہلِ کشف و کمال حضرات کے نزدیک یہ امر مقرر ہے، ان کے نزدیک اہلِ قبور انبیاء و اولیاء اللہ سے استمداد میں کوئی شک نہیں ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بہت لوگوں کو ارواح سے فیوض حاصل ہو چکے ہیں۔ ارواح سے براہِ راست فیض حاصل کرنے والوں کو اپنی اصطلاح میں 'اویسیہ' کہتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمۃ کی قبر دعاؤں کی مقبولیت اور حاجات پوری ہونے کے لئے مجرب ہے" حجۃ الاسلام، امام غزالی فرماتے ہیں "جس ہستی سے اس کی زندگی میں مدد مانگی جاتی ہو اس کی وفات کے بعد مدد مانگی جائے" زیارتِ قبر کے آداب یہ ہیں کہ قبلہ کی جانب پشت کرکے قبر کی طرف منہ کرکے صاحبِ قبر کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور اس کو سلام کرے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ چومے اور نہ نوحہ کرے۔ جمعہ کے دن اصحابِ قبور کی زیارت خصوصاً دن کے اول وقت زیادہ افضل ہے۔ اور حدیث کی ایک روایت میں ہے کہ میت کو جمعہ کے دن اور دنوں سے زیادہ قوتِ ادراک (معلوم کرنے جاننے، پہچاننے اور سننے کی قوت) عطا کی جاتی ہے۔"

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اَبْغُوْنِیْ فِی ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ

(ترمذی ۲۳۳ ج ۱) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ مجھ کو اپنے ضعفاء میں تلاش کیا کرو۔ پس بلاشبہ تمہارے ضعفاء (اولیاء اللہ) کے وسیلے سے ہی تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہیں ان کے وسیلے سے ہی مدد دی جاتی ہے" اس کے حاشیہ میں ہے۔
"یعنی مجھ کو ضعفاء میں تلاش کیا کرو کہ بلاشبہ ان کی قدر و منزلت بڑھانے کے لئے بعض اوقات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں ان کے ساتھ صورۃً موجود ہوتا ہوں اور اس فرمان سے اغنیاء (مالداروں) کے میل ملاپ سے منع فرمایا گیا ہے (مجمع البحار) فی شرح السنۃ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستفتح بصعالیك المهاجرین وفی تفسیر قوله تعالٰی وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا ای یستنصرون علی المشرکین ویقولون اللّٰهم انصرنا بنبی آخر الزمان فکذالک کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللّٰهم انصرنا بفقراء المهاجرین - کذا فی اللمعات -

شرح السنۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور اللہ تعالٰی کے ارشاد، وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا کی تفسیر میں ہے کہ مشرکین پر فتح پانے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے اور یوں دعا مانگا کرتے تھے، یا اللہ، آخر الزمان نبی کے صدقے میں ہماری مدد فرما۔ اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے، یا اللہ فقراء مہاجرین کے صدقے میں ہماری مدد فرما۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری آنکھوں کی بینائی کام نہیں کرتی، میں اپنی جماعت کو نماز پڑھانے جایا کرتا ہوں اور جب بارشوں کا موسم ہوتا ہے تو میرے گھر اور مسجد کے درمیان وادی میں پانی بھر جاتا ہے اور اس کی وجہ سے میں ان کی مسجد میں انہیں نماز پڑھانے پہنچ نہیں سکتا۔ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر میں تشریف لا کر نماز پڑھیں تاکہ میں اس مقام کو اپنے لئے نماز پڑھنے کا مقام بنالوں"

حضور نے فرمایا "انشاءاللہ عنقریب میں یونہی کروں گا" اگلے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ عتبان نے اجازت دی، حضور گھر میں داخل ہوئے اور بیٹھنے سے پہلے پوچھا "تم اپنے گھر میں کس مقام پر چاہتے ہو کہ میں وہاں نماز پڑھوں؟" عتبان کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک کونے کی جانب اشارہ کیا۔ تو حضور نے وہاں کھڑے ہو کر تکبیر کہی، ہم حضور کے پیچھے کھڑے ہو گئے، حضور نے ہمیں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیرا۔ اس کے بعد ہم نے حضور کے لئے جو کھانا تیار کیا تھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیشِ خدمت کیا۔ عتبان فرماتے ہیں "اس کے بعد اہلِ محلہ کے بہت سے آدمی میرے گھر میں جمع ہو گئے۔" الحدیث۔ اس کے تحت۔ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صالحین (اولیاء اللہ) اور ان کے آثار سے تبرک حاصل کیا جائے اور جس مقام پر صالحین تشریف فرما ہو چکے ہوں اس مقام پر نماز پڑھی جائے اور اس سے برکت طلب کی جائے۔ نیز اس حدیث سے فاضل کا مفضول کے گھر آنا اور اس کی دعوت میں شریک ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی گھر میں کوئی نیک مرد آئے تو اس کے پڑوسیوں اور اہلِ محلہ کا اس کی زیارت، اس کی تعظیم و تکریم اور اس سے استفادہ کی خاطر اس کے گھر میں جمع ہونا اور مردِ صالح ولی اللہ کی مجلس میں شامل ہونا بلاشبہ مستحب ہے" (مسلم ص۲۳۳ ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ایک اندھی بڑھیا کے ایک نوجوان بیٹے نے وفات پائی اور بڑھیا نے اس کے منہ پر کپڑا ڈال دیا۔ ہم اس کو صبر کی تلقین کر رہے تھے اور تسلی دے رہے تھے۔ اسی دوران وہ کہنے لگی "یا اللہ، تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس امید پہ ہجرت کی کہ تو تکلیفوں میں میری مدد کرے، آج میری مصیبت کو نہ ٹال دے۔ یا اللہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ میری مدد کر" حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی وہاں بیٹھے تھے کہ اس مردہ نے جو اپنے باپ کے لحاظ سے انصاری تھا اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اپنی بوڑھی مہاجر والدہ سے کہا "اب تم مت گھبراؤ میں اچھا ہو گیا" چنانچہ ہم سب نے اس نوجوان کے ساتھ کھانا کھایا۔" (بیہقی، ابن عدی، الکلام المبین ص۱۰۴، ۱۰۵)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کنتُ ادخلُ بیتَ الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ گفت عائشہ بودم من کہ می در آمدم خانہ خود را کہ در وے مدفون بود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر نیز مدفون شدہ بود در وے وَاِنّی واضعٌ ثوبی۔ و حال آنکہ من نہندہ و افگندہ بودم جامہ خود را یعنی ردا را از بدن و اقولُ اِنّما ھُوَ زوجی وابی و میگفتم بدل خود آیا کہ مے پرسید ناز ان کسے نیست مدفون مگر شوہر من کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و پدر من کہ ابوبکر است رضی اللہ عنہ فلمّا دُفِنَ عُمَرُ۔ پس ہرگاہ کہ دفن کردہ شد عمر رضی اللہ عنہ فَوَاللہِ مَادَخَلتُہٗ اِلّا وانا مشدودۃ علیّ ثیابی۔ پس بخدا سوگند نہ در آمدم آں خانہ را مگر آنکہ من

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بستہ شدہ است بر من جامہ ہائے من۔ حیاءً من عمر۔ از جہت شرم داشتن از عمر کہ بیگانہ بود۔

(رواہ احمد)

ودریں حدیث دلیلے واضح است بر حیاتِ میّت وعلم وے وآنکہ واجب است احترامِ میّت نزد زیارتِ وے خصوصاً صالحاں ومراعاتِ ادب بقدر مراتب ایشاں چنانچہ در حالتِ حیات ایشاں بود زیراکہ صالحاں را مدد بلیغ است مر زیارت کنندگانِ خود را بہ اندازۂ ادب ایشاں۔ (کذا فی شرح الشیخ)

حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جہاں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدفون تھے، اپنے اوپر چادر لپیٹے بغیر (بے پردہ) آیا کرتی تھی اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ اگر کوئی پوچھے تو کہہ دوں گی کہ اس حجرے میں میرے خاوند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں اور میرے والد کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تو دفن ہیں (چونکہ کوئی نامحرم نہیں اس لئے پردہ کی ضرورت بھی نہیں) مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس حجرے میں مدفون ہوئے تو خدا کی قسم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حیاء کی وجہ سے کبھی بھی بغیر پردہ کئے اور چادر لپیٹے اس حجرے میں داخل نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ حضرت عمر بیگانے یعنی نامحرم تھے۔" اس حدیث میں واضح دلیل ہے میّت کے حیات ہونے اور علم رکھنے پر اور یہ کہ قبر کی زیارت کے وقت اور اصحابِ قبور کے مراتب کے لحاظ سے ادب ملحوظ رکھنا واجب ہے جس طرح کہ ان کی دنیوی زندگی میں احترام کیا جاتا تھا اس لئے کہ مزاراتِ اولیاء کی زیارت کرنے والا جس قدر ادب و احترام کرنے والا ہوتا ہے اسی قدر اصحابِ قبور اولیاء اللہ کی مدد اس زیارت کرنے والے کو پہنچتی ہے۔" (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور فصل سوم)

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ مشائخ عظام میں سے ایک[1] نے فرمایا ہے۔ کہ بزرگوں میں سے میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ جس طرح دنیوی زندگی میں تصرف کیا

---

[1] یہ شیخ سیدی علی قرشی قدس سرہٗ ہیں کما فی البہجۃ۔ [2] بہجۃ الاسرار میں دو کس دیگر یہ بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت شیخ عقیل منبجی اور حضرت شیخ محمد بن قیس حرانی، قدس اللہ تعالےٰ اسرارہما۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں ہوتے ہوئے تصرف فرماتے ہیں بلکہ دنیاوی زندگی سے بڑھ کر قبروں میں رہ کر تصرف فرما رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان کے علاوہ دو دوسرے بزرگوں کا نام لیا۔ ۲۔ اس سے یہ مقصد نہیں کہ ان چار بزرگوں کے علاوہ اور دوسرے اہلِ قبور تصرف نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ اس بزرگ نے دیکھا اور پایا وہ بیان کیا ہے اور سیدی احمد بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو کہ دیارِ مغرب کے بڑے عظیم فقہاء و علماء و مشائخ سے ہیں انہوں نے فرمایا "ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے پوچھا کہ " زندہ ولی کی مدد قوی ہے یا مُردہ کی"؟ میں نے کہا "ایک گروہ کا کہنا ہے کہ زندہ کی امداد قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ولی اللہ اس جہان سے انتقال کے بعد زیادہ قوی امداد کرتا ہے"۔ تو میرے اس جواب پر شیخ نے فرمایا "ہاں ٹھیک ہے، اس لئے کہ دنیا سے انتقال کے بعد ولی اللہ حضوری و لباطِ حق تعالٰی میں ہوتا ہے" اور اس سلسلے میں بزرگانِ دین کی اتنی کثیر روایات ہیں جو حدّ و حساب سے باہر ہیں۔ اور قرآن و حدیث اور ارشاداتِ بزرگانِ دین میں ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جو اہلِ قبور سے مدد طلب کرنے کو ناجائز قرار دے اور اس مسئلہ کو رَدّ کرے اور قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی رُو سے یہ بات تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ رُوح باقی ہے (وفات سے رُوح فنا نہیں ہو جاتی) اور یہ ثابت ہے کہ رُوح کو قبر کی زیارت کرنے والوں کے حالات کا علم و شعور ہوتا ہے اور ارواحِ کاملین کا اللہ تعالٰی کے مقامِ قرب میں ہونا ثابت ہے جس طرح کہ یہ اولیاء اللہ دنیاوی زندگی میں تھے (بلکہ ان کو دنیاوی) زندگی سے زیادہ مقاماتِ قربِ الٰہی وفات کے بعد حاصل ہیں اور یہ بھی (ثابت ہے) کہ اولیاء اللہ کو دنیا کے ہر حصہ میں تصرف کی قدرت حاصل ہے اور تصرف کی طاقت دنیاوی زندگی میں بھی ان کے جسموں کو نہیں بلکہ) ان کی روحوں کو حاصل ہوتی ہے اور (وفات کے بعد رُوح فنا نہیں ہوتی بلکہ) روح باقی ہے (تو ثابت ہوا کہ وفات کے بعد بھی اولیاء اللہ کی ارواح کو طاقت و قدرت حاصل ہے) اور (یاد رہے) کہ اللہ تعالٰی عزّ و شانہٗ کے علاوہ اور کوئی بھی متصرفِ حقیقی نہیں ہے (بلکہ اولیاء اللہ کی قدرت تصرف بہ عطائے الٰہی ہے) اور سب کچھ اسی کی قدرت سے ہے اور یہ (اولیاء اللہ) اپنی دنیوی زندگی میں بھی اور انتقال کے بعد بھی جلالِ حق میں فانی ہیں۔ پس اللہ تعالٰی اپنے دوستوں کی محبوبیت کی وجہ سے اپنے کسی محبوب دوست کے ذریعے سے کسی کو کچھ دیتا ہے تو یہ (توحید و عرفان سے) دُور نہیں ہے، جس طرح کہ (اللہ تعالٰی اپنے اولیاء کی) دنیوی زندگی میں (ان کے ذریعہ و وسیلہ سے دوسرں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پر عنایات اور فضل و کرم کرتا) تھا اور دونوں حالتوں میں (حقیقۃً) فعل و تصرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے کسی اور کا نہیں) اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے کہ دونوں حالتوں کے درمیان کوئی فرق ثابت ہو سکے اور ایسی کوئی چیز وارد نہیں ہوئی ہے جو اس پر دلیل بن سکے۔ اور شیخ ابنِ حجر ہیثمی مکی نے اپنی شرح میں اس حدیث لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ کی تشریح میں فرمایا ہے کہ یہ لعنت کا حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص قبر کے پاس صاحبِ قبر کی تعظیم کے طور پر نماز پڑھے کہ یہ فعل حرام ہے بالاتفاق، مگر کسی پیغمبر یا کسی صالح (ولی اللہ) کے (مزار) کے قریب مسجد بنانا اور صاحبِ مزار کی تعظیم کے ارادہ کے بغیر اور قبر کی جانب منہ کئے بغیر قبر کے قریب نماز پڑھنا اس نیت سے کہ صاحبِ قبر سے مدد حاصل ہو تا کہ اس کی روحِ پاک کی ہمسائیگی اور قبر کی برکت کی وجہ سے عبادت کا ثواب کامل ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔" (اشعۃ اللمعات ص۳۸۲ ج ۱)

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ شرح شفا قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ "شفاعت بہ اجماعِ امت ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا "روزِ قیامت شفاعت نفع نہ دے گی، مگر جس کے لئے رحمان نے اذن فرمایا اور اس کی بات سے راضی ہوا" اور خارجیوں اور معتزلہ کا انکار کچھ معتبر نہیں اور ان کا استدلال آیت فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ خاص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے کچھ نفع نہ ہوگا، اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجاتِ اہل جنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔"

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں جمیع الائمۃ المجتھدین یشفعون فی اتباعھم و یلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ و یوم القیامۃ حتی یجاوزوا الصراط۔" تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ اور قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ پل صراط سے پار ہو جائیں۔"

علامہ نابلسی قدس سرہ - حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں "کرامات الاولیاء باقیۃ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لبعد موتهم ایضاً ومن زعم خلاف ذالك فهو جاهل متعصب"
اولیاء کی کرامتیں بعد وفات بھی باقی ہیں جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے"

امام ابن الحاج مکی علیہ الرحمۃ "مدخل" میں فرماتے ہیں "إن كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل الى الله تعالى به يبدأ بالتوسل إلى الله تعالى بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم إذ هو العمدة في التوسل والاصل في هذا كله والمشروع له ثم يتوسل بهم الى الله تعالى لانه سبحانه اجتباهم وشرفهم وكرمهم فكما نفع بهم في الدنيا ففي الآخرة اكثر فمن اراد حاجة فليذهب اليهم ويتوسل بهم فانهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه وقد تقرر في الشرع وعلم ما لله تعالى بهم من الاعتناء وذالك كثير مشهور وما زال الناس من العلماء والاكابر كابراً عن كابر مشرقاً ومغرباً يتبركون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذالك حساً و معنىً" الى آخره ملخصاً۔

یعنی اگر صاحبِ مزار ان لوگوں میں ہے جن سے امید برکت کی جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کرے، پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل میں عمدہ اور ان سب باتوں میں اصل اور توسل کے مشروع فرمانے والے ہیں، پھر صالحین اہلِ قبور سے اپنی حاجت روائی و بخششِ گناہ میں توسل اور اس کی تکرار و کثرت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی تو جس طرح دنیا میں ان کی ذات سے نفع پہنچایا یونہی بعد انتقال اس سے زیادہ پہنچائے گا، تو جسے کوئی حاجت منظور ہو ان کے مزارات پر حاضر ہو اور ان سے توسل کرے کہ یہی واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں اور بیشک شرع میں مقرر و معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کو ان پر کیسی عنایت ہے اور یہ خود کثرت و شہرت ہے اور ہمیشہ علمائے اکابر خلاف و سلف مشرق و مغرب میں ان کی زیارتِ قبور سے تبرک کرتے اور ظاہر و باطن میں اس کی برکتیں پاتے رہے ہیں"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم و ادراک موتیٰ کی تحقیق کر کے فرمایا۔ "ولہٰذا ینتفع بزیارۃ القبور الابرار والاستعانۃ من نفوس الاخیار" اسی لئے قبور اولیاء کی زیارت اور ارواح اخیار سے استعانت نفع دیتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ "حجۃ الاسلام امام غزالی، گفتہ است ہر کہ استمداد کردہ میشود بوے در حیات استمداد کردہ میشود بوے بعد از وفات" جس ولی اللہ سے اس کی حیات میں استمداد کی جاتی ہو اس کی وفات کے بعد اس سے استمداد کی جاتی ہے۔

سید جمال مکی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ میں امام شہاب الدین رملی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے "لِلْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْاَوْلِیَاءِ والصالحین اِغَاثَۃٌ بعد مَوْتِہِمْ" انبیاء و رسل و اولیاء و صالحین بعد وفات بھی فریاد رسی فرماتے ہیں۔

امام مجتہد حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اِنِّی لَاَتَبَرَّكُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ عِنْدَ قَبْرِہٖ فتقضی سَرِیْعًا۔ میں امام اعظم حضرت ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پہ حاضر ہوتا ہوں۔ پس جب مجھ کو کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (مقدمہ شامی)

فقہ کی معتبر کتاب ردالمحتار صفحہ ۳۲۳ ج ۲ میں ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَہٗ شیءٌ واراد اَنْ یردہ اللّٰہ سبحانہٗ علیہ فَلْیَقِفْ علٰی مکانٍ عالٍ مستقبل القبلۃِ وَیَقْرَأُ الفاتحۃ ویُہْدِی ثوابَہا للنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ثم یُہْدِی ثواب ذالک لِسَیِّدِی احمد ابن علوان و یقول یا سیدی احمد یا ابن علوان اِنْ تُرَدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نزعتک مِنْ دیوانِ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الاولیاء فان اللہ تعالیٰ یردّ علیٰ من قال ذالک ضالتہ ببرکتہٖ"

جب کسی انسان کی کوئی چیز کھو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وہ گم شدہ چیز لوٹا دے تو اسے چاہئے کہ کسی اونچی جگہ قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور فاتحہ پڑھ کر ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً نذر کرے ۔ اور پھر اس کا ثواب سیدی احمد ابن علوان کی خدمت میں ہدیۃً نذر کرے اور کہے یا سیدی احمد یا ابن علوان میری کھوئی ہوئی چیز مجھے واپس دلا دے ورنہ میں آپ کو اولیاء کی فہرست سے خارج کر دوں گا۔ (یعنی اگر مجھے کھوئی ہوئی چیز واپس نہ ملی تو میں آپ کو ولی تسلیم نہیں کروں گا) اس طرح عمل کرنے اور کہنے سے اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے وہ کھوئی ہوئی چیز اسے لوٹا دیگا۔

حصن حصین میں ہے

الحرز الثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔ واذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا المراد بھم الملائکۃ او المسلمون من الجن او رجال الغیب المسمون بابدال ھذا حدیث حسن یحتاج الیہ المسافر ون وانہ مجرب۔ اور جب کسی آدمی کا چوپایہ کسی جنگل میں گم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ یوں پکارے "اے اللہ کے بندو اسے روک دو" اللہ کے بندوں سے فرشتے مراد ہیں یا نمازی جن یا مردانِ غیب (اولیاء اللہ) جنہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی احتیاج ہے اور یہ بیشک مجرب (تجربہ شدہ) ہے"

غوث الاعظم سے مدد چاہنے و نماز غوثیہ کی ترکیب

حضرت ملا علی قاری محدث علیہ الرحمۃ نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر ص۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں: محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت" جس نے تکلیف میں میرے ذریعہ استغاثہ کیا اس کی تکلیف رفع کر دی گئی اور جس نے سختی میں میرا نام لے کر مجھے پکارا اس کی سختی آسان کر دی گئی اور جس نے میرے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

طلب کی اس کی حاجت روائی کردی گئی۔ اور حضور غوث اعظم نے نماز غوثیہ کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔ اوّل دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر گیارہ بار صلوٰۃ وسلام پڑھے۔ پھر بغداد کی جانب (شمال کی طرف) گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ دو شعر پڑھے۔

أَيُدْرِكُنِي ضَيْمٌ وَأَنْتَ ذَخِيرَتِي ۔۔۔ وَأُظْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ نَصِيرِي

وَعَارٌ عَلَى حَامِي الْحِمَىٰ وَهُوَ مُنْجِدِي ۔۔۔ إِذَا ضَاعَ فِي الْبَيْدَا عِقَالُ بَعِيرِي

یہ لکھ کر حضرت مُلّا علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذَالِكَ مِرَارًا فَصَحَّ اس عمل کا بارہا تجربہ کیا گیا اور ہر بار صحیح ثابت ہوا۔ حضور غوث اعظم علیہ الرحمتہ کا یہ ارشاد شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے "اخبار الاخیار" میں نقل فرمایا ہے۔ اور بہجۃ الاسرار ذکر فصل صحابہ صـ۱۴۲ مطبوعہ مصر میں بھی منقول ہے۔

قطب ربانی، قیّم زمانی شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ باسرارہ

فرماتے ہیں: "حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جو قضا لوحِ محفوظ میں بہ شکلِ مبرم لکھی ہوئی ہو اور اس کی تعلیق صرف علم خداوندی میں ہو ایسی قضا میں بھی باذن اللہ تصرف فرما سکتے ہیں"۔ ملخصاً۔ مکتوب ۲۱۷ جلد اوّل ۳۶۶ ترجمہ مکتوباتِ امام ربانی مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور۔

حضور پُرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، نقباء، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے بغیر ان کے واسطے اور وسیلے کے کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔" ملخصاً۔ مکتوب ۱۲۳ جلد سوم ۲۴۷۔

"مجدد الف ثانی بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب ہے جس طرح سورج کا پرتو پڑنے سے چاند منور ہوتا ہے اسی طرح مجدد الف ثانی پر بھی تمام فیوض و برکات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے فائض ہو رہے ہیں۔" ملخصاً مکتوب ۱۲۳ جلد سوم ۲۴۸۔

"عارف ایسے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ مرض ہو یا جوہر، آفاق ہوں یا انفس تمام مخلوقات اور موجودات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے ذرّوں میں سے ہر ایک ذرہ اس کے لئے غیب الغیب کا دروازہ ہو جاتا ہے اور ہر ایک ذرہ بارگاہِ الٰہی کی طرف اس کے لئے ایک سڑک بن جاتا ہے" ملخصاً۔ مکتوب ۱۱ ص ۱۳۶ ج ۳)

"اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک و تعالےٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پہ تشریف فرما ہوتے ہیں" (ملخصاً۔ مکتوب ۵۸ ص ۱۹ ج ۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ہے کہ وہ خود اور ان کے بارہ اساتذۂ حدیث و پیران سلسلہ۔ نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ ؕ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِي ؕ بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ ؕ کی سندیں لیتے اجازتیں دیتے وظیفہ کرتے تھے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "پکار علی کو جن کی ذات پاک سے وہ خوارق و فیوض ظاہر ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقلیں اچنبھے میں ہیں، جب تو انہیں پکارے گا تو انہیں مصائب و آفات میں اپنا مددگار پائے گا۔ ہر پریشانی اور رنج اب دور ہوتا ہے آپ کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔

مرزا مظہر جانجاناں کے ملفوظات میں ہے نسبت بہ آنجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ میرسد و فقیر را نیاز ے خاص بہ آنجناب ثابت ست، در وقتِ عروض عارضہ جسمانی توجہ بہ آنحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا مے گردد۔ آنجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے نسبت پہنچتی ہے اور فقیر کو آنجناب سے خاص نیازمندی ثابت ہے جسمانی بیماری لاحق ہو جانے کے وقت آنحضرت سے توجہ واقع ہو جاتی ہے اور حصولِ شفا کا سبب بن جاتی ہے" اس کے آگے فرماتے ہیں "یک بار قصیدہ کہ مطلعش اینست۔ فروغِ چشم آگاہی امیر المومنین حیدر ؛ ز انگشتِ ید اللّٰہی امیر المومنین حیدر۔ بجناب ایشاں عرض نمودم نوازشہا فرمودند" ایک بار ایک قصیدہ جس کا مطلع یہ ہے۔

فروغ چشم آگاہی امیر المومنین حیدر ‏ ‏ ‏ ز انگشت ید اللّٰہی امیر المومنین حیدر

ان کی خدمت میں میں نے عرض کیا تو حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ نے نوازشیں فرمائیں"

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ "ہمعات" میں فرماتے ہیں "بہ ارواح طیبہ مشائخ متوجہ شود و برائے ایشاں فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشاں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بعدوازانجا انجذاب [illegible] اوران کے لئے فاتحہ پڑھے یا ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جائے اور وہاں سے بھیک مانگے۔

تفسیر عزیزی پ الٓمٓ ص ۴۶۰ پر فرماتے ہیں: "افعال عادی الٰہی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق وشفائے مریض وامثال ذالک را مشرکاں نسبت بہ ارواح خبیثہ واصنام مے نمایند و کافر مے شوند و موحداں از تاثیر الٰہی یا خواص مخلوقات او مے دانند انادویہ وعقاقیر یا دعائے صلحا بندگان او کہ ہمہ از جناب او درخواستہ انجاح میکنا نند مے فہمند و در ایمان ایشاں خلل نمے افتد" اللہ تعالیٰ کے افعال عادی کو مثلاً اولاد بخشنا، رزق کی فراخی، مریض کو شفا دینا اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کو مشرک لوگ ارواحِ خبیثہ اور بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں۔ اور توحید پرست (مسلمان) اللہ تعالیٰ کی تاثیر سے یا اس کی مخلوقات کے خواص سے (ان کاموں کو) جانتے ہیں۔ مثلاً دواؤں اور جڑی بوٹیوں سے یا اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں (اولیاء اللہ) کی دعا سے کہ یہ (اولیاء اللہ) سب کچھ بارگاہِ الٰہی سے ہی مانگ کر مطلب حل کرا دیتے ہیں۔ سمجھتے ہیں اور ان کے ایمان میں خلل نہیں پڑتا۔"

"تحفۂ اثنا عشریہ" ص ۳۹۶-۳۹۷ میں فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ اور اتمام امت بہ مثال پیراں ومرشداں مے پرستند وامورِ تکوینیہ را بہ ایشاں وابستہ مے دانند و فاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است" "حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد پاک کو ساری امت کے مسلمان مریدوں کی طرح ان کو مرشد جان کر ان کی پرستش کرتے ہیں اور امورِ تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ ودرود وصدقات ونذر نیاز ان کے نام پر رائج اور معمول بن چکا ہے جیسے کہ جمیع اولیاء اللہ سے یہی معاملہ جاری ہے"

تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورۂ انشقت ص ۱۱۳

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں: "وبعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمے گردد واویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمایندو ارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از ایشاں می طلبند و می یابند" اولیاء اللہ کے بعض خواص سے ہے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو انسانوں کی تکمیل وارشاد کا آلہ جارحہ بنالیا ہے وہ اس، دوفات کے بعد عالم برزخ) کی حالت میں بھی دنیا (کے معاملات) میں تصرف فرماتے ہیں اور چونکہ ان کے حواس مدرکہ میں کمال وسعت ہوتی ہے اس لئے (اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں مستغرق ہونے کے باوجود) ان کا استغراق دنیا کی طرف متوجہ ہونے میں رکاوٹ نہیں بنتا (یعنی ان کی توجہ دنیا کے معاملات کی طرف بھی برابر رہتی ہے اور وہ دنیوی امور میں تصرف رہتے ہیں) اور ان (وفات پائے ہوئے اولیاء اللہ سے) اویسیہ طریقے کے مرید باطنی کمالات حاصل کرتے ہیں، اور حاجتوں والے (حاجت مند) اور اپنے اپنے مطلبوں والے ان سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے اور (اپنے مقصد) پاتے ہیں "

نیز سورہ عبس منہ میں فرماتے ہیں یہ بنا بریں است کہ از اولیائے مدفونین ودیگر صلحائے مومنین انتفاع واستفادہ جاری است " یہی وجہ ہے کہ قبروں میں مدفون اولیاء اللہ اور صالح مومنین (کی قبروں) سے نفع حاصل کرنے اور فائدہ (فیض وبرکات اور مدد) حاصل کرنے کا طریقہ جاری ہے "

حضرت علامہ احمد بن محمد خفاجی علیہ الرحمۃ "عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی" میں حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ وامام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

وَلِذَا قِيْلَ إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُوْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا تُوُهِّمَ وَلِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلَى زِيَارَةِ مَشَاهِدِ السَّلَفِ وَالتَّوَسُّلِ بِهِمْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِنْ أَنْكَرَهُ بَعْضُ الْمَلَاحِدَةِ فِيْ عَصْرِنَا وَالْمُشْتَكٰى إِلَيْهِ هُوَ اللّٰهُ " اسی لئے کہا گیا ہے کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء اللہ سے مدد مانگو، مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا، اور اسی لئے مزاراتِ سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے، اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ان کے فساد کے متعلق فریاد ہے "

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں " لیست شعری چہ میخواہند

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الیشاں بہ استمداد و امداد کہ این فرقہ منکر اند آنرا آنچہ ما مے فہمیم ازاں این ست کہ داعی دعا کند خدا و توسل کند بروحانیت این بندۂ مقرب یا ندا کند این بندۂ مقرب را کہ اے بندۂ خدا و ولئے وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا، اگر این معنے شرک باشد چنانکہ منکر زعم مے کند باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از دوستانِ خدا در حالتِ حیات نیز و این مستحب و مستحسن ست باتفاق و شائع است در دین و آنچہ مروی و محکی ست از مشائخ اہلِ کشف در استمداد از ارواح کمل و استفادہ ازاں خارج از حصر ست و مذکور ست در کتب و رسائل ایشاں و مشہور ست میانِ ایشاں حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب سود نہ کند او را کلمات ایشاں، عافانا اللہ من ذالک، کلام دریں مقام بجا اطناب کشید برغم منکراں کہ در قرب این زمان پیدا شدہ اند کہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیائے خدا، و متوجہاں بجناب ایشاں را مشرک بخدا و عبدۂ اصنام میدانند و میگویند آنچہ میگویند"

الی آخرہ ۔ منتقلا (اشعۃ اللمعات)

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس (گمراہ) فرقے کے لوگ جو استمداد و امداد کے منکر ہیں یہ چاہتے کیا ہیں؟ ہم استمداد و امداد کا جو مطلب ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اللہ تعالٰی سے دعا کرے اور اس بندۂ مقرب کی روحانیت سے توسل کرے یا اس بندۂ مقرب کو ندا کرے کہ اے بندۂ خدا اور اس کے ولی تو میری شفاعت کر اور اللہ تعالٰی سے دعا کر کہ وہ میرا مسئول و مطلوب عطا کر دے۔ اگر اس معنے میں استمداد و توسل شرک ہو جیسا کہ منکر خیال کرتا ہے تو چاہیے کہ دوستانِ خدا اولیاء اللہ کی دنیوی زندگی کی حالت میں بھی ان سے توسل و طلب دعا ممنوع ہو، حالانکہ یہ مستحب اور مستحسن ہے بالاتفاق، اور یہ دین میں معمول و مشہور ہے اور مشائخ اہلِ کشف سے ارواحِ کاملین سے استمداد و استفادہ کے بارے میں جو روایات و حکایات ہیں وہ اس قدر ہیں کہ حد و شمار میں نہیں آ سکتیں، یہ روایات و حکایات بزرگانِ دین کی کتب و رسائل میں مذکور اور ان کے درمیان مشہور ہیں۔ اور اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ہم یہاں ان روایات و حکایات کا ذکر کریں اور شاید کہ منکر ہٹ دھرم کے لئے بزرگانِ دین کے ارشادات سود مند بھی نہ ہوں۔ عافانا اللہ من ذالک، اس مقام میں کلام بہت طویل ہو گیا۔ ان منکروں کی ناک رگڑنے کو جو حال ہی میں ایک فرقہ کی صورت میں پیدا ہو گئے ہیں کہ اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت کے منکر ہیں اور اولیاء اللہ کی جناب میں متوجہ ہونے والوں کو مشرک باللہ اور بت پرست سمجھتے اور جو کچھ بھی آتا ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بکتے چلے جاتے ہیں۔"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر تمام وہابیہ کے پیشوا، اسمٰعیل دہلوی کی بکواسیات میں سے ایک بکواس بطور نمونہ پیش کر دی جائے۔ لکھتا ہے:۔

"یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دُور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دُعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے، اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا، لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دُور نزدیک سے برابر سُن لیتے ہیں، جب ہی ان کو اس طرح سے پکارا"

(تقویۃ الایمان ص ۴۸)

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

فقیر نے کسی تبصرہ یا حاشیہ آرائی کے بغیر، سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادات و عمل کی احادیث درج کر دی ہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل و ارشادات کی احادیث بھی نقل کر دی ہیں۔ اور محدثین، مجتہدین، مشائخ عظام و علمائے اُمت کے اقوال بھی پیش کر دیئے ہیں۔ اور پھر امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ بھی قارئین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ مسئلہ کے دونوں رُخ آپ کے سامنے ہیں۔ اب یہ قارئین کے ذمے ہے کہ وہ ہر قسم کے تعصب کو بالائے طاق رکھ کر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں اور فیصلہ کریں کہ صحیح راستہ کونسا ہے اور غلط راستہ کونسا ہے۔ آیا اصل اسلام وہ ہے جو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا۔ اور ہدایت کے ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان اولیائے اُمت اور علمائے اُمت کے ذریعہ بالتسلسل ہم تک پہنچا، یا اصل اسلام یہ ہے جو فرقہ وہابیہ پیش کرتا ہے۔ قارئین بتائیں کہ جو اسلام وہابی پیش کرتے ہیں یہ اُس اسلام کے سراسر مخالف و متضاد ہے یا نہیں جو حضور پُرنور حبیب ربّ غفور سید یوم النشور سید المرسلین، خاتم النبیین، امام الانبیاء خلیفۃ اللہ الاعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مخلوقِ خدا کو عطا فرمایا ہے؟ قرآن مجید، حدیث شریف اور سلف و خلف صالحین کے ارشادات سے بالوضاحت ثابت و مبرہن ہے کہ اللہ تعالٰی کی عطا و اِذن سے نفوسِ قدسیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارھم کو قدرتِ تصرف حاصل ہے کہ علوم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسرارِ الٰہیہ سے مالامال اور خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ و وسیلہ ہیں ان سے استمداد و توسل نہ صرف یہ کہ مستحب و مستحسن بلکہ سنت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل و ارشادات سے ثابت ہے۔ لیکن وہابیہ ان تمام امور کو شرک صریح قرار دیتے ہیں۔ تو قارئین خدا کے لئے بتائیں کہ وہابیہ کے مذہب کی رو سے تمام مشائخ و علماء، صحابہ کرام اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مشرک قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ من ذالک، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دیوبندیوں، مودودیوں، ندویوں، غیر مقلدین وغیرہم تمام وہابیہ کا ممدوح اور مسلم پیشواء اسماعیل دہلوی، کس دھڑلے سے لکھتا ہے:۔

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا، یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں بھی کافر اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔" (تقویۃ الایمان ص۱۸)

مذہب وہابیہ کے علی الرغم اتمام حجت کیلئے

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کا محاکمہ

پیش خدمت کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں

فرماتے ہیں:۔

"یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان چاروں مواطن (۱) عالم دنیا میں تشریف آوری سے قبل، (۲) دنیوی زندگی میں، (۳) انتقال کے بعد عالم برزخ اور (۴) میدانِ حشر میں پہلا موطن اس جناب عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خاص ہے یعنی جیسا کہ آپ کے خلعت جسمانی پہننے سے قبل آپ کی روح مبارک سے توسل کیا گیا۔ کسی دوسرے نبی یا ولی کی روح سے وقوع بھی نہیں آیا، اس منقبت عظمیٰ میں دوسرا کوئی نبی یا ولی آپ کے ساتھ شریک نہیں اور نہ وارد ہوا نقص کا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اس باب میں کفایت کرتا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، مگر آنجناب سے توسّل نشأۃِ حیات دنیا میں ظاہر ہے کہ آپ کے خصائص سے نہیں ہے بلکہ آپ کے بعض تابعین کو بھی جو آپ کے شرفِ اتباع اور شرفِ قرابت سے مشرف ہیں ثابت ہے اور ثبوت کمالات و تصرفات غیر متناہیہ ان حضرات کا مکوّنات میں اس مطلب کے اثبات میں کافی ہے۔ اور قضیہ طلب باراں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی کے توسّل سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہے اس بارے میں کسی عالم کا خلاف معلوم و متحقق نہیں ہے، اسی طرح قیامت کے دن انبیاء اور اولیائے اُمت سے بھی بہ وسیلۂ شفاعت توسل و استمداد جائز ہے۔ چنانچہ عقائد کی کتابوں میں موجود ہے، اب رہا تبرک و توسّل عالم برزخ اور موطنِ قبر میں، وہ بھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولیاء و صلحائے امت کے ساتھ بھی جائز ہے، اس جہت سے کہ حالتِ حیات میں تو جوازِ توسّل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ موت کے بعد رُوح میّت باقی رہتی ہے اور ایمان و عمل صالح اور سیّد الرسل صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے شرفِ اتباع کے سبب اس کو شعور و ادراک اور عند اللہ قُرب و منزلت کا مقام حاصل ہوتا ہے، تو ان کی وفات کے بعد بھی ان سے توسّل میں کوئی امر مانع نہیں۔ اس لئے کہ توسّل و استمداد کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کو اس بندۂ خاص کے ساتھ جو محبت و اکرام ہے۔ اس واسطے سے اللہ تعالٰی سے دُعا کی جائے اور سوال کیا جائے۔ یا اس بندہ کی روح سے طلب و التماس کرتا ہے کہ اس کو حضرت حق تعالٰی و تقدس کی جناب میں جو قُرب و کرامت حاصل ہے اس کے وسیلہ سے وہ ہمارے لئے یہ دعا کرے، اور اس بارے میں نص صریح وارد ہونے کی حاجت نہیں کیونکہ جس (بندۂ خاص) کو وسیلہ ٹھہرایا ہے اس کی ذات باقی ہے، بخلاف پہلے موطن کے، بلکہ اس کی ممانعت میں نص کا وارد نہ ہونا (اس کے جواز کے لئے) کافی ہے۔ ہاں اگر اس بات پر کوئی دلیل قاطع قائم ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی اور سے توسّل درست نہیں تو البتہ منع کرنا درست ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ (ایسی) کوئی دلیل نہیں۔" (جذب القلوب)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرامات و تصرفات اولیاء

ارشاد غوث اعظم

امام اجل سیدنا نور الدین ابو الحسن علی شطنوفی قدس سرہ العزیز "بہجۃ الاسرار" میں بسند خود روایت فرماتے ہیں: "حضرت امام ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز و حضرت ابو حفص عمر کیماتی رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا ہمارے شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر چلتے اور ارشاد فرماتے "آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا دن جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام نیک بخت اور بد بخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے (یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے) میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں، میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔"

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "عبادت کرنے والوں میں ہمارے یہاں ایک حبشی بھی تھا جو اکثر ویرانہ میں رہا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے بازار سے ایک چیز خریدی اور اس کے پاس لے گیا، اس نے مجھ سے پوچھا: "یہ کیا چیز ہے؟" میں نے کہا: "یہ کھانا ہے کہ تیرے واسطے لایا ہوں۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا، اور میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگا، میں نے دیکھا کہ خرابہ کی دیواریں اور اینٹیں اور پتھر سب کے سب سونا (زرِ خالص) بن گئے۔ اس وقت مجھے کمال درجہ کی پشیمانی ہوئی اور جو چیز میں لے گیا تھا، اس کو وہیں چھوڑ دیا اور اس کی ہیبت نے مجھے اس جگہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ذ مطہر نے دیا۔ (کشف المحجوب)

حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"میرا گذر ایک چرواہے پر ہوا اور میں اس سے پانی پینے کو مانگا، اس نے کہا "میرے پاس پانی اور دودھ دونوں ہیں تو کونسی چیز مانگتا ہے؟" میں نے کہا "پانی مانگتا ہوں" یہ سن کر اس نے اپنا عصا پتھر پر مارا، بحکمِ الٰہی فوراً اس پتھر سے ایک نہایت شیریں چشمہ جاری ہوگیا، یہ یہ امر دیکھ کر مجھ کو سخت تعجب ہوا، اس نے میرے استعجاب پر کہا "تعجب نہ کر، جب بندہ خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہو جاتا ہے، تو سب جہاں اس کا تابعدار ہو جاتا ہے"۔ (کشف المحجوب)

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"ایک دفعہ میں ایک جماعت کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوا جو مصر سے مقام جدّہ کو جا رہی تھی، ایک جوان گدڑی پوش بھی اس کشتی میں سوار تھا، مجھے اس کے ساتھ ہمنشینی کی خواہش ہوئی، مگر اس کی ہیبت اسے مخاطب کرنے سے باز رکھتی تھی۔ اس لئے کہ وہ بڑا معزز شخص تھا اور عبادتِ الٰہی سے کسی وقت خالی نہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن ایک آدمی کی جواہرات کی تھیلی گم ہوگئی اور تھیلی کے مالک نے اس گدڑی پوش جوان پر تہمت لگائی کہ میرا چور یہ ہے"۔ دوسرے لوگوں نے اس جوان پر سختی کرنی چاہی، میں نے کہا "اس کے ساتھ ایسی باتیں نہ کرو، میں اس سے ابھی دریافت کرتا ہوں"

میں نے اس کے پاس جا کر اسے نرمی سے کہا "یہ لوگ آپ پر چوری کی بدگمانی کرتے ہیں، پس کیا کرنا چاہئے؟" یہ سن کر اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور منہ سے کچھ ایسے الفاظ نکلے جن کو میں سمجھ نہ سکا، مگر اسی وقت دیکھا کہ دریا کی تمام مچھلیاں سطحِ آب پر آ گئی ہیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک جواہر ہے، اس جوان نے ایک مچھلی سے ایک جواہر لے کر جس کا جواہر گم ہوا تھا اس کو دے دیا، جب کشتی میں سوار آدمیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو وہ جوان فوراً کشتی سے اتر کر پانی کے اوپر چلتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر کشتی کے سب آدمی نہایت شرمندہ و شرمسار ہوئے اور جس کا جواہر گم ہوا تھا اس نے اس جوان کا دیا ہوا جواہر ندامت کے عالم میں دریا میں پھینک دیا"۔ (کشف المحجوب)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابراہیم رقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ابتدائے فقر میں مَیں حضرت مسلم مغربی علیہ الرحمۃ اللہ کی زیارت کا قصد کیا جب ان کی مسجد میں آیا تو آپ امامت کر رہے تھے اور "الحمد" غلط پڑھ رہے تھے، مَیں نے اپنے دل میں کہا "ایسے شخص کے لئے نے خواہ مخواہ اتنا لمبا سفر اختیار کیا جو غلط اور صحیح کا امتیاز نہیں کر سکتا" اور چونکہ رات زیادہ ہو چکی تھی اس لئے اسی مسجد میں پڑ رہا، اگلے دن میں وضو کرنے اور پانی پینے کی غرض سے فرات کی طرف روانہ ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ راستے میں ایک شیر سو رہا ہے، مَیں خاموشی کے ساتھ گذر گیا اور جب نہر فرات سے واپس ہوا تو دیکھا کہ ایک شیر میرے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ مَیں نے خوف کے مارے چلانا اور شور کرنا شروع کیا حتی کہ حضرت مسلم مغربی اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے جب شیروں نے آپ کو دیکھا تو انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں، حضرت مسلم مغربی نے دونوں کے کان پکڑ کر مان کر ڈانٹا کہ "اے خدا کے کتو! مَیں نے تم کو کب کہا تھا کہ تم میرے مہمانوں سے اس طرح پیش آؤ"؟

اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا "اے ابراہیم تم ظاہر کے ٹھیک کرنے میں مشغول ہو اور مخلوق سے ڈرتے ہو اور مَیں باطن کے ٹھیک کرنے میں مشغول ہوں اس لئے مخلوقِ خدا مجھ سے ڈرتی ہے"!

(کشف المحجوب)

امام الاولیاء سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں "مجھے ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کو مَیں حل نہ کر سکتا تھا، اس لئے میں حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اپنی مسجد کے حجرہ میں تن تنہا ہیں مگر میرا واقعہ من و عن بیان فرما رہے ہیں، مَیں نے عرض کی "یا حضرت آپ یہ باتیں کس سے فرما رہے تھے"؟ فرمایا "بیٹا! مَیں یہ باتیں اس ستون سے کر رہا تھا کیونکہ حق تعالٰی نے اس ستون کو قوتِ گویائی عطا فرمائی ہے، لہٰذا اس نے جو مجھ سے سوال کیا تھا اس کا مَیں اسے جواب دے رہا تھا"!

نیز فرماتے ہیں "فرغانہ کے علاقے میں "سلاتک" نامی ایک گاؤں ہے وہاں ایک "اوتاد" رہتا تھا یعنی مقام "روز گذرے اس "اوتاد" کی زیارت کے لئے روانہ ہوا جب آپ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دریافت فرمایا: "کیسے آئے ہو؟" میں نے عرض کی: "آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں"۔ فرمایا "اے بیٹے! میں فلاں روز سے تجھے دیکھ رہا ہوں اور جب تک میں تجھ کو غائب نہ کر لوں گا تمہیں برابر دیکھتا رہوں گا"۔ میں نے اپنے دل میں دنوں اور سالوں کا حساب لگایا تو وہ دن جس کے متعلق حضور نے اشارہ فرمایا تھا میری توبہ کا دن تھا، پھر حضور نے فرمایا: "اے بیٹا سفر کرنا لڑکوں کا کام ہے، پس یہ زیارت خلوصِ دل سے کر کیونکہ حضوریٔ دل سے حضور جیسی کوئی اچھی بات نہیں ہے"۔ اس کے بعد اپنی بوڑھی خادمہ سے فرمایا: "اے فاطمہ جو کچھ تیرے پاس ہو وہ لا تاکہ یہ درویش اس کو کھالے"۔ یہ سن کر فاطمہ کچھ انگور لائی جب میں نے خیال کیا تو وہ موسم انگوروں کا نہ تھا اور مزید تعجب کی بات یہ بھی ہے کہ انگوروں کے ہمراہ کچھ تازہ کھجوریں بھی تھیں، حالانکہ فرغانہ کے علاقے میں کھجور کا ہونا ایک امر ناممکن تھا"۔ (کشف المحجوب)

حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی و حضرت ابو محمد عبدالحق حریمی علیہما الرحمۃ

فرماتے ہیں: "ہم مورخہ ۳ صفر ۵۵۵ ہجری روز یک شنبہ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر تھے، حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعت پڑھیں، بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی، پھر دوسرا نعرہ فرمایا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی، وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں، پھر تشریف رکھی، ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تیئیس دن بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر ہوا اور کہا: "اِنَّ مَعَنَا لِلشَّیْخِ نَذْرًا" - "ہمارے ساتھ حضور کی ایک نذر ہے۔ فاستأذناہ فقال خذوہ منهم" ہم نے اس نذر کو لینے کے میں حضور سے اذن طلب کیا، حضور نے فرمایا: "لے لو" انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں، ہم نے ان سے کہا: "یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟" وہ بولے: "ہم ۳ صفر روز یکشنبہ سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آ پڑے، ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کرنے اترے، نالے کے کنارے ہم تھے فقلنا لو ذکرنا الشیخ عبدالقادر فی هذا الوقت و نذرنا له شیئا من اموالنا ان سلمنا ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لئے کچھ مال نذر مانیں"۔ ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے، جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان پر خوف چھا گیا، ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے ہیں یہ آکر ہم سے بولے "آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت پڑی"۔ ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے، ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے، ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا "اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے"! (بہجۃ الاسرار)

حضرت امام شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"ہمارے شیخ حضرت عبدالقاہر نجیب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ جب کسی مُرید پر نظرِ عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رُتبہ کو پہنچتا، ایک دن میں حضور میں حاضر تھا، ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا، بچھڑا آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے "میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت شیخ علی بن ہیتی (علیہ الرحمۃ) کی نذر ہوں، آپ کی نذر میرا بھائی ہے"!

کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا، اور عرض کی "اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے، مجھے دھوکا ہو گیا تھا" یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس گیا" (بہجۃ الاسرار)

عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"اہلِ بطائح سے ایک شخص ایک دُبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی (علیہ الرحمۃ) کے حضور لایا اور عرض کی "اے میرے آقا، میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعے سے ہے، اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لئے قوت و برکت کی دعا فرمائیے" حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی علیہ الرحمۃ) کے پاس جا اور انہیں میرا سلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ" وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا، دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں، یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا، فرمایا "آگے آ" قریب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گیا قبل اس کے کہ حضرت رفاعی کا پیغام پہنچائے ۔ سیدی عثمان نے خود فرمایا: "میرے بھائی شیخ احمد پر سلام! اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے" پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ۔ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا۔ حضرت نے فرمایا: "اب اٹھ آ" وہ اٹھ آیا، پھر دوسرے شیر سے فرمایا "اٹھ اس میں سے کھا" وہ اٹھا اور کھایا، پھر اسے بلایا، تیسرا شیر بھیجا یونہی ایک ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل کھا لیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ "بطیحہ" کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا: "اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لے لو" اس نے پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا: "میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس پہچان کر مجھے ستائے گا۔ ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دے کر عرض کی: "یا سیدی نذرت لک ثورا واتیت بہ الی البطیحۃ فاستلب منی ولا ادری این ذھب" اے میرے مولیٰ میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اسے "بطیحہ" تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا"!

فرمایا: "قد وصل الینا ھو تراہ" وہ یہیں پہنچ گیا، یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے"! وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک کو چوم کر کہا: "اے میرے مولیٰ، خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک جانوروں کو حضرت کی پہچان کرادی"!

حضرت نے فرمایا: "یا ھذا ان المحبیب لا یخفی من حبیبہ شیئا ومن عرف اللہ عزوجل عرفہ کل شیء" "اے شخص بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز چھپا نہیں رکھتا جسے اللہ کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے" پھر بیل والے سے فرمایا: "تو اپنے دل میں میرا شاکی تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا بیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ بیل کہاں کا ہے مبادا کوئی اسے میرے پاس پہچان کر مجھے ایذا دے"، یہ سن کر بیل والا رونے لگا، فرمایا: "کیا تو نے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں سبحان اللہ اس بیل کو تجھ پر مبارک کرے"۔ وہ بیل کے لے کر چند قدم چلا، اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آکے آ لے ، فرمایا: "شیر کا خوف ہے ؟" عرض کی: ہاں، حضرت نے جو شیر سامنے تھے ان میں سے ایک حکم دیا کہ اسے اور اس کے بیل کو بحفاظت پہنچا دے۔" شیر اٹھا اور ساتھ ہو لیا اس کے پاس سے شیر غنیمہ کو دور کرتا کبھی اس کے داہنے کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتا، یہاں تک کہ وہ اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی جگہ پہنچ گیا۔ اور اپنا قصہ حضرت رفاعی احمد (علیہ الرحمۃ) سے عرض کیا۔ حضرت روئے اور فرمایا "ابن مرزوق کے بعد ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے۔" اللہ تعالٰی نے اس بیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو گیا۔"

(بہجۃ الاسرار)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر مختصراً

نذر و نیاز کا مسئلہ

بھی حل کر دیا جائے۔ اس لئے کہ فرقہ ضالہ وہابیہ، اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کو حرام اور شرک قرار دیتے ہیں، واضح رہے کہ نذر اولیاء کو "مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" میں داخل کرنا باطل ہے، ایسا ہوتا تو ائمہ دین کیوں کر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو، شریعت طاہرہ میں غیر خدا کے لئے نذر فقہی بالاتفاق ناجائز و ممنوع اور حرام ہے یعنی وہ نذر جو بہ نیت عبادت و تقرب مانی جائے، یہ اللہ تعالٰی کے لئے خاص ہے اور غیر اللہ کے لئے ناجائز و حرام اور یقیناً کفر ہے۔ اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں، عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں، مثلاً شاگرد اپنے استاد سے یوں کہے یہ آپ کی نذر ہے، یا کوئی یوں کہے "یا حضرت غوث الاعظم، آپ دعا فرمائیں کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے یا مصیبت دور ہو گئی تو میں آپ کے نام کی گیارہویں کی نیاز دوں گا یا آپ کے نام کی دیگ پکاؤں گا تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ آپ میرے خدا ہیں اور مصیبت کے دور ہونے یا مراد پوری ہونے پر میں اس طرح آپ کی عبادت کروں گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ میں گیارہویں کے طعام یا دیگ کے پلاؤ کا صدقہ اللہ تعالٰی کے نام پر کروں گا، اس پر جو ثواب ملے گا وہ آپ کو بخشوں گا۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ "شامی" کتاب الصوم بحث نذر اموات میں فرماتے ہیں۔ بِاَنْ تَكُوْنَ صِيْغَةُ النَّذْرِ لِلّٰهِ تَعَالٰى لِلتَّقَرُّبِ اِلَيْهِ وَيَكُوْنُ ذِكْرُ الشَّيْخِ مُرَادًا بِهٖ فُقَرَاءَهٗ "صیغہ نذر کا اللہ کی عبادت اس کا تقرب چاہنے کے لئے ہو اور شیخ کا نام لینے سے یہ مراد ہو کہ یہ صدقہ میں حضرت شیخ کے روضۂ اقدس کے فقیروں کو تقسیم کروں گا۔ پس اولیاء اللہ کے نام کی نذر کا مطلب یہ ہوا کہ صدقہ خاص اللہ تعالٰی کے لئے ہے، اس کے ثواب کا ہدیہ ارواح اولیاء کے لئے اور اس صدقہ کا مصرف مزار ولی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے خدام وفقراء ہیں۔ اس کے جواز میں کوئی شک نہیں اور تمام مسلمان یہی کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے حضرت مریم کی والدہ نے نذر مانی کہ میں اپنے اس حمل کے بچہ کو تیری نذر کرتی ہوں، یہ بچہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ میں بیت المقدس میں چراغ کے لئے تیل بھیجوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اپنی نذر کو پورا کرو۔"

مشکوٰۃ شریف باب النذور میں ہے: "ایک شخص نے نذر مانی کہ بمقام 'بوانہ' میں اونٹ ذبح کروں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر وہاں کوئی بت وغیرہ نہ تھا تو نذر پوری کرو۔"

نیز مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیویوں نے نذر مانی تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ اُحد سے بخیریت واپس تشریف لائے تو آپ کے سامنے دف بجائیں گی۔ یہ نذر بھی لغوی وعرفی تھی نہ نذر شرعی وفقہی جس کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دف بجا کر خوشی کا نذرانہ پیش کیا جائے گا، نہ کہ نعوذ باللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت مقصود تھی، تو ثابت ہوا کہ صدقات وخیرات کی نذر میں کسی مقام یا بزرگ یا کسی مزار کے فقراء وخدام کی قید لگانا جائز ہے نہ کہ وہابیہ کے کہنے سے شرک وکفر یا بدعت وگمراہی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے برادر شاہ رفیع الدین صاحب، رسالہ نذور میں فرماتے ہیں: "نذر کہ اینجا مستعمل مے شود بہ معنے شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگاں مے برند نذر و نیاز مے گویند۔" جس نذر کے ممنوع ہونے پر حکم لگایا جاتا ہے وہ بمعنے شرعی ہوتی ہے، اور عرف یہ ہے کہ جو چیز بزرگوں کے حضور لے جاتے ہیں اسے نذر ونیاز کہتے ہیں۔ یہ ممنوع نہیں۔!

حضرت امام سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ "حدیقہ ندیہ" میں فرماتے ہیں: "ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذر لهم بتعليق ذالك على حصول شفاء او قدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة لفقير وسماها قرضا صح لان العبرة بالمعنى لا باللفظ" یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور مزارات اولیاء وصلحاء سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء گزشتہ کے لئے منت ماننا کہ وہاں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے حاجاتِ قبور پر تصدق سے مجاز ہے جیسے فقہاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنے کا ہے نہ کہ لفظ کا۔"

ظاہر ہے کہ نذر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہو سکتی، حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے اکابرِ دین میں معمول و مقبول ہے،

نیز مسلک دیوبندیہ وہابیہ کے مفتیٔ اعظم رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشدیہ، الحظر والاباحۃ میں صاف لکھا ہے: "بادشاہ یا نواب کو جو ہدیہ دیا کرتے ہیں، اگر رشوت یا بوجہ معصیت کے نہیں بلکہ محض اخلاص مندی ہے تو درست ہے، اور بزرگوں کو بھی جو دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنے ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے اور جو نذر بمعنے تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے"

اس فتویٰ سے بھی ہمارا مدعا ثابت ہے، لہٰذا منکرین کی خرافات ناقابلِ توجہ ہے، فافہم۔

مسئلہ نذر و نیاز کی وضاحت کے بعد چند کراماتِ اولیاء مزید پیش کر دیتا ہوں۔ تاکہ اتمام حجت ہو جائے واضح رہے کہ اس مختصر رسالہ میں کراماتِ اولیاء کا حصر و احصاء مقصود نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ عربی، فارسی، اردو اور دنیا کی مختلف زبانوں میں بے شمار ایسی مستند و مشہور کتب موجود ہیں جو کراماتِ اولیاء سے بھرپور ہیں اور ان کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قرونِ ثلاثہ سے آج تک تمام مسلمان تصرفاتِ اولیاء کو تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں، لہٰذا منکرین وہابیہ کا انکار قطعاً مردود ہے۔

جنات پر حکومت

حضرت ابو سعید عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ نے حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ میں وصالِ اقدس سے سات برس پہلے ۵۵۴ ہجری میں ان کی صاحبزادی فاطمہ ناکتخدا سولہ سال کی عمر اپنے مکان کی چھت پر گئیں وہاں سے کوئی جن اٹھا لے گیا، یہ بارگاہِ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے ارشاد فرمایا: "اذھب اللیلۃ الی خراب الکرخ واجلس علی التل الخامس وخط علیک دائرۃ فی الارض وقل وانت تخطھا بسم اللہ علی نیۃ عبد القادر"

آج رات ویرانۂ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کھینچنے میں یہ پڑھو بسم اللہ علی نیۃ عبدالقادر۔ جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے خبردار انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا اس سے کہنا عبدالقادر نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا۔ حضرت ابوسعید عبداللہ فرماتے ہیں "میں گیا اور حسب ارشاد عمل کیا، مہیب صورتوں کے جن آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا، وہ گروہ گروہ گذرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے جنات کی فوجیں تھیں، بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا "اے آدمی تیرا کیا کام ہے"؟ میں نے کہا "حضور عبدالقادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے" میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا، اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی، بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا بادشاہ نے ہمراہیوں سے کہا "یہ کس نے حرکت کی"؟ کسی کو معلوم نہ تھا کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی۔ کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا "کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب کے زیر سایہ سے لے گیا"؟ وہ بولا "یہ میرے دل کو بھا گئی"! بادشاہ نے حکم دیا اس عفریت کی گردن مار دی گئی اور لڑکی میرے حوالے کر دی۔ میں نے کہا "میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حضور کے حکم کو ماننے میں کیا"! بادشاہ نے کہا "ہاں، وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر جو زمین کے منتہے پر ہوتے ہیں نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب کرتا ہے جن وانس سب پر اُسے قابو دیتا ہے" (بہجۃ الاسرار)

تقدیر معلق کی تبدیلی

تاجر ابوالمظفر تجارت کی غرض سے سفر کو جانے لگا تو روانگی سے پہلے حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کے حضور حاضر ہوا عرض کی "میں ایک سو دینار کی مالیت کا سامان اور ایک سو دینار نقد لے کر تجارت کے ساتھ سفر کو جا رہا ہوں، آپ دعا فرمائیں" شیخ حماد نے فرمایا "تم یہ سفر ملتوی کر دو ورنہ سخت نقصان اٹھاؤ گے، ڈاکو تمہارا سب سامان اور نقدی لوٹ کر تجھے بھی قتل کر ڈالیں گے" تاجر پریشانی کے عالم میں واپس ہوا۔ راستے میں حضور غوث اعظم قدس اللہ بأسرارہ ملے پوچھا۔ کس لئے پریشان ہو"؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس نے تمام واقعہ عرض کیا، فرمایا "پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، شوق سے سفر کو جاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ بخیریت والیس کامیاب آؤ گے" سوداگر قافلے کے ہمراہ روانہ ہوگیا، ملک شام میں بہت نفع کمایا، حلب میں پہنچا تو رقم کی تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا۔ بہت تلاش کی تھیلی نہ ملی۔ اسی رنج کی حالت میں سو گیا۔ خواب دیکھا کر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا ہے اور اس کو قتل کر ڈالا ہے، گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی۔ تھیلی جہاں رکھی تھی یاد آگئی۔ بغداد پہنچکر سوچا کہ پہلے شیخ حماد کی خدمت میں حاضری دوں یا غوث اعظم کے حضور حاضر ہوں۔ اتفاقاً بازار میں شیخ حماد مل گئے فرمایا "پہلے غوث اعظم سے جاکر ملو کروہ غوث اعظم ہیں، انہوں نے تمہارے لئے ستر مرتبہ دعا کی تب جاکر تمہاری تقدیر معلق بدلی کہ ہونے والا واقعہ خواب میں بدل دیا گیا تاجر غوث اعظم کی بارگاہ میں پہنچا۔ حضور نے دیکھتے ہی فرمایا۔ واقعی میں نے تمہارے لئے ستر مرتبہ دعا کی تھی"

عالم نزع کے وقت امداد

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ کی نزع کا جب وقت آیا۔ شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کس طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے، اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا اس نے ان سے پوچھا "تم نے عمر بھر مناظروں مباحثوں میں گزاری، خدا کو بھی پہچانا؟" آپ نے فرمایا بیشک خدا ایک ہے شیطان بولا اس پر کیا دلیل ہے؟" آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی، وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے، اس نے وہ دلیل توڑ دی، انہوں نے دوسری دلیل قائم کی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ تین سو ساٹھ دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں، اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس ہوئے آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے، وہاں سے آپ نے آواز دی "یہ کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا"

آفتاب آمد دلیلے آفتاب گر دلیلے خواہی انروے رومتاب

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اقتدارِ ولایت

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ "بلخ" کے بادشاہ تھے، ایک رات محل میں سو رہے تھے کہ آدھی رات کے وقت چھت پر کسی شخص کے چلنے کی آہٹ ہوئی۔ پکار کر پوچھا "کون ہے"؟ جواب ملا۔ "آپ کا ایک دوست ہوں، شام کو جنگل میں میرا اونٹ گم ہو گیا، اس کی تلاش میں ہوں"! فرمایا "شاہی محل میں اونٹ کا کیا کام"؟ جواب ملا "جس طرح جنگل میں گمشدہ اونٹ کا شاہی محل میں ملنا خلافِ عقل ہے اسی طرح شاہی محلات میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا پا لینا بھی خلافِ عقل ہے" یہ کہہ کر ہاتفِ غیب غائب ہوا مگر حضرت کے دل میں عشقِ الٰہی کا تیر پیوست ہو گیا۔ صبح تختِ حکومت کو چھوڑ کر صحرا نوردی کے لئے نکل گئے۔ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے گدڑی سی رہے تھے۔ ایک امیر نے دیکھا تو کہا ؂

ترک کردہ ملکِ ہفت اقلیم را　　　　مے زند بر دلق سوزن چوں گدا

ملک ہفت اقلیم ضائع میکند　　　　چوں گدا بر دلق سوزن مے زند

اس شخص نے ملک ہفت اقلیم کی حکومت ترک کر کے کیا پایا؟ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بھکاری کی مانند اپنی پھٹی گدڑی پر سوئی چلا رہا ہے، اتنی وسیع سلطنت ضائع کر دی اب سوئی چلا کر گدڑی کی حفاظت میں لگا ہے؟!

شیخ سوزن زود در دریا فگند　　　　خواست سوزن را بہ آواز بلند

حضرت شیخ نے فی الفور سوئی کو دریا میں پھینک دیا۔ اور پھر بلند آواز سے سوئی کو طلب فرمایا۔

صد ہزاراں ماہئی اللّٰہیے　　　　سوزنِ زر بر لب ہر ماہئے

سر بر آوردند از دریائے حق　　　　کہ بگیر اے شیخ سوزن ہائے حق

لاکھوں مچھلیاں سطحِ آب سے نمودار ہو گئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں سونے کی سوئی دبی ہوئی تھی۔ ہر مچھلی دریا سے سر بلند کر کے شیخ کو پکار رہی تھی کہ اے شیخ! حق تعالیٰ کی بھیجی ہوئی سوئیاں لے لیجئے۔

رُو بدو کرد و بگفتش اے امیر　　　　مُلکِ حق بہ یا چنیں ملک حقیر

حضرت شیخ نے اس امیر کو مخاطب کر کے فرمایا اے امیر یہ ملکِ حق (باطنی و جاودانی حکومت)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہتر ہے یا یہ ملکِ حقیر بہتر ہے ؟ جو سراسر ناپائیدار و بے وفا ہے۔ (مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ)

غوثِ اعظم کی ضمانت

راجہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں بمقام "لاہور" ایک بدمعاش آدمی اپنے ہندو ہمسائے کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا۔ ایک دن وہ ہندو اپنی بیوی کو لے کر سسرال کو چلا۔ وہ بدمعاش گھوڑے پر سوار ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ شہر سے کچھ دور ان کے پاس پہنچ کر بولا "تم کہاں تک جاؤ گے کہاں تک پیدل چلو گے، میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ" ہندو نے انکار کر دیا۔ وہ بولا "اگر تم سوار نہیں ہوتے تو اپنی بیوی کو ہی سوار کر دو" عورت نے بھی انکار کر دیا، بولا "میں تمہارا ہمدرد ہمسایہ ہوں مجھ پہ بے اعتمادی کیوں ؟"

ہندو نے کہا۔ کوئی ضامن دو کہ ہم سے دھوکہ نہیں کرو گے۔ بولا "یہاں کون ہے جسے ضامن دوں ؟" عورت بولی "مسلمان جس بزرگ کی گیارہویں دیتے ہیں تم انہیں ضامن دو" بولا مجھے بڑے پیر کی قسم تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔" عورت سوار ہو گئی، تھوڑی دور چل کر بدمعاش نے ہندو کو قتل کر دیا، عورت کو لے بھاگا۔ وہ عورت روتی جاتی اور دائیں بائیں دیکھتی جاتی۔ بدمعاش نے پوچھا۔ "اب کسے تلاش کرتی ہے ؟" بولی "میں بڑے پیر کو دیکھتی ہوں کہ وہ ابھی تک امداد کو نہیں پہنچے" بولا۔ "اسے مرے ہوئے صدیاں گذر گئیں وہ تیری کیا مدد کرے گا" ؟

اتنے میں دو نقاب پوش گھوڑیوں پر سوار آ پہنچے، ایک نے اس بدمعاش کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا اور اپنے ساتھی کی کمر پہ کوڑا مار کر کہا "اس عورت کو واپس لے چلو" سوار نے ہندو مقتول کے پاس پہنچ کر ٹھوکر ماری اور کہا "اٹھ کھڑا ہو" مقتول زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اور دونوں سوار غائب ہو گئے جب ہندو بیوی کو لے کر گھر پہنچا تو اس بدمعاش کے لواحقین نے بدمعاش کا گھوڑا ان کے پاس دیکھ کر رنجیت سنگھ کے دربار میں فریاد کی، ہندو گرفتار کر کے لایا گیا، اس نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ رنجیت سنگھ نے کہا "کوئی گواہ پیش کرو" عورت بولی "وہاں اور تو کوئی موجود نہیں تھا مگر اس نقاب پوش کے ہمراہ جو سوار تھا وہ گل محمد شاہ مجذوب کا ہمشکل تھا" رنجیت سنگھ نے مجذوب کو بلوایا اور واقعہ کے متعلق دریافت کیا۔ مجذوب نے فوراً اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی اور کہا یہ اس کوڑے کا نشان ہے، دیکھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لیجئے! اس طرح واقعہ کی تصدیق ہوگئی، اور بخیت سنگھ نے ہندو عورت کے شوہر کو بری کردیا۔"

شہداء کی امداد

حضرت عُمیر بن حباب سلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو اُمیّہ کی لڑائی کے زمانے میں ہم نو آدمیوں کو گرفتار کر کے شاہِ روم کے سامنے پیش کیا گیا، بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کی گردن ماردی جائے۔ جلاد نے باری باری آٹھ مجاہدین کو قتل کردیا۔ جب میری باری آئی تو پہرہ دار نے بادشاہ کا سر اور پیر چوم کر عرض کی "یہ نوجوان مجھے دے دیجئے"۔ بادشاہ نے مجھے پہرہ دار کے حوالے کر دیا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اس نے اپنی لڑکی کو بلایا جو نہایت خوبصورت تھی، اور مجھے کہا: "تو دیکھ چکا ہے کہ بادشاہ کے دربار میں میرا رتبہ کیا ہے میں تجھے اس لئے موت سے بچا کر لایا ہوں کہ تو بڑا حسین و خوبصورت نوجوان ہے اور میری بیٹی بھی نوجوان اور حسین ہے، میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کردوں اور اپنا سارا مال و دولت تیرے حوالے کردوں۔ مگر یہ تب ہوگا جب کہ تو میرے دین عیسائیت کو قبول کرلے"۔ میں نے جواب دیا۔ "میں حسین بیوی یا مال دولت کی خاطر اسلام سے منحرف نہیں ہوں گا۔" تاہم اس نے مجھے اپنے گھر میں مہمانوں کی طرح رکھ لیا۔ وہ ہر روز مجھے یہی ترغیب دیتا اور میں سختی کے ساتھ اس کا انکار کردیتا۔ کافی دن اسی طرح گزر گئے۔ ایک شب وہ لڑکی مجھے اپنے ساتھ اپنے باغ میں لے کر پہنچی اور مجھ سے پوچھا۔

"تم میرے باپ کی بات مان کیوں نہیں لیتے؟" میں نے کہا: "بیوی اور مال و دولت کے لئے اپنا دین کیونکر چھوڑ سکتا ہوں؟" اس نے پوچھا: "تم یہاں رہنا پسند کرتے ہو یا اپنے شہر جانا چاہتے ہو؟" میں نے کہا: "میں اپنے وطن پہنچنا چاہتا ہوں۔" وہ بولی: "تب تجھے میں آزاد کر دیتی ہوں۔" پھر مجھے آسمان کا ایک ستارہ بتا کر کہنے لگی۔ "اسی ستارے کی سیدھ میں چلے جانا، رات کے وقت سفر کرنا دن کے وقت کہیں چھپ کر رہا کرنا۔" میرا شہر وہاں سے کئی روز کے سفر کے فاصلے پر تھا۔ میں اس سے رخصت ہو کر روانہ ہوا۔ میں رات کو سفر کرتا اور دن کو چھپ رہتا تھا۔ چوتھے روز میں ایک دن چھپا بیٹھا تھا کہ دفعۃً چند سوار آتے دکھائی دیئے۔ میں ڈرا کہ شاید دشمن میری تلاش میں آ پہنچے، جب وہ قریب آگئے تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے وہی آٹھوں ساتھی تھے جنہیں شاہِ روم نے قتل کرادیا تھا، انہوں نے مجھے آواز دی: "اے عمیر!" میں نے کہا ہاں، میں عمیر ہوں۔ پھر ان سے پوچھا تم تو قتل کر دیئے گئے تھے پھر زندہ کیونکر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گئے ؟ وہ بولے ہاں، ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندہ رکھا ہے، آج ہم اللہ کے حکم سے امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونے جا رہے ہیں، پھر ان میں سے ایک نے کہا، اے عمیر اپنا ہاتھ دو میں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا اس نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا تھوڑی دیر چل کر اتار دیا تو میں اپنے گھر کے پاس کھڑا تھا۔

(شرح الصدور - ابن عساکر)

شہید نے اپنے قاتل کو قتل کیا

حضرت ابو عبد اللہ شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ ملک روم میں جہاد کے لئے گئے، ہم میں سے دو آدمی دشمن کی تلاش میں ایک طرف نکلے۔ ایک رومی ملا۔ اس سے یہ دونوں لڑے ان میں سے ایک شہید ہو گیا، دوسرے نے واپس آنا چاہا پھر دل میں خیال کیا کہ میرا ساتھی تو جنت میں چلا گیا اگر میں لوٹ جاؤں تو بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ میں نے رومی سے مقابلہ کیا اور تلوار ماری، مگر وار خالی گیا۔ رومی نے مجھ کو زمین پر پچھاڑ دیا اور سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ رومی مجھے ذبح کر دینے کے لئے سنبھل رہا تھا کہ میرا ساتھی شہید کھڑا ہوا اور رومی کی گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ہم دونوں نے مل کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے چلے، میرا ساتھی ایک درخت کے نیچے جا کر جس طرح شہید ہو کر گرا تھا اسی طرح گر گیا۔ (شرح الصدور)

یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اَغِثْنَا

امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ "عیون الحکایات" میں ابو علی ضریر علیہ الرحمۃ سے روایت فرماتے ہیں۔

ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کرتے تھے ایک لڑائی کے دوران رومی فوجیوں کے ہاتھوں تینوں گرفتار ہو گئے، شاہِ روم نے ان سے کہا: اگر تم دین نصاریٰ قبول کر لو تو میں اپنی لڑکیوں سے تمہاری شادی کر دوں گا اور ملک کی حکومت میں تم کو شریک کر لوں گا۔ ان تینوں نے سختی سے انکار کر دیا اور فریاد کی یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اَغِثْنَا - یا رسول اللہ ہماری مدد فرمائیے، یہ سن کر شاہِ روم آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے حکم دیا، "تین دیگ تیل سے بھر کر آگ پر چڑھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دیئے جائیں۔ تین رات دن متواتر دیگوں کے نیچے آگ جلتی رہی۔ شاہ روم ان تینوں بھائیوں کو روزانہ دیگوں کے پاس لے جاکر سمجھاتا رہا کہ میری پیشکش قبول کر لو ورنہ میں تمہیں تیل میں ڈال کر بھون ڈالوں گا۔ یہ تینوں انکار پر قائم رہے۔ چوتھے روز پھر بادشاہ نے ان سے کہا کہ اب بھی وقت ہے میری بات مان لو۔ ان تینوں نے بیک زبان کہا: ہمیں موت کا کچھ خوف نہیں۔ ہم دین اسلام سے نہیں پھر سکتے۔

بادشاہ کے حکم سے بڑے بھائی کو دیگ میں ڈال دیا گیا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے جل بھن کر کوئلہ ہو گیا۔ بادشاہ اس سے چھوٹے بھائی کو دیگ کے پاس لایا۔ اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ جب وہ نہ مانا تو اس کو بھی دیگ میں ڈال کر جلا ڈالا۔ جب تیسرے بھائی نے بھی بادشاہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو اسے بھی دیگ میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ معاً ایک مجوسی نے آگے بڑھ کر بادشاہ سے درخواست کی: "اس خوبصورت نوجوان کو میرے سپرد کر دیا جائے میں اس کو راہِ راست پر لے آؤں گا۔" بادشاہ نے پوچھا تو اسے کیونکر راہ راست پر لائے گا؟" وہ بولا: "میری ایک لڑکی بیحد خوبصورت ہے۔ میں اسے لڑکی کے حوالے کر دوں گا، وہ اس کا دل لبھا کر اسے راہ راست پر لے آئے گی۔" بادشاہ نے کہا: اچھا۔ چالیس دن کی مہلت دیتا ہوں۔ مجوسی نوجوان کو اپنے گھر لایا اور اپنی لڑکی سے کہا: یہ نوجوان تیرے سپرد کرتا ہوں اور تجھے اجازت دیتا ہوں کہ تو جو چاہے کر گزر اس شرط پر کہ چالیس دن کے اندر اسکو اسلام ترک کرنے پر آمادہ کر دے۔" لڑکی نے خوش ہو کر کہا: "میں یہ کام بخوبی سر انجام دوں گی آپ مطمئن رہیں۔" لڑکی بن ٹھن کر ناز و ادا سے اس کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ مگر نوجوان ذرہ بھر نہ ڈگمگایا۔ وہ دن بھر روزے سے رہتا اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتا۔ اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا۔ نوجوان نے لڑکی کو ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ ایک دن باپ نے لڑکی سے پوچھا: سناؤ، کہاں تک کامیابی ہوئی؟" بولی: "میں سمجھتی ہوں کہ چونکہ اس کے دو بھائی اس شہر میں ہلاک کئے گئے اس لئے یہاں رہ کر اس کے دل کا غم غلط نہ ہو گا۔ اگر آپ بادشاہ سے مزید مہلت حاصل کر کے ہمیں کسی دوسرے شہر میں بھیج دیں تو میں اس کو ضرور اپنے دام میں لے آؤں گی۔" مجوسی نے بادشاہ سے مزید مہلت لے کر ان دونوں کو دوسرے شہر بھیج دیا۔ نوجوان یہاں بھی قائم اللیل و صائم النہار رہا۔ لڑکی کی جانب نگاہ تک نہ کی۔ جب یہ مہلت بھی ختم ہونے کو آئی، لڑکی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس نے نوجوان سے کہا: "اے جواں مرد، بیشک تو اپنے رب کی تابعداری میں سچا ہے۔ تیرا رب سچا اور تیرا دین سچا ہے، میں نے اپنا دین چھوڑا، سچے دل سے تیرا دین قبول کیا۔" اب نوجوان نے خوش ہو کر کہا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

"اگر تو اپنی بات میں سچی ہے تو کوئی ایسی تدبیر جلد کر کہ ہم دونوں یہاں سے نکل چلیں" لڑکی نے ایک عمدہ قسم کا گھوڑا خرید کیا۔ رات کے وقت دونوں اس پر سوار ہو کر چھپ چھپا کر روانہ ہو گئے، دن کہیں چھپ رہتے، رات کو سفر کرتے رہتے۔ ایک رات یہ دونوں جا رہے تھے کہ چند سوار گھوڑے دوڑاتے ان کے پاس پہنچے، نوجوان نے دیکھا کہ یہ دونوں اس کے بھائی ہیں اور ان کے ہمراہ چند فرشتے ہیں۔ نوجوان نے ان کو سلام کیا، اور بھائیوں سے پوچھا "تم کو تو شاہِ روم نے تیل میں جلا ڈالا تھا اب زندہ کیونکر ہو گئے؟" انہوں نے جواب دیا "ہماری موت صرف اس قدر تھی کہ دیگ میں ایک غوطہ لگایا اور جنت الفردوس میں پہنچ گئے، اب اللہ تعالے نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس لڑکی کا نکاح تم سے کر دیں"

پھر انہوں نے ان دونوں کا نکاح کر دیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے۔ یہ نوجوان اپنی بیوی کو لے کر اپنے ملک شام پہنچا، اور ان کا یہ واقعہ سارے ملک میں مشہور ہوا۔ ایک شاعر نے کہا۔

سَیُعْطِی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ نَجَاتًا فِی الْحَیَاتِ وَفِی الْمَمَاتِ

یعنی اللہ تعالٰے سچے لوگوں کو ان کی سچائی کی برکت سے زندگی میں نجات دیتا ہے اور مرنے کے بعد بھی" (شرح الصدور)

فرقہ وہابیہ کی اصلیت

بحمدہ تعالٰے مسئلہ توسل و استمداد بہ اولیاء اللہ و متعلقہ امور کی وضاحت، قرآن مجید، حدیث شریف اور بزرگانِ دین متین کے ارشادات و عمل سے بطریقِ احسن پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ نیز یہ امر بغیر روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ منکرینِ وہابیہ، قرآن و حدیث کے منکر، صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے سبیل المومنین سے بھٹکے ہوئے اور اُمتِ مرحومہ سے کٹے ہوئے ہیں۔ ان کا طریق "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" کے خلاف ہے۔ یہ گمراہ فرقہ "سوادِ اعظم" سے علیحدہ ہو کر بلاشک و شبہ جہنمی ہے۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ حسبِ فرمانِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ان کو قریب آنے دیں اور نہ خود ان کے قریب ہوں کیونکہ یہ لوگ دین و ایمان کے رہزن ہیں۔ اللہ تعالٰے اپنے محبوب مکرم نورِ مجسم سرکارِ دو عالم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں فرزندانِ توحید مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو وہابیہ کے فتنۂ عظیم سے محفوظ رکھے، آمین یا رب العالمین۔

قارئین۔ فرقۂ وہابیہ کے صحیح خدوخال پہچاننے اور مفصل حالات جاننے کے لئے فقیر کی تصنیف "مکمل تاریخ وہابیہ" کا ضرور مطالعہ فرمائیں کہ فقیر نے اس کتاب میں ابتداء سے لے کر موجودہ زمانہ تک کے تمام وہابیہ کے چہروں کی تاریخی واقعات وشواہد سے مکمل نقاب کشائی کر دی ہے۔

سردست "فرقۂ وہابیہ" کی اصلیت کی وضاحت میں اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدسنا اللہ باسرہ العزیز کا ارشادِ مبارک تبرکاً وتیمناً نقل کر دینے پر اکتفا کرتا ہوں۔

عرض۔ حضور، خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی "فرقۂ وہابیہ" تھا"؟

ارشاد: "ہاں۔ یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا "کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی"؟ انہوں نے کہا، "واقعۂ صفین میں ابو موسٰی اشعری کو حکم بنایا، یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالٰی نے فرماتا ہے۔ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ، حکم نہیں مگر اللہ کے لئے"!

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: "اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے۔ فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا۔ زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا"۔ دیکھو وہی طریقۂ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب وامداد وغیرہما میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پہ دعویٰ ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کافر۔ اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور بیس ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے، امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے۔ ہم کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں۔ مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بہ شدت پابند ہوں گے باایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے، "قرآن پڑھیں گے گمان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا"۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا، عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے پار اتر گئے، امیر المومنین نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرمایا: "واللہ ان میں سے اُس پار نہ جائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے" جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقوے طہارت و تہجد و تلاوت کا وہ خدشہ دفع کرنے کے لئے فرمایا: "تلاش کرو کہ اگر ان میں "ذو الثدیہ" پایا جائے تو تم نے بدترین اہلِ زمین کو قتل کیا!" تلاش کیا گیا۔ لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستانِ زن کے مشابہ تھا، امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمدِ الٰہی بجا لائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا، کسی نے کہا: "حمد ہے اُسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا" امیر المومنین نے فرمایا: "کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے؟ ہرگز نہیں، ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں، جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو گا۔ دوسرا سر اٹھائے گا۔ حَتّٰی یَخْرُجَ آخِرُھُمْ مَعَ الدَّجَّالِ یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا"

یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب آخر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔ ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں۔ تحقرون صلاتکم عند صلاتھم وصیامکم عند صیامھم و اعمالکم عند اعمالھم۔ تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ۔ قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ اُن کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر منڈے مُشَمِّرِیْ الْاُزُرِ گھٹنی ازاروں والے، ان کے پیشوا ابنِ عبد الوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دینِ ناپاک میں داخل ہوتی تو اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ زمانۂ کفر کے بال ہیں انہیں دور کر، یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا: "جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کر کہ وہ بھی تو زمانۂ کفر کے بال ہیں"!

اس وقت سے باز آیا۔ اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پائچے والے ہیں، غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا" اس پر فاروقِ اعظم نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں" فرمایا کہ "اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا" افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا"؟ اور فرمایا "اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے"۔ علماء فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایک اس دن کی عطا تھی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لئے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا۔ اس پر اتنا فرمایا "اے لوگو، جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے"۔ حق ہے اے مالکِ عرش کے نائبِ اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہاں کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصّہ ہیں ؂

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا ۔۔۔ وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصّہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنَ حضور کے علوم کا ایک حصّہ۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِکَ وَصَحْبِکَ وَبَارَکَ وَکَرَّمَ"

ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں کہ ایک شخص آیا اور کنارۂ مجلسِ اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا، ارشاد فرمایا: "کون ہے کہ اسے قتل کرے؟" صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُٹھے اور جا کر دیکھا کہ وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے، صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اُٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں۔ واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا، ارشاد فرمایا۔ "کون ہے کہ اسے قتل کرے؟" فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا، حضور نے پھر ارشاد فرمایا "کون ہے کہ اسے قتل کرے؟" مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اٹھے اور عرض کی "یا رسول اللہ میں" فرمایا "ہاں، تم۔ اگر تمہیں ملے، مگر تم اسے نہ پاؤ گے" ایسا ہی ہُوا۔ مولیٰ علی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر جا چکا تھا، ارشاد فرمایا: اگر تم اُسے قتل کر دیتے تو اُمت پر سے بڑا فتنہ اُٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ۔ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گمراہ کر رہی ہے۔ اس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں، یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے، جب تک ان کا غلام نہ ہو کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی ولہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کر فرمایا۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو۔ یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ اس کے بغیر رسول مقبول کی تعظیم نہیں ۔اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔ یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفےٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ملک کے سب ہیں بندے پہ خدا ملتا نہیں ان کو   خدا ملتا ہے ان کو جو بنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

(ملفوظات اعلیٰحضرت ص۳ ج اوّل)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عارف باللہ حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

فلسفی منکر شود در فکر و ظن   گو برو سر را بدان دیوار زن

فلسفی صرف قوتِ فکریہ اور مقدمات ظنیہ کی بناء پر حقائق عالیہ کا انکار کرتا ہے اسے کہہ دو کہ ساری عمر اسی دیوارِ فکر سے سر پھوڑتے رہو۔

نطقِ آب و نطقِ خاک و نطقِ گِل   ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل

پانی کا بولنا، مٹی کا بولنا اور گارے کا بولنا اہلِ دل یعنی اولیاء اللہ کے حواس کو محسوس ہو رہا ہے

فلسفی کو منکرِ حنانہ است   از حواس انبیاء بیگانہ است

جو فلسفی ستونِ حنانہ کے واقعۂ آہ و فغاں کا منکر ہے وہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قوائے مدرکہ کا اندازہ لگانے سے محروم محض ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ستون حنانہ کا نالہ وآہ وفغاں ایک سرّی ومعنوی امر تھا جس کے احساس وسماعت کے لئے خاص انبیاء کا ادراک درکار ہو بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ستون حنانہ کی صدائے نالہ اس وقت جملہ حاضرین صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سنی تھی،

حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ فلسفی کو انبیاء کے حواسِ لطیفہ کا کرشمہ معلوم نہیں کہ وہ ہر چیز کے حالی و وجدانی تکلم کو محسوساتِ ظاہریہ کی صورت میں محسوس کر سکتے ہیں اور ان کے تاثر و تصرف سے دوسرے حاضرین کے لئے بھی وہ معنوی امر ظاہری اور حسی حیثیت حاصل کر سکتا ہے حتیٰ کہ ہر شخص کے لئے وہ امر معنوی امور ظاہرہ کی طرح مرئی و محسوس وملموس ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ کوئی جبرئیل علیہ السلام کو نہیں دیکھ سکتا۔ مگر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے عام حاضرین نے ان کو ایک خوش رو، خوش پوش، اور مہذب جوان کی صورت میں دیکھا اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتے سنا تو یہ آپ کا نورِ تصرف یا بہ الفاظِ دیگر معجزہ تھا جس سے بقدرتِ الٰہی ایک معنوی و روحانی امر تھوڑی دیر کے لئے محسوسات ظاہریہ کے عالم میں ظہور پذیر ہو گیا۔ جس سے ہر شخص اس کو ادراک کر سکے اور اس وقت وہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس معنویت کے حجاب میں مستور نہیں رہا جس کے ادراک پر صرف انبیاء کی نظر ہی قادر ہو سکے۔

نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت و تعلیم باطنی اور فیوض کی وجہ سے صحابہ کرام کو مقاماتِ ولایت کے بلند سے بلند تر مقامات حاصل تھے اور ان کے حواسِ مدرکہ نہایت قوی ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام نے کھانا کھاتے ہوئے طعام کو تسبیح کرتے ہوئے سُنا۔ پانی پینے کا پیالہ رکھا ہوا تھا اور صحابہ کرام نے پیالہ کی تسبیح سُنی۔ یہ جملہ اُمور صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

گوید او کہ پیر تو سودائے خلق   لبس خیالات آورد در رائے خلق

اور وہ فلسفی کشف کے متعلق یوں کہتا ہے کہ ان لوگوں کی خلط سوداوی کا اثر ان اشخاص کے ذہن میں کچھ خیالات غلط جمع کر دیتا ہے۔ فلسفی لوگ چونکہ عالم محسوسات ظاہر کے مقید اور اُمورِ باطن کے منکر ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ انبیاء و اولیاء کے مشاہدات و مکشوفات کو سودا تخیلاتِ باطلہ بلکہ جنون سے تعبیر کرتے ہیں

بلکہ عکسِ آں فساد و کفرِ او   آں خیالِ منکرے را زد برو

مگر در حقیقت ان حضرات کو سودا نہیں بلکہ اس کے برعکس فلسفی کے اعتقاد کے فساد اور انکار و کفر کی شامت نے یہ منکرانہ خیال اس کے اندر پیدا کر دیا ہے۔

گر نہ دیدی دیو را خود را بہ بیں   بے جنوں نہ بود کبودی بر جبیں

اے شیطان سیرت فلسفی اگر تُو نے شیطان نہیں دیکھا تو اپنے آپ کو دیکھ لے کیونکہ شیطانی خیالات شیطنت کے بغیر نہیں ہو سکتے، جیسے جنون کے بغیر پیشانی پر نیلگونی نہیں ہوتی۔

ہر کہ را در دل شک و پیچانی ست   در جہاں او فلسفی پنہانی ست

فلسفی کے سر سینگ نہیں ہوتے جو شخص بھی دل میں شک اور کج فہمی رکھے وہ دنیا میں چھپا فلسفی ہے۔ خواہ بظاہر وہ پکا مسلمان بنا پھرتا ہو۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فلاسفہ منکرین کی مذمت کے بعد فرماتے ہیں۔ فلاسفہ سے کوئی خاص فرقہ مراد نہیں بلکہ جس شخص میں کج فہمی اور غلط بینی کا مادہ ہو وہی اس زمرہ میں شامل ہے خواہ بظاہر کیسی ہی مومنانہ صورت بنائے پھرتا ہو۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں۔

اسم خوانی رَو مسمّیٰ را بجو   مَہ بہ بالا داں نہ اندر آبِ جو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نام تو پڑھ لیا، جاؤ اب نام والے کی تلاش کرو، چاند کو اپنے اصلی مقام میں یعنی اوپر سمجھو نہ کہ پانی میں کیونکہ وہ تو محض عکس ہے۔

گر ز نام و حرف خواہی بگذری — پاک کن خود را ز خود ہاں یکسری

اگر نام و حرف ذکرِ زبانی سے مسمّٰی کی طرف ترقی کرنا چاہتے ہو تو خبردار اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لو۔

ہمچوں آہن ز آہنی بے رنگ شو — در ریاضت آئینہ بے زنگ شو

لوہے کی طرح لوہا ہونے کی صفت سے بے رنگ ہو جاؤ۔ اور ریاضت کر کے زنگ دور کر کے صاف آئینہ بن جاؤ۔ جس طرح لوہے میں صیقل سے اس کی سیاہی نہیں رہتی اور اس میں صورت کا عکس نظر آنے لگتا ہے۔ اسی طرح ریاضت و فنا سے تمہاری ذات میں صفاتِ الٰہی کا عکس آنے لگ جائے گا۔

خویش را صافی کن از اوصافِ خود — تا بہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود

اپنے آپ کو خودی کے اوصاف سے پاک کر لو تاکہ اپنی ذاتِ پاک کو اس طرح پاؤ کہ:-

بینی اندر دل علومِ انبیاء — بے کتاب و بے معید و اوستا

اپنے دل میں آئینہ کے انعکاس کی طرح انبیاء کے علوم بلا واسطۂ کتاب و تکرار کرانے والے ہم سبق اور استاد کے پاؤ۔ حصولِ علم میں پہلے کتاب کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے جس کے نقوش و حروف کے وسیلہ سے معلومات کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ پھر استاد سے واسطہ پڑتا ہے جو یہ رہنمائی کرتا ہے، اس کے بعد ہم سبق کے ساتھ ربط و ضبط قائم ہوتا ہے جو حل کر کے یاد کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مگر جو لوگ اپنے باطن کو صفاتِ ذمیمہ اور احساسِ خودی سے آئینہ کی طرح صاف کر لیتے ہیں۔ ان کو ان تینوں چیزوں کی ضرورت نہیں چنانچہ علومِ عالیہ تو عموماً سینۂ نبوت سے بلا اکتساب فائض ہوتے ہیں اور احیاناً علوم مکتبہ منقولہ بھی بطورِ کرامت کے حاصل ہو جاتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم — کو بود ہم گوہر و ہم ہمتم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جو میرے جوہر علم و ہمت کے پَرتَو ہوں گے۔

یہ مضمون روایت بالمعنیٰ ہے اس حدیث کی کہ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رِجَالٌ مُحَدَّثُوْنَ۔

مر مرا زاں نور بیند جانِ شان — کہ من ایشاں را ہمے بینم عیاں

ان کی روح مجھ کو اس نور سے مشاہدہ کرے گی جس نور کے ساتھ میں خود ان کو دیکھ رہا ہوں۔ یعنی جس طرح میں ان کے اوصافِ ولایت کا اپنے نورِ باطن سے مشاہدہ کر رہا ہوں اسی طرح وہ میرے اوصاف و کمالاتِ نبوّت اپنے نورِ باطن سے مشاہدہ کریں گے۔ چنانچہ اہلِ باطن کو اپنے کمالات کا علم یقینی و تحقیقی بطورِ شرحِ صدر کے حاصل ہوتا ہے

بے صحیحین و احادیث و رواۃ — بلکہ اندر مشربِ آبِ حیات

اس مشاہدہ میں نہ صحیح بخاری و صحیح مسلم اور نہ احادیث کی باقی کتابوں کا واسطہ ہوگا اور نہ راویوں کا بلکہ یہ معاملہ اس مشربِ عشق میں ہے جو روح کے لئے آبِ حیات ہے۔

اس بیان میں اشارۃً ان ظاہر پرست لوگوں کی تردید ہے جو کمالاتِ باطن کے منکر ہیں اور ان صدری و سرّی فیوض کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ جو حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اور صحابہ سے عہد بہ عہد اور سلسلہ بہ سلسلہ دوسرے لوگوں کو توارثاً بذریعہ بیعتِ طریقت حاصل ہوتے ہیں۔ اور نقل و روایت کا دائرہ ان کو حصر کرنے سے قاصر اور تکلّم و سماعت کے قویٰ ان کے ضبط و اخذ سے عاجز ہیں۔ بلکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام علومِ رسالت کمالاتِ نبوّت اور فیوضِ شارع صرف وہی ہیں جو نقلاً و روایۃً ہم تک پہنچے ہیں۔ اور حدیث کی کتابوں میں مندرج ہیں۔ ان کے بغیر کوئی سرّی تعلیم و باطنی فیض ایسا نہیں جو جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُمّت کو پہنچا ہو۔ حالانکہ ایسے سرّی علوم و باطنی فیوض کے متعلق جو بلا ظاہری درس و تکرار کے محض علماً سینہ بہ سینہ پہنچے ہوں احادیث شریفہ میں اشارات پائے جاتے ہیں۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَبَثَثْتُہٗ فِیْکُمْ وَاَمَّا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الآخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم یعنی مجری الطعام۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے علوم کے دو ذخیرے جمع کئے ہیں جن میں سے ایک کو تو میں نے تم میں شائع کر دیا لیکن دوسرا ایسا اگر میں اس کو شائع کر دوں تو یہ بلعوم کاٹ ڈالا جائے اور اس سے آپ کی مراد طعام کے گذرنے کی نالی تھی" اس سے ظاہر ہے کہ یہ مخفی و مستور علم سلوک ہے۔ جس کا تعلق عمل سے ہے۔ جس کے اظہار و بیان کے لئے الفاظ کا دامن تنگ ہے اور اس کو بیان کے دائرے میں لانا محلِ خطر اور موجب فسادِ عالم ہے، اس کا نتیجہ یا تو سننے والوں کی گمراہی اور سوءِ اعتقاد یا اس کے کہنے والے کے حق میں سُولی پر چڑھنا یا قتل یا قید ہو جانا ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ابْنِ آدَمَ۔ (رواہ الدارمی)

علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جس کا تعلق دل سے ہے۔ پس یہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر۔ پس یہ خداوند غالب و بزرگ کی حجت ہے ابنِ آدم پر" (مشکوٰۃ) اس اثر میں اس امر کی تصریح ہے کہ علمِ طریقت اور علم شریعت کی دو قسمیں ہیں، علمِ شریعت ظاہری علم ہے جس کی پابندی کے لئے ہر ابنِ آدم مکلف ہے اس لئے وہ سب پر اللہ کی حجت ہے۔ مگر علمِ طریقت جو عمل سے تعلق رکھتا ہے اور شریعت کے اتمام و تکمیل کا درجہ ہے اس کا خاص لطائف روحانیہ اور عجائبات باطن سے تعلق ہے۔ اگرچہ عامہ عباد اس کے حصول پہ مکلف نہیں ہیں، مگر پورا فائدہ اور اعلیٰ نفع اسی سے حاصل ہوتا ہے۔ (مفتاح العلوم)

مَنْ لَّا شَيْخَ لَهٗ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ

سیدنا حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو، اس کا پیر شیطان ہے" (عوارف المعارف) امام اجل حضرت ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

يَجِبُ عَلَى الْمُرِيْدِ اَنْ يَّتَأَدَّبَ بِشَيْخٍ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ اُسْتَاذٌ لَا يُفْلِحُ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابداً" (رسالہ قشیریہ) مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر کبھی فلاح نہ پائے گا" حضرت ابوعلی الدقاق قدس سرہ فرماتے ہیں " الشجرة اذا نبتت بنفسها من غیر غارس فانها تورق ولا تثمر کذالک المرید اذا لم یکن له استاذ یاخذ منه طریقتهٗ نفسا فنفسا فهو عابد هواہُ لا یجد نفاذا " یعنی درخت جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اُگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا۔ یونہی مرید کے لئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راہنمائی حاصل کرے تو وہ اپنی خواہشِ نفس کا پجاری ہے، راہ نہ پائے گا" (رسالہ قشیریہ) سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدسنا اللہ باسرارہ فرماتے ہیں " سَمِعْتُ کثیرا من المشائخ یقولون مَنْ لَمْ یَرَ مُفلحا لا یفلح " ہم نے بہت اولیاء کرام کو فرماتے سُنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا" (عوارف المعارف)

سیدنا حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ العزیز 'سبع سنابل' میں فرماتے ہیں ؎

چوں پیرت نیست پیر تست ابلیس — کہ راہِ دیں زدست از مکر و تلبیس

واضح رہے کہ فلاح دو قسم ہے۔ اوّل۔ انجام کار رستگاری۔ اگرچہ معاذاللہ سبقت عذاب کے بعد ہو، یہ عقیدہ اہلسنت وجماعت میں ہر مسلمان کے لئے لازم اور کسی بیعت ومریدی پر موقوف نہیں۔ اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا کافی ہے۔ یہ فلاح ظاہری ہے۔ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں، سب بجا لائے، کبیرہ سے بچے، صغیرہ پر مُصر نہ رہے۔ نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں اُن پر کاربند نہ ہو، مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کرکے ہاتھ کشادہ رکھے۔ حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے۔ علیٰ ہذا القیاس کہ یہ جہادِ اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجرِ عظیم ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اذا حسدتم فلا تبغوا واذا ظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فامضوا وعلی اللہ فتوکلوا (رواۃ الستۃ فی کتاب الایمان) جب تمہارے دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو۔ اور بدگمانی آئے تو اسے جما نہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوم ۔ فلاح باطنی ۔ کہ قلب رذائل سے خالی اور فضائل سے متحلی کر کے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں ۔ یہاں تک کہ لا مقصود الا اللہ پھر لا مشہود الا اللہ پھر لا موجود الا اللہ ۔ یہ فلاح احسان و منتہائے فلاح ہے ۔ پہلی فلاح تقوے میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین ہے کہ فرمایا ۔ فَمَنْ زُحزِحَ عنِ النّارِ وادخلَ الجنّۃ فقد فاز ۔ دوسری فلاح احسان ۔ اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا فکر یا اندیشہ یا غم بھی ان کے پاس نہیں آتا ۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوفٌ علیہم ولا ہم یحزنون ۔ فلاح احسان کے لئے مومن، مرشد کا محتاج ہے ۔

عارف ربانی مولانا رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر　　　　ہست بس پرُ آفت و خوف و خطر

پیر کامل کا توسل اختیار کرو کیونکہ پیر کی راہنمائی کے بغیر تقرب الٰہی کا سفر شرور نفس و شیطان کی بڑی آفات اور خوف و خطر سے پُر ہے ۔

آں رہے کہ بارہا تو رفتہ اُ　　　　بے قلاوز اندراں آشفتہ اُ

دیکھو جس راستے پر تم بارہا چل چکے ہو بسا اوقات اس میں رہبر کے نہ ہونے سے پریشانی اٹھا چکے ہو ۔

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ　　　　ہیں مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ

پس جس راستہ کو تم نے کبھی بھی نہ دیکھا ہوا اس پر تنہا ہرگز نہ چلنا اور رہبر سے انحراف نہ کرنا ۔

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد　　　　او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد

جو شخص کسی مرشد کے توسل کے بغیر راہ سلوک پہ چل پڑا وہ اکثر شیاطین کے اغوا سے گمراہ اور ہلاک ہو گیا ۔

گر نہ باشد سایۂ پیر اے فضول　　　　پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

اے فضول پسند آدمی، اگر تمہارے سر پہ مرشد کی توجہ و تعلیم کا سایہ نہ ہو تو شیطان کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خطرات و وساوس کی آواز جو تمہارے دل میں گونجتی رہے گی تم کو بہت پریشان رکھے گی۔

غولت از رہ افگند اندر گزند　　از تو داہی تر دیں رہ بسے بد شد

شیطان تم کو صراطِ مستقیم سے بہکا کر گزندِ ہلاکت میں ڈال دے گا۔ اس راستہ میں بہت سے لوگ تم سے بھی زیادہ ہشیار گام فرسا ہو چکے ہیں جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہے۔ مرشد کے بغیر گمراہ ہونے کی وجہ جاہل کے لئے تو یہ ہے کہ اس کو شریعت کا علم نہیں ہوتا، اور قلب میں ذکر سے کوئی کیفیت پیدا ہوئی تو اپنے آپ کو صاحبِ کمال سمجھنے لگتا ہے اور یہ تکبرانہ خیال اس کے لئے تباہی کا موجب بن جاتا ہے، کچھ کشف ہونے لگتا ہے تو اپنے کشف کے اعتبار پر کسی امر شرعی کا انکار کرنے لگتا ہے، کوئی شیطانی خواب آگیا کہ فلاں گناہ کر لو تو اس کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، خصوصاً جب وہ اپنے باطنی ذوق و شوق یا کشف میں کمی نہیں پاتا اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فعل جب باطنی کیفیات کو مضر نہیں تو ضرور حلال ہوگا۔ حالانکہ یہ کیفیات اگر مخالفتِ شرع کے ساتھ ہوں تو قابلِ اعتبار نہیں ہوتیں اور یہ کیفیات جو ریاضت کا ثمرہ ہیں اس فعل کے مقبول و مستحسن ہونے کی دلیل نہیں ہیں۔ اور اگر کوئی شخص عالم ہے تو شیطان اس پر تسلط کرتا ہے کہ اول کسی ایسی طاعت کی طرف بلاتا ہے جس کا انجام کوئی معصیت ہوتی ہے یا ریاضت میں اعتدال نہیں رہنے دیتا اور اس سے جسمانی ضرر ہوتا ہے جو بہت سی طاعاتِ ضروریہ کے ترک و تخلف کا باعث بن جاتا ہے، کبھی دقائقِ معصیت تک نظر نہیں پہنچنے دیتا اس لئے وہ شخص ایسی نافرمانیوں میں مبتلا رہتا ہے، کبھی ایسے معاصی کے محسوس و معلوم ہونے پر بھی شیطان یہ شرارت کرتا ہے کہ مرض تو کچھ ہوتا ہے اور اس کا چارہ و علاج کچھ اور تجویز کراتا ہے جس کی وجہ سے اس کا نفسانی و روحانی مرض اور بھی ترقی کر جاتا ہے۔ بعض اوقات عقائد میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور دلیل کے مقدمات میں خدشہ ڈالتا ہے حتیٰ کہ اس کو کسی بدعت کا معتقد بنا دیتا ہے یا بے دین و ملحد بنا دیتا ہے۔ ملتِ اسلام میں بہتر گمراہ فرقے ہیں جو اسی طرح عالموں کی کج فہمی اور اغوائے شیطان سے پیدا ہوئے ہیں۔ بعض اوقات شیطان اس شخص کو تردد میں ڈال دیتا ہے کہ میرے لئے کونسا عمل بہتر ہوگا۔؟ کبھی ایک کو چھوڑتا ہے تو دوسرے کو اختیار کرتا ہے اور کبھی دوسرے کو ترک کر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے تیسرے کو لیتا ہے اور اس طرح اس کو کسی عمل پر دوام و استقامت نہیں ہوتی اور اس کی برکات حاصل نہیں ہوتیں۔ پس شیطان کے ان سب شرور و مفاسد کا سدِ باب یہ ہے کہ شیخ کامل سے بیعت کی جائے جو ان تمام مشکلات کا چارہ جانتا ہے۔ (مفتاح العلوم شرح مثنوی شریف)

اور ان کے علاوہ شیطان کا ایک بڑا ہتھیار یہ بھی ہے کہ وہ ایسے انسان کو اس خیال فاسد میں مبتلا کر دیتا ہے کہ تُو تو خود عالم و فاضل ہے، قرآن و حدیث کو سمجھنے والا اور عابد و زاہد ہے پھر تجھے کیا ضرورت کہ کسی کی بیعت اختیار کرے اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے بیٹھے۔؟ بھلا تجھ میں اور ان اولیاء اللہ میں کیا فرق ہے، اور ان میں کونسی خوبی ہے جو تجھ میں نہیں۔؟ پھر اولیاء اللہ کے پاس جانے میں کیا فائدہ؟ جب کہ قرآن و حدیث میں موجود ہے کہ بیعتِ مرشد، پیر پرستی اور اولیاء اللہ کی تعظیم و تکریم عبادتِ غیر اللہ ہے، یہ سب شرک و بدعت کی باتیں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ابلیس لعین اپنے چیلوں کو سوچنے کا موقعہ ہی نہیں دیتا کہ جب کہ مفسرین، محدثین، ائمہ دین، فقہاء اور اکابر علمائے اُمت سب کے سب اولیاء اللہ کی غلامی اختیار کرتے آئے ہیں اور جس کسی نے کچھ پایا ہے اولیاء اللہ کی توجہ اور ان کی نظرِ کرم سے ہی پایا ہے تو یہ طریقہ شرک و بدعت کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیا یہ سب بزرگانِ دین قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ تھے، کیا یہ ممکن ہے کہ سب علمائے اُمت شرک و بدعت میں گرفتار ہو جائیں؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو یہ ہمارے خیالات کہیں شیطان کی پیداوار ہی نہ ہوں، ساری امت کے طریقہ کے خلاف ہو کر کہیں ہم گمراہ ہی نہ ہو گئے ہوں۔؟ مختصر یہ کہ نفس امارہ و ابلیس کے جال میں پھنسا ہوا انسان توحیدِ شیطانی کو توحیدِ حقیقی سمجھتے ہوئے اسی طرح اپنی عمر عزیز کو ضائع کر دیتا ہے اور دین و ایمان سے محروم رہ کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ خسر الدنیا والآخرہ۔

حضرت مولائے روم علیہ الرحمۃ نصیحت فرماتے ہیں

با ہوا و آرزو کم باش دوست | چوں یُضِلّک عن سبیل اللہ دوست

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غرض نفسانی خواہش اور تمنائے فضول کے تابع نہ ہو جب کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے گمراہ کرتی ہے۔ یعنی مصلحت صحیح کے مقابلہ میں اپنی ذاتی خواہش اور طبعی میلان کی پرواہ نہ کرنی چاہیے جو تقاضائے نفس ہے۔ بلکہ جو کچھ مقتضائے مصلحت ہو اس پر عمل کرنا ہی سیدھا راستہ ہے۔

این ہوا را نشکند اندر جہاں   ہیچ چیزے ہمچو سایۂ ہمرہاں

اس ہوائے نفسانی کو دنیا میں کوئی چیز مرشدانِ کامل کے بغیر زائل نہیں کر سکتی۔

اندر آ در سایۂ آں عاقلے   کش نتاند برد از رہ ناقلے

تم اس عارف کامل کے سایہ میں آجاؤ جس کو کوئی اغوا کرنے والا راہِ راست سے پھیر نہیں سکتا۔

پس تقرب جو بدو سوئے اِلٰہ   سر مپیچ از طاعتِ او ہیچ گاہ

پس اس کے وسیلے سے حق تعالیٰ کی طرف تقرّب کرو، مرشد کی اطاعت سے کسی وقت پہلو تہی نہ کرو۔

زانکہ او ہر خار را گلشن کند   دیدۂ ہر کور را روشن کند

کیونکہ وہ مشکلاتِ طریقت کے ہر کانٹے کو کامیابی کا باغ بنا سکتا ہے۔ ہر گمراہی کے اندھے دل کی آنکھوں کو بصیرت و ہدایت کے نور سے روشن کر سکتا ہے۔

ظلِّ او اندر زمیں چوں کوہِ قاف   روحِ او سیمرغ بس عالی طواف

اس کا سایہ زمین میں کوہِ قاف کے سایہ کی طرح ہمہ گیری کے ساتھ پڑتا ہے۔ اس کی روح بہت بلند چکر لگانے والا سیمرغ ہے۔ ظلّ سے مراد عارف کامل کا جسم ہے۔ یعنی جس طرح "ظلّ" ذی ظلّ کا تابع ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کا جسم روح کے تابع ہے۔ اور کوہِ قاف کی تشبیہ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ ان اہلِ اللہ کے سایہ کی برکت عام اور ہمہ گیر ہے۔ یعنی جس طرح عام خیال کے موافق کوہِ قاف کو اطرافِ عالم پر محیط سمجھا جاتا ہے اسی طرح اہل اللہ کا سایہ اہلِ جہان پر حاوی ہے بلکہ کوہِ قاف اور اس کے سایہ کا محیطِ عالم ہونا تو ایک فرضی افسانہ ہے۔ اولیاء اللہ کا سایہ فی الواقع تمام عالم کے لئے پناہ اور حصارِ حمایت ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دستگیر و بندۂ خاص اِلٰہ   طالباں را مے بردتا پیش گاہ

وہ طالبانِ رشد و ہدایت کا دستگیر ہے، اللہ کا خاص بندہ ہے طالبوں کو خدا کی بارگاہ تک پہنچا دیتا ہے۔

گر بگویم تا قیامت نعتِ اُو   ہیچ اورا غایت و مقطع مجو

اگر میں اس کی مدح و ستائش کے گیت قیامت تک بھی گاتا رہوں تو اس کے اختتام و اتمام کی امید نہ رکھو۔

آفتابِ روح نے آنِ فلک   کہ نورش زندہ اند انس و ملک

مرشد روحانی سورج ہے آسمان سے منسوب ہونے والا سورج نہیں، اس کے نور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں۔

در بشر رُو پوش گشت ست آفتاب   فہم کن واللہ اعلم بالصواب

وہ روحانیت کا آفتاب ایک بشر کے جسم میں پنہاں ہو رہا ہے اس نکتے کو سمجھ لو اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ آفتاب سے مراد نورِ حق ہے۔ اور نورِ حق کے بشر میں رُو پوش ہونے سے یہ مقصود ہے کہ وہ بشر کامل بواسطۂ روح کے مظہرِ حق ہے۔ کیونکہ روح دیگر موجودات کے مقابلے میں مظہر اتم ہے۔ چونکہ یہ اشارہ دقیق ہے اس لئے فہم کن کا حکم فرمایا اور چونکہ پھر بھی اس میں غلط فہمی کا احتمال ہے، لہٰذا پھر اس کو حوالۂ بر علم خدا کر دیا۔ (مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ)

مرشد کامل کا فیض سکراتِ موت قربِ قیامت اور میدانِ محشر کی آفتوں سے بچاتا ہے

عارف باللہ حضرت مولائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سایۂ یزداں بود بندۂ خدا   مردۂ ایں عالم و زندہ خدا

خدا کا خاص بندہ یعنی مرشد کامل خدا کا سایہ ہوتا ہے جو اس جہان کے تعلقات سے مردہ اور خدا کے تعلقات سے زندہ ہوتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دامنِ اُو گیر زود تر بے گماں ۔۔۔ تا رہی از آفتِ آخر زماں

جلدی اور بلا تامل اس مرشد کا دامن پکڑ لے تاکہ آخر زمانہ کی آفت سے نجات پا لے۔ آخری زمانہ سے اگر عمر کی آخری ساعت مراد لیں تو اس کی آفت سکراتِ موت اور فتنۂ ابلیس ہے۔ اگر قربِ قیامت مراد لیں تو اس کی آفت دجال اور یاجوج ماجوج ہیں اور اگر روزِ محشر مراد لیں تو اس کی آفت میزان اور حساب و کتاب ہے، تینوں جگہ مرشد کامل کا فیض مؤمن و مخلص مرید کی دستگیری کرے گا۔ موت کے وقت کلمۂ توحید زبان پر جاری ہو جائے گا۔ قربِ قیامت میں دجال وغیرہ کے سامنے وہ توحید و اسلام پر قائم رہے گا۔ اور محشر میں مرشد کی شفاعت سے نجات ہو جائے گی۔

کیف مدَّ الظل نقشِ اولیاست ۔۔۔ کو دلیلِ نورِ خورشیدِ خداست

کیف مدّ الظل میں جو سایہ کا اشارہ ہے۔ اس سے مراد اولیاء اللہ کا وجود مبارک ہے جو خورشیدِ حق کے نور کی طرف رہنما ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا۔ اے پیغمبر (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس نے کس طرح سایہ کو دراز کیا اور اگر وہ چاہے تو اس کو ساکن کر دے پھر ہم نے آفتاب کو اس پر دلیل بنایا۔

مولانا روم قدسنا اللہ باسرارہٖ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو سایۂ ظاہری کا حکم آیا ہے۔ یہی مثال اولیاء اللہ کی ہے کہ جس طرح سایۂ ظاہری سے سورج اور اس کی رفتار کا پتہ لگتا ہے، اسی طرح اولیاء اللہ کی ذات بابرکات جو ظلِ اللہ ہیں، ان کے وجود سے آفتابِ حق یعنی اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس مقام پر مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیف نکتہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دراصل تمام ممکنات عدم کے اندھیرے میں ہیں۔ نفسِ "وجود" خدا کی ذات ہے اور "وجود" نور ہے۔ جب وہ ذاتِ پاک اعیان و متعینات میں ظاہر ہوئی تو ممکنات اس نور و ظلمت کے درمیان ظاہر ہو گئیں، پس یہ موجودات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہ اس کا سایہ ہیں اور سایہ اسی نور کو کہتے ہیں جو ظلمت کی آمیزش رکھتا ہو۔ یہی حال ان موجودات ممکنہ کا ہے جن میں وجود کے ساتھ عدم کی آمیزش ہے۔ پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ:۔

"تیرے رب نے وجود کو کیسا دراز کیا ہے یہاں تک کہ اس سے ممکنات کے سلسلے ظاہر ہو گئے، اگر وہ چاہتا تو اس کو دراز نہ کرتا اس کے بعد سورج کو اس کی دلیل بنایا، یعنی اس حکمت کو سمجھنے کے لئے اس کو ایک مثال بنا دیا، چنانچہ جب سورج کے آگے کسی جسم کثیف کی آڑ آجاتی ہے تو اس کے نور کے ساتھ اندھیرے کے مل جانے سے سایہ پیدا ہو جاتا ہے۔"

(مفتاح العلوم)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar